بسم اللہ الرحمن الرحیم

سَیَذَّکَّرُ مَن یَّخشٰی

فلاح دارین

جلد چہارم

بیانات

مشہور مفسر قرآن، الحاج حضرت مولانا محمد فاروق صاحب بڑودوی مدنی
دامت برکاتہم، استاذ تفسیر و حدیث جامعہ اسلامیہ اشاعت العلوم اکل کوا
مہاراشٹر

تحریک وتحریض

استاذ الاساتذہ حضرت مولانا سید ذوالفقار احمد صاحب نروری قاسمیؒ
سابق شیخ الحدیث جامعہ فلاح دارین ترکیسر (گجرات)

مرتب

محمد بلال اشاعتی ساتونوی

نام کتاب	:	فلاح دارین (جلد چہارم)
ضبط وترتیب	:	محمد بلال اشاعتی ساتونوی۔
باراشاعت۔		دوسری مرتبہ ۱۴۳۷ھ
		اکتوبر ۲۰۱۵ء
تعداداشاعت	:	2200
قیمت	:	Rs.100

ملنے کے پتے

(۱) حضرت مولنا مفتی محمد عارف صاحب 9898171655

(۲) مولنا محمد یحییٰ صاحب نندور باری 9673156472

(۳) محمد بلال اشاعتی ساتونوی (مرتب) 9405060763

ہم خیر امت سے کیوں پکارے گئے

مدارس اسلامیہ کا وجود اور اس کی برکتیں

دنیا میں مصیبتیں اور ان کا علاج

انسان کا ہر قول و عمل محفوظ کیا جاتا ہے

ہمیں اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنا ہوگا

تعلیم نسواں کی اہمیت اور اس کی برکتیں

عباد الرحمٰن کون ہیں؟

اسلام میں رشتہ داری اور اسکی اہمیت

قرآن پاک رشد و ہدایت کی کتاب ہے

غصہ سے پرہیز کیجئے

اسلام میں عورت کا مقام اور مرتبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا نام آپ نے سنا ہوگا، حضرت کی زبان میں بھی لکنت تھی جس وقت میری عمر نو سال کی تھی میں اچھی طرح سمجھ بوجھ رکھتا تھا، میرے والد صاحب دامت برکاتہم مجھے جماعت میں ساتھ لیجایا کرتے تھے اوراس وقت میں حافظ بن رہا تھا اس لئے میواتی لوگ مجھے بہت زیادہ محبت اور پیار کررہے تھے، مجھے برابران حضرات کے جملے یاد ہیں ، انہوں نے کہا کہ مولانا محمد الیاس صاحب ؒ کو صحیح طریقہ سے تقریر بھی نہیں کرتے آتی تھی مغرب کی نماز کے بعد منبر پر کھڑے ہوجاتے تھے اوراپنی توتلاتی ہوئی زبان میں صرف اتنا کہتے تھے کہ بھائی کلمہ پڑھ لو کامیاب ہوجاؤ گے ،لیکن ان کی یہ آواز زبان کی نہیں تھی بلکہ دل کی آواز تھی، ایک فکر تھی ۔جس نے پورے عالم میں انقلاب پیدا کردیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم خیر امت سے کیوں پکارے گئے؟

الحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ با للہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ،ونشھد ان سیدنا ومولانامحمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تبا رک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریا تہ واھل بیتہ واھل طا عتہ وبا رک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا، اما بعد فاعوذ با للہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ، کُنُتُمُ خَیُرَ اُمَّۃٍ اُخُرِجَتُ لِلنَّاسِ تَامُرُونَ بِا لُمَعُرُوُفِ وَتَنُھَوُنَ عَنِ الُمُنُکَرِ وَتُوُمِنُونَ بِا للّٰہِ وقال تعالی اَنُتُمُ الُاَعُلَونَ اِنُ کُنُتُمُ مُّوُمِنِینَ صدق اللہ العظیم وقال النبی ﷺ فی خطبتہ فی حجۃ الوداع فَا لُیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الُغَائِبَ ،صدق رسولہ النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشا ھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین:

مسلمان کیا کرے؟

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو!

اگر آپ دنیا میں سفر کریں یا آپ کسی بھی ملک میں جائیں تو اس وقت مسلمان پوری دنیا میں ایک سوال کرتا نظر آتا ہے، تقریباً پانچ دس سال سے ایک حال پوری دنیا پر چلا آ رہا ہے، بالخصوص آخری دو سال سے، اور وہ سوال یہ ہے کہ اس وقت مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئیے، اس زمانہ میں جو حالات پیش آ رہے ہیں، مسلمانوں کے پاس اس کا کیا حل ہے؟ اور یہ سوال ہر ایک کو ہو رہا ہے، مجھ کو بھی ہو رہا ہے، آپ کو بھی ہو رہا ہوگا، ساری دنیا کے تمام مسلمانوں کو ہو رہا ہے، لیکن اسلام کے بہت بڑے اسکالر عرب و عجم کی مانی ہوئی ہستی، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی الندویؒ اپنی ایک کتاب میں ذکر فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کا سوچنا اور یہ کہنا کہ اس وقت مسلمان کو کیا کرنا چاہئیے یہ بہت بڑی بے وقوفی ہے۔

ڈاکٹر اگر کسی کو پوچھے کہ مجھے کیا کرنا چاہئیے یہ اس کی بے وقوفی ہے، نائی اور حجام جس کے ہاتھ میں وسترا بھی ہو قینچی بھی ہو، وہ یہ سوال کرے کہ مجھے کیا کرنا چاہئیے، یہ سوال اس کی بے وقوفی ہے، اس لئے کہ تجھے ڈاکٹری کا سرٹیفکٹ ملا ہے، تو تجھے سرجری کھول کر بیٹھنا چاہئیے، کوئی جج یا وکیل ہے تو اس کو سند ملی ہے مسائل کے حل کرنے کی، اس کو کورٹ جا کر اپنے مخصوص یونیفارم میں اپنا کام کرنا چاہئیے۔ ایک عالم اور ایک مولوی جس کو شعبان یا اس کے علاوہ دیگر مہینوں کے جلسہ میں سند ملے اور وہ سوال کرے کہ مجھے کیا کرنا چاہئیے کچھ سمجھ میں نہیں آتا اسکا یہ کہنا اور اس کا یہ سوال کرنا بے وقوفی ہے، اس لئے کہ علماء کرام کے ہاتھوں تجھ کو دستار باندھ کر یہ کہنا چاہتے ہیں اب تو امت

کی خدمت کے قابل ہوا ہے، تو امت کی راہ میں چلا جا، اور اس راہ میں آنے والی مصیبتوں اور کانٹوں کو عمدہ طریقہ سے برداشت کر کے امت تک قرآن وحدیث کا پیغام پہنچا دینا، یہ تیرا کام ہے مسلمان کا سوال کرنا کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے یہ اس کی بے وقوفی ہے۔

اس لئے کہ اس کو ایک، مقصد دے کر بھیجا گیا ہے اس کو ایک منزل مقصود کا پتہ دے کر دنیا میں روانہ کیا گیا ہے اسی مقصد کی طرف آج کی تراویح کے پارہ نمبر چار کے پہلے رکوع میں ہی یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اے امت محمد یہ ﷺ تمہیں دنیا میں ایک بڑے مقصد کو لیکر بھیجا گیا ہے تمہیں ایک مضمون کو لیکر دنیا میں بھیجا گیا ہے، اگر اس مقصد میں تم اچھے اترے تو تم اچھے کہے جانے کے مستحق ہو، اور اگر تم اس مقصد میں فیل ہو گئے تو تم امت تو کیا انسان بھی کہے جانے کے قابل نہیں رہو گے۔

بہترین امت ہونے کی وجہ

اور وہ مقصد کیا ہے جس کی بنا پر اس امت کی تعریف کی گئی ہے،؟ قرآن پاک نے اس امت کو چوتھے پارے میں خیر امت کہا ہے، **کنتم خیر امة** ، کہ تم بہت بہترین امت ہو، مسلمان قوم ہو، حضور ﷺ کا نام لینے والی قوم ہو، دنیا میں اس سے اچھی کوئی قوم نہیں ہوسکتی، اور اس امت کو سب سے اچھا کیوں کہا گیا؟ اسکی وجہ کیا ہے؟ قرآن مجید اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ تم بہتر اس لئے ہو کہ تمہیں دنیا والوں کے نفع کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

اور ایک بات ذہن میں لکھ لیجیئے کہ اللہ تعالی کے فرمان کا منشا یہ ہے کہ پوری دنیا کے نفع کے لئے پیدا کیا گیا ہے صرف مسلمانوں کے نفع کے لئے نہیں، بلکہ پوری دنیا کے نفع

کے لئے تم کو پیدا کیا گیا، بلکہ قرآن مجید نے ،نــاس ، کا لفظ استعمال کیا ہے،اور ناس کا مطلب ہوتا ہے پوری دنیائے انسانیت ،وہ لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں، انھوں نے اسلام کو صحیح طریقہ پر نہیں سمجھا ،جو یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام صرف مسلمانوں کے درمیان میں ہی پھیلایا جائے ،اور غیر مسلموں میں نہ پھیلایا جائے ، یہ نظریہ غلط ہے،اس لئے کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ پوری دنیا کی ہدایت کے لئے اس امت کو اتارا گیا ہے۔

ایک مثال سے وضاحت

اب ظاہر سی بات ہے کہ آپ نے مجھ کو کسی کام سے لندن بھیجا ہو، اور میں وہ کام کر کے آجاؤں تو آپ مجھ کو شاباشی دیں گے ، آپ مجھ کو میرا پورا پورا بدلہ چکائیں گے ،آپ کی نظر میں میرا مقام بڑھ جائے گا ،اور آپ مجھ کو بارہ ہزار دیتے تھے،تو کام اچھا ہونے پر پندرہ ہزار دیں گے،لیکن اگر میں نے اس کام کو نہیں کیا یا یہ کہ میں نے اس کام میں لوچا ماردیا، صحیح طور پر نہیں کیا ،تو آپ اجرت تو کیا دوگے پوری دنیا میں بدنام کردو گے کہ یہ بیکار آدمی ہے، مجھے اس کے اوپر اعتماد تھا بھروسہ تھا لیکن اس نے میرا کام بگاڑ دیا ، بلکہ دو قدم آگے بڑھ کر ایک مثال دیتا ہوں کہ آپ نے مجھ کو اپنا نمائندہ بنا کر، اپنا ترجمان بنا کر، کسی جگہ یا کسی جلسہ وغیرہ میں اپنی طرف سے ترجمانی کرنے کے لئے بھیجا ہو، اگر میں نے آپ کی شخصیت کا پورا خیال کر کے آپ کے دیئے ہوئے کام کو پورے طریقہ سے ادا کیا ہوتو عزت صرف میری نہیں بڑھے گی بلکہ آپ کی بھی عزت بڑھ جائیگی ۔اور لوگ کہیں گے کہ فلاں آدمی نے اپنا نمائندہ اچھا بھیجا ہے کہ اس نے صدر صاحب کی غیر حاضری محسوس نہیں ہونے دی۔

اور آپ کے دل میں بھی میری عزت بڑھ جائیگی اس لئے کہ آپ کی نیک نامی اور آپ کی عزت بڑھانے کا میں ذریعہ بنا ہوں، اللہ تعالی نے جناب نبی اکرم ﷺ کو اس دنیا میں جس مقصد کے لئے بھیجا تھا اس مقصد کی تکمیل کے لئے اس مقصد میں سہارا بننے کے لئے اس مقصد میں مددگار بننے کے لئے اس پوری امت کا اللہ تعالی نے انتخاب فرمایا، اگر ہم نے حضور ﷺ والے مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کی، اور اس مقصد کے پہنچانے میں ہم نے اپنی زندگی بسر کردی، تو قیامت کے دن اللہ تعالی ہم کو شاباشی دے گا، کہ میں نے اس بندہ کو جس مقصد سے بھیجا تھا وہ اس میں کامیاب ہو کر آیا ہے۔

درمیانی راستہ محفوظ راستہ ہے

اور دوسرے پارے کے اندر اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ،، **وَكَذَالِكَ جَعَلْنٰكُم اُمَّةً وَسَطًا** ،، اور آج کے پارے کے اندر اسی کی تفسیر کی گئی اور قرآن کی تفسیر سب سے بہتر قرآن پاک ہی کرتا ہے اس لئے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ اپنی بات میں کیا کہنا چاہتا ہے وہ سب سے زیادہ اللہ تعالی ہی جانتے ہیں تو ایک جگہ قرآن پاک نے حضور ﷺ کی اس امت کو جو امت حضور ﷺ کو مانتی ہیں اس کو،، **اُمَةً وَسَطاً** ،، کہا گیا ہے کہ تم درمیان کے راستہ کو پکڑ کر چلنے والی امت ہو، اور ہم بھی جانتے ہیں راستہ کے درمیانی حصہ کو جو پکڑ کر چلتا ہے وہ سلامت رہتا ہے، جو ڈرائیور گاڑی کو راستہ کے درمیان میں نہ چلائے اِدھر اُدھر بھگائے تو اس کی گاڑی کے سِلپ ہو جانے کا بہت ہی امکان ہوتا ہے۔

لیکن درمیان میں جب تک یہ چلتا رہے گا سلامتی کے ساتھ چلتا رہے گا، اسی کو قرآن مجید کی ایک آیت کہتی ہے کہ،، وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِی مُسْتَقِیمًا فَاتَّبِعُوْهُ ،، کہ اے نبی ﷺ آپ دنیا والوں سے کہہ دیجئے! کہ میرا جو راستہ ہے جس پر میں چلا ہوں میرے صحابہ چلے ہیں یہی سیدھا راستہ ہے تم اسی راستہ پر چلو، اگر اِدھر اُدھر تم نے جانے کی کوشش کی تو،، فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ،، تم راستہ سے بھٹک جاؤ گے ،حضور ﷺ ایک مرتبہ اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی عادت تھی کہ حضور ﷺ عملی مشق کے ذریعہ بھی سمجھاتے تھے تو حضور ﷺ نے بیٹھے بیٹھے اپنے ہاتھ میں ایک لکڑی لی اور چند لائنیں کھینچی، اور فرمایا کہ میں نے چند لکیریں کھینچی ہیں درمیان میں ایک لکیر جا رہی ہے، اور دائیں اور بائیں بھی لکیریں جا رہی ہیں فرمایا کہ شیطان برابر انسان کو کھینچنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، انسان سلامت رہے گا جب تک کہ درمیان کے راستہ پر رہے گا۔ اس کو وسط الطریق اور سواء الطریق کہا گیا ہے۔ اور وہ سیدھا راستہ یہی دعوت والا راستہ ہے جس میں ہمارے تمام مدارس اسلامیہ مکاتب قرآنیہ خانقاہیں اور رفاہی و دینی کام شامل ہیں لہذا ہم اس کی فکر کریں۔

اسلام پہنچانے کی ہم فکر کریں

لیکن آج المیہ یہ ہے کہ ہم نے اپنی چال سے، اپنی رفتار سے، اپنی گفتار سے، اپنے کردار سے اپنے اخلاق سے حضور ﷺ کے پیغام کو پہنچانے کی بالکل کوشش نہیں کی، میں آپ لوگوں سے عمر میں چھوٹا ہوں لیکن ایک بہت بڑی بات کہہ

رہا ہوں بُرا لگے تو معافی مانگتا ہوں، کہ اگر ہم مسلمانوں نے حضور ﷺ کے پیغام کو اپنی زبان اور عمل سے پہنچانے کی کوشش کی ہوتی تو شاید دنیا میں کوئی بھی انسان حضور ﷺ کے دین سے دور نہ رہتا، لیکن ہم نے اس کی کوشش ہی نہیں کی، ہمارے سامنے مثال ہے۔ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا نام آپ نے سنا ہوگا اللہ تعالی نے موصوف سے کس انداز کا کام لیا وہ ہمارے سامنے ہے آج پورے عالم میں مولانا الیاس کی دینی جماعت کام کر رہی ہے۔

حضرت کی زبان میں لکنت تھی جس وقت میری عمر نو سال کی تھی میں اچھی طرح سمجھ بوجھ رکھتا تھا، میرے والد صاحب دامت برکاتہم مجھے جماعت میں ساتھ لیجایا کرتے تھے، اور اس وقت میں حافظ بن رہا تھا اس لئے میواتی لوگ مجھے بہت زیادہ محبت اور پیار کر رہے تھے، مجھے برابران حضرات کے جملے یاد ہیں، انہوں نے کہا کہ مولانا محمد الیاس صاحبؒ کو صحیح طریقہ سے تقریر بھی نہیں کرتے آتی تھی، مغرب کی نماز کے بعد منبر پر کھڑے ہو جاتے تھے اور اپنی توتلاتی ہوئی زبان میں صرف اتنا کہتے تھے کہ بھائی کلمہ پڑھ لو کامیاب ہو جاؤ گے، لیکن ان کی یہ آواز زبان کی نہیں تھی بلکہ دل کی آواز تھی، ایک فکر تھی اور آدمی جب کسی چیز کی فکر کو اوڑھ لیتا ہے تو اس کے لئے ساری چیزیں آسان ہو جاتی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس آواز کو اللہ نے دنیا کے تمام انسانوں تک پہنچایا۔ کسی بھی کام کو فکر سے کام کرنے کی مثال دیکھو کہ اگر آپ کو صبح پانچ بجے کی ٹرین پکڑنی ہے یا آپ تھکے ہوئے ہو تو رات میں بار بار آپ کی آنکھ کھلتی رہے گی، کوئی آلارم کی بھی ضرورت نہیں ہوگی، بے فکری کی نیند نہیں ہوگی، اس لئے کہ آپ کو معلوم ہے کہ مجھے پانچ بجے کی فلائٹ پکڑنی ہے، اسی لئے آپ نے کبھی نہیں

سنا ہوگا کہ کسی نے کہا ہو کہ میری فلائٹ اس لئے چھوٹ گئی کہ آنکھ نہیں کھل سکی، اور اگر کوئی اس طرح کا بہانہ بنائے تو وہ جھوٹ بول رہا ہے اس لئے کہ فکر ہوتی ہے، اور اگر فکر ہی نہ ہو تو گدھے کی نیند سوتے ہیں الارم بھی بجتا ہے تو اس کو دبا دیتے ہیں، اسی لئے سعودیہ والوں نے ایک الارم گھڑی اس طرح کی ایجاد کی ہے کہ وہ دبانے کے بعد بھی خود سے بار بار بجتی رہتی ہے اس لئے کہ وہ بھی جانتے ہیں کہ مسلمان جلدی نہیں اٹھتا ہے۔

ہمیں ایک مقصد دے کر بھیجا گیا

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم سب لوگوں کو اللہ تعالی نے ایک مقصد دے کر بھیجا ہے، اور وہ مقصد یہی ہے کہ،، **تَامُرُونَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ** ، کہ ہم پوری دنیا کو اللہ کے رسول ﷺ کا دین اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیمات حضور ﷺ کی سنتیں پہنچاتے رہیں، اور جن باتوں سے حضور اکرم ﷺ نے مجھے اور آپ کو روکا ہے ان سے ہم بچتے رہیں، اور جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو ادا کرتے رہیں، تو انشاء اللہ ہمارے دنیا میں آنے کا مقصد کامیاب ہو جائے گا، اور ہم قرآن پاک کی زبان میں خیر امۃ یعنی بہترین امت کہے جائیں گے، اور اگر ہم اس مقصد میں پورے نہیں اترے تو وہی قرآن نویں پارے میں ایک جگہ فرماتا ہیکہ،، **لَهُمْ قُلُوبٌ لَّا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُونَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُونَ بِهَا اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ** ،، انسان جس مقصد کے لئے بھیجا جاتا ہے اگر وہ اس کو پورا نہیں کرتا ہے، تو وہ انسان جانور نہیں بلکہ جانور سے بھی بدتر ہے اس لئے کہ وہ غفلت میں پڑا ہوا ہے۔

اچھی عادتیں بھی تبلیغ ہیں

اگر آپ کہیں کہ ہم کام کریں، فیکٹری پر جائیں یا صرف اللہ تعالی کا دین ہی لوگوں تک پہنچائیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کام کوئی مشکل نہیں ہے آپ اگر دوکان پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ نے گراہک کے ساتھ امانت داری، دیانت داری، اور سچائی کے ساتھ لین دین کا سلوک کیا تو یہ بھی ایک تبلیغ ہے، یہ بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے، آپ فیکٹری میں گئے جس وقت آپ نے فیکٹری میں قدم رکھا آپ نے وہی ٹائم رجسٹر میں لکھا، یہ بھی امر بالمعروف ہے، آپ نے صحیح طریقہ کے مطابق اپنے ساتھیوں اور اپنے سیٹھ کے ساتھ سلوک کیا تو یہ بھی اسلام کی ایک بہت بڑی تبلیغ ہے، جیسے انسان اپنی زبان سے تبلیغ کرتا ہے ایسے ہی انسان اپنی آنکھ، اور اپنے ہاتھ، اور اپنے پیر سے بھی کرسکتا ہے، اس کا عمل پوری دنیا کے لئے نمونہ بن جاتا ہے۔ آپ ٹرین میں سفر کررہے ہو کوئی معذور آگیا یا کوئی عورت آگئی آپ نے اس کو بیٹھنے کے لئے جگہ دیدی، یہ بھی اسلام کی تبلیغ ہے، سچ تو یہ ہے کہ آج ہم نے اسلام کو اپنے اعمال سے بدنام کیا، لوگ ہم سے متوحش ہیں ہم ہر ایک کے ساتھ اچھا سلوک اختیار کریں مانا کہ ہم ہر ایک کے پاس دین کا پیغام لے کر نہیں جاسکتے، لیکن اپنے اعمال سے ان کو اسلام سے دور بھی تو نہ کریں، وہ بے چارہ کچھ اسلام کو سیکھنے لگتا ہے، اور ہمارے کام کاج دیکھ کر ہمارا معاشرہ دیکھ کر ہمارے برے اخلاق دیکھ کر اسلام سے دور ہو جاتا ہے، اب اس کا انجام اور اس کا گناہ بھی ہمارے ہی سر پڑے گا، اس لئے اللہ کے بندو ایسا کوئی عمل ہم غیر قوم کے ساتھ اختیار نہ کریں جس سے اسلام کی غلط ترجمانی ہو، ایسے اعمال ہم کریں جس سے اسلام کی صحیح ترجمانی ہو۔

عملی تبلیغ کی چند باتیں

آپ دیکھئے ! صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین نے اسلام کو اپنے اخلاق سے عام کیا بلکہ خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے اخلاق سے اسلام پھیلا یا اس میں اخلاق کا بہت بڑا دخل ہے، صحابہ نے تجارت کی لیکن خراب گیہوں کو خریدا، اس کو صاف کیا اور اسی دام میں مارکٹ میں لائے ہم اچھے گیہوں اوپر رکھتے ہیں اور خراب اندر، صحابہ خراب مال اوپر رکھتے تھے، تا کہ معاملات صاف رہیں، ہم اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھے اخلاق اور اچھے معاملات سے پیش آئیں، کسی کو قرض دیا ہو تو اس کو قرض ادا کرنے کے لئے زیادہ پریشان نہ کریں، بلکہ مہلت دیں، کوئی بیمار ہو تو اسکی عیادت کریں، کسی کے یہاں خوشی یا غمی کا موقع ہو تو اس میں شرکت کریں، جو پریشان ہو، اس کی پریشانی کو دور کرنے کی حتی الامکان فکر کریں، اس سے انشاء اللہ اسلام خوب پھیلے گا۔ اور یہی چیزیں ہیں جنہوں نے اسلام کو پوری دنیا میں عام کیا ،صحابہ کرام تابعین تبع تابعین نے جنگیں لڑی جب وہ کسی ملک کو فتح کرتے تھے تو اس کے اندر کسی قسم کا طوفان نہیں مچاتے تھے، کسی کی عزت پر ہاتھ نہیں ڈالتے تھے، کسی کے ساتھ زیادتی نہیں کرتے تھے، قیدیوں کے ساتھ بھی اچھے اخلاق سے پیش آتے تھے، حتی کہ محمد بن قاسم کے بارے میں تو آتا ہے کہ قیدیوں کی عیادت کے لئے بذات خود تشریف لے جاتے تھے۔

جب کہ دیگر قوم والے جب کوئی علاقہ فتح کرتے تھے تو وہاں شر مچاتے وہاں کی عزتیں نیلام کرتے، وہاں کے بے گناہ لوگوں کو ناحق قتل کردیتے، اکابرین کے ان

اخلاق کا نتیجہ یہ ہوا کہ کہیں پوری قوم اسلام میں داخل ہوئی کہیں پورا علاقہ اسلام سے مشرف ہو گیا، کہیں دشمن خود اسلام لانے پر مجبور ہو گیا، کہیں قتل کرنے والا آیا تھا قتل کرنے کے لئے، لیکن ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر دشمن کی پوری داستان سنا دی، خلاصہ یہ کہ اسلام کی تبلیغ میں اعمال کا اور ہمارے اخلاق کا نیز ہمارے کردار کا بہت بڑا دخل ہے ہم اس کو استعمال کریں، ورنہ قیامت کے دن زبانی تبلیغ نہیں کی اس کا تو کوئی جواب ہمارے پاس نہیں رہے گا اگر عملی تبلیغ بھی نہیں کی تو کیا جواب دو گے؟

واقعہ

میں آپ کو ایک واقعہ سنا تاہوں سال گزشتہ جب میں مانچیسٹر (لندن) میں تھا تو میں وہاں بدھ کے دن سپر مارکیٹ میں گیا تو وہاں واشنگ پاڈر کا سیل لگا ہوا تھا لیکن وہاں پابندی تھی کہ ایک آدمی صرف تین بوکس لے سکتا ہے، تو میرے دوست نے کہا کہ مفتی صاحب آپ بھی تین بوکس لے لیجئے میں نے کہا کہ مجھے تین بوکس کی ضرورت نہیں ہے، اس نے مجھ کو سمجھایا کہ یہ لوگ ایک آدمی کو صرف تین بوکس دے رہے ہیں، میں چھ بوکس نہیں لے سکتا، آپ یہ تین بوکس کاؤنٹر تک اٹھائیے، اس کے بعد میں اپنی ٹرالی کے اندر وہ بھی ڈال دوں گا، خیر میں نے ایسا کرلیا لیکن بعد میں میرے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ یہ سب چکر کیوں چلایا جا رہا ہے؟ پھر اس کے بعد وہی دوست گھر آنے کے دوسرے دو چار دوستوں کو تلاش کر رہا تھا تا کہ اور زیادہ بوکس وہاں سے اٹھا کر لائے۔

میں نے اس کی تحقیق کی تو مجھے بتایا گیا کہ یہ لوگ واشنگ پاؤڈر کے بوکس سستے دیتے ہیں، اور ہمارے ایشیاء کھنڈ کے لوگ ماشاء اللہ ایسے ہیں کہ اگر کوئی چیز سستی ملے

تو پورے سال کا ذخیرہ کرلیں گے، اور حکومت یہ چاہتی ہے کہ ایک آدمی کی ضرورت تین پاکٹ میں پوری ہو جاتی ہے، اس لئے اس کو صرف تین پاکٹ کی اجازت دی جائے تا کہ ہر آدمی اس کا فائدہ اٹھائے ،فوراً میرے دماغ میں ایک بات آئی ہم لوگوں نے ہدایہ نامی کتاب میں پڑھا ہے اور امام بخاریؒ نے **کتاب البیوع** میں **باب الاحتکار** میں ذکر کیا ہے کہ جس چیز کی امت کو ضرورت ہو، اور آپ نے اس چیز کو اپنے گودام میں جمع کر کے رکھا ہے تو ایسے شخص پر اللہ تعالی کی اور اس کے رسول کی اور پورے فرشتوں کی اور پورے انسانوں کی لعنت اور پھٹکار برستی ہے، اب اس پر عمل انگریز کر رہا ہے کہ جس چیز کی ضرورت ہو، اس کو سستے دام میں عام کر رہا ہے، اور مسلمان دنا دن بھر رہا ہے، دنیا چاہے بھوکی پیاسی مرے اپنے کو کیا لینا دینا ،اسلام پھیلانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے، آپ نے گیہوں کو اس وقت نکالا جب کہ لوگوں کو اس کی ضرورت تھی تو آپ نے اسلام کی ایک تعلیم کو عام کیا یہ بھی تامرون بالمعروف میں داخل ہے، یہ چلہ چار مہینہ کے ذریعہ عملی مشق ہی کروائی جاتی ہے اسی لئے آپ سنتے ہونگے کہ یہ چلہ چار مہینہ لگانے کا مقصد مقامی کام پر جمنا ہے تو مقامی کام پر جمنے کا مطلب یہی ہے کہ گھر بار، سفر حضر، لین دین، معاملات معاشرت ،وغیرہ میں اسلامی نظام کو عام کیا جائے ،ایمان والے کا بولنا بھی تبلیغ ہو، ایمان والے کا سننا بھی تبلیغ ہو، ایمان والے کا ہر کام تبلیغ ہو، حتی کہ ایمان والے کا دیکھنا بھی تبلیغ ہو۔

رحم کرنے پر مغفرت

اس وقت اسلام کے اوپر جو سب سے بڑا الزام ہے وہ یہ کہ اسلام دنیا کو دہشت گردی سکھاتا ہے، اسلام تو ایسا مذہب ہے کہ اس نے ایک کتے کو جو

پیاس کی وجہ سے بلبلا رہا تھا ستر سال تک زنا کرنے والی عورت نے اس کتے کو اپنے پیر کا موزہ نکال کر اس کو کنویں میں لٹکا کر پانی پلا دیا تھا آسمان سے آواز آئی کہ بھلے تو نے ستر سال بدکاری میں لگا دیئے ہو، لیکن میری ایک بے زبان مخلوق کو تو نے پانی پلا دیا، جا میں نے تیرے سارے گناہ معاف کر دیئے، اسلام تو ایسا مذہب ہے، جو اسلام کسی جانور کی جان بچانے پر اتنی زیادہ فضیلت دے سکتا ہے کیا وہ کسی کو قتل کرنا سکھا سکتا ہے، اسی طریقہ سے ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک عورت تمام عبادتیں کرتی تھی رکوع سجدے نماز سب کچھ کرتی تھی، لیکن اس نے ایک بلی کو بند کر دیا اس کو کھانا نہیں دیا اس کو پانی نہیں دیا وہ بلی بھوک اور پیاس کی وجہ سے تڑپ کر مر گئی اللہ تعالی نے اس عورت کو جہنم میں ڈالدیا، اس کی کوئی عبادت کام کی نہیں، اس لئے کہ اس نے خدا تعالی کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔

ہمارا حال

آج اسلام اگر بدنام ہو رہا ہے تو ہمارے اعمال کی وجہ سے بدنام ہو رہا ہے، کوئی کسی کو ٹرین وغیرہ میں جگہ نہیں دیتا ہے، کوئی کسی غریب سے اچھی طرح دل ملا کر بات نہیں کرتا، کوئی پڑوسی کے ساتھ نبیوں والا سلوک اور صحابہ کرام کے اخلاق سے پیش نہیں آتا، کوئی کسی غیر مسلم سے اخلاق سے پیش نہیں آتا، ہمارا حال یہ ہے کہ دوکان والے نے اگر کھوٹا سامان دیا تو ہم لڑنے کے درپے ہو جاتے ہیں، اگر کسی رکشہ والے نے تین سیٹ کہی تھی لیکن اس کو چوتھا بھی مل گیا تو لڑنا شروع کر دیتے ہیں، ہم لوگ داداگری کرتے ہیں۔

یہ وہ چیزیں ہیں جن سے اسلام کی شبیہ خراب ہوتی ہے اسلام کی غلط ترجمانی ہوتی ہے ان لوگوں کو کیا معلوم کہ یہ اسلام کے خلاف کر رہا ہے، وہ تو سمجھتے ہیں کہ مسلمان کر رہا ہے اس کا مطلب یہ کہ اسلام ہی اس طرح ان کو سکھاتا ہے۔ جب کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ گراہک کو کوئی چیز پسند نہ آئے تو واپس لے لو، اسلام کہتا ہے کہ ہر ایک سے اچھی بات کرو چاہے وہ مسلمان ہو، یا غیر مسلم ہو، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، غریبوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، سفر میں مزاج نرم رکھو، بلکہ مزاج ہر جگہ نرم بناؤ، یہ اسلام کی تعلیمات ہیں، اب اگر اسلام کی یہ تعلیمات ہمیں ہی معلوم نہ ہوں تو ہم مذہب اسلام کی تعلیمات کو لوگوں تک کیسے پہنچا سکیں گے۔

اسلام کے معنی سمجھائیں

میں اپنے نوجوان بھائیوں سے گزارش کروں گا کہ اپنے کالجوں میں اپنی سوسائٹی میں لوگ ہم سے اسلام کے متعلق پوچھتے ہیں کہ اسلام کیسا مذہب ہے ہم ان کو اسلام سمجھائیں ، ان کے ساتھ اخلاق سے رہیں، آج کل میڈیا اسلام کو بدنام کرنے کے درپے تُلا ہے، ان کو خاص طور پر یہ بات سمجھائیں کہ اسلام کے معنی ہی سلامتی کے آتے ہیں جس مذہب کے معنی میں ہی سلامتی کا لفظ ہو، وہ مذہب کسی کو مارنے کی اجازت کیسے دے سکتا ہے؟ جب آپ سے کوئی اسلام کے بارے میں سوال کرے تو آپ اس کی گہرائی میں جانے کے بجائے اس کو صرف اسلام کے نام سے سمجھا دیں انشاء اللہ وہ اسلام کی اندر کی باتوں کو جاننے پر مجبور ہو جائے گا، اور ایمان کے معنی امن وشانتی کے آتے ہیں اس لئے اسلام نے پہلے ہی کہدیا کہ،،

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ ،، مسلمان وہ ہوتا ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ رہتے ہیں۔ ہم نے اسلام کو سمجھا ہی نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ رمضان آئے تو روزہ رکھنا ہے چند مرتبہ نمازیں پڑھنا ہے اور بس، نہیں میرے بھائیو!! اسلام ہی وہ مذہب ہے جو ہر جگہ انسانیت کی رہبری کرتا ہے۔

ہمیں خیر امت کا لقب کیوں ملا؟

اس لئے میں آج کی مجلس میں سب سے زیادہ اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم حضور ﷺ کی امت ہیں اور خیر امت کا ہم کو لقب ملا ہے سوال یہ کہ ہمیں خیر امت کا لقب کیوں ملا؟ جواب یہ ہے کہ ہماری نسبت حضور ﷺ کے ساتھ وابستہ ہے اور حضور ﷺ کی نسبتیں بہت بلند تھیں حضور ﷺ کو رات رات بھر امت کی فکر میں نیند نہیں آتی تھی، ہم کو خیر امت کسی مقصد کے تحت کہا گیا ہے، اور وہ دعوت والا مقصد ہے تبلیغ والا مقصد ہے آپ ﷺ امت کی فکر میں بے چین رہتے تھے، ورنہ کیا ایک آفر آپ ﷺ کو نہیں کی گئی تھی یاد کیجئے سیرت کے اس قصہ کو کہ اہل مکہ نے آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالب کے پاس آکر کہا تھا کہ اپنے بھتیجے کو سمجھا دو، ورنہ ہم کچھ بھی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ آپ کے بھتیجے سے کہیئے کہ اگر وہ کوئی لڑکی چاہتے ہیں تو ہم عرب کی خوبصورت سے خوبصورت لڑکی ان کو دینے کو تیار ہیں اگر وہ مال چاہتے ہیں تو ہم ان کو اپنا سردار بنانے کو تیار ہیں۔

لیکن آپ ﷺ نے اس مقصد کو سامنے رکھا تھا اس لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ،، وَاللّٰهِ لَوْ وَضَعُوا الشَّمْسَ فِي يَمِيْنِي وَالْقَمَرَ فِي يَسَارِي، کہ چچا آپ کا چچا ہونا میری سر آنکھوں پر،، لیکن اگر یہ لوگ میرے داہنے ہاتھ پر چاند اور بائیں ہاتھ پر سورج رکھیں تب بھی میں اپنے اس فریضہ دعوت سے رکنے والا نہیں ہوں، گردن تو کٹ سکتی ہے لیکن دعوت والی نسبت بند نہیں ہو سکتی، اس نبی کے ساتھ ہماری نسبت ہے، ہم تو کہتے ہیں کہ پوری دنیا میں مسلمان سب سے بہتر ہے ایسا سمجھتے ہیں کہ گویا جنت کا سرٹیفکٹ مل ہی گیا، بہتر ضرور ہے لیکن اس کی وجہ یہ دعوت والا کام ہے۔

جنت مفت نہیں

قرآن پاک نے آج پڑھے جانے والی تراویح میں یہ بھی کہا کہ :اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهِ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ،، کیا تم نے ایسا سمجھا ہے کہ جنت میں مفت ہی چلے جاؤ گے؟ نہیں ہم مفت میں نہیں جائیں گے بلکہ آزمائشیں ہیں اللہ کے دین کے لئے چلنا پڑے گا اس کے راستہ میں صبر سے کام لینا پڑے گا، مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑے گا، علامہ اقبال کا نام آپ نے بھی سنا ہوگا ان کا ایک شعر ہے کہ۔

چوں میگویم مسلمانم بلرزم

کہ دانم مشکلات لا الہ را

کہ جب میں سوچتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو میں کانپ جاتا ہوں اس لئے کہ کلمہ پڑھ لینا قید خانہ میں آجانا ہے، اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے بہت پہلے

فرمادیا کہ،، اَلدُّنیَا سِجنُ المُؤمِنِ وَجَنَّۃُ الکَافِرِ، کہ دنیا مسلمان کا قید خانہ ہے اور کافر کے لئے جنت ہے، کافر کے لئے پارک ہے اس کے لئے سیر وتفریح کی جگہ ہے اور جیل میں من پسند کھانا بھی نہیں دیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے کہ جیل میں اگر تم ٹھیک رہے تو اس کے بعد تم کو عزت دی جائیگی۔

انسان اگر اس دنیا میں ٹھیک رہتا ہے تو عزت تو یہاں ملے گی ہی آخرت میں بھی تم سکون سے رہو گے، اور اگر کوئی کہے کہ دنیا میں تم کو پارک میں گھومنا ہے عیش کرنا ہے اور اس کے بعد سزا ہو گی تو عقلمند آدمی پہلی والی چیز یعنی قید اور اس کی مشکلات کو برداشت کرے گا، اس لئے کہ وہ سوچے گا کہ تھوڑے دن تکلیف ہے بعد میں آرام ہے قرآن پاک نے یہی کہا کہ،، وَلَلاٰخِرَۃُ خَیرٌ لَّکَ مِنَ الاُولٰی، کہ اگر تم نے دنیا میں مشکلات کو برداشت کیا تو آخرت کا گھر تمہارے لئے بہتر ہے اور یہ اس وقت ہے جبکہ اس نے دنیا میں اپنے مقصد کو پورا کیا اور اگر مقصد کو پورا نہیں کیا تو دنیا میں بھی بے عزتی ہے، اور آخرت میں بھی بے عزتی ہے۔

دین داری میں عزت ہے

آپ دیکھئے،، ہندوستان کے حالات کافی خراب ہیں لیکن بس میں، ٹرین میں کوئی برقعہ پوش عورت ہو تو ہندو بھی کھڑے ہو کر جگہ دیتے ہیں اس کا دل اندر سے گوارہ نہیں کرتا کہ یہ خاتون کھڑی رہے، اس لئے کہ وہ عورت اپنے مقصد میں لگی ہوئی ہے میرے بھائیو! محمد رسول اللہ ﷺ کی شکل میں اللہ تعالی نے اتنی عزت رکھی ہے اگر اس کو حقیقت میں اختیار کیا جائے تو اللہ تعالی کتنی عزت سے نوازیں گے، اگر کوئی ڈاڑھی پاجامہ والا ہے لوگ اس کی عزت کرتے ہیں اس لئے کہ اس نے رسول

اللہ ﷺ کی سنت کو اپنے بدن سے ملایا ہے اگر اس نے رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اپنے دل سے لگالیا تو کسی کی مجال نہیں کہ اس کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر دیکھے، اور اگر کوئی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے تو اللہ تعالی نے اعلان کروایا کہ،، مَنْ اٰذَالِی وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ ،، کہ جس نے میرے کسی بندے کو میرے تعلق کی بنا پر تکلیف پہنچائی تو اس کا بدلہ لینے کے لئے میں خود اتر پڑتا ہوں، اب ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہم ہر ایک کی نظر میں ذلیل ہیں اس لئے کہ ہم نے اللہ تعالی کے ساتھ تعلق مضبوط نہیں کیا، ہم نے مقصد کو بھلا دیا اگر ہم مقصد پر جمے رہیں تو اللہ تعالی کا یہ بندہ جب دنیا سے جاتا ہے تو اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ،، یَآ اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِی اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِی فِی عِبَادِی وَادْخُلِی جَنَّتِی۔

ہماری بربادی کی وجہ

اور ہم لوگ صرف مال جمع کرنے میں لگے ہوئے ہیں، ارے بھائی مال جمع کرنا مکان بنانا یہ کام تو جانور بھی کرتے ہیں، وہ بھی سونگھ کر کھاتے ہیں لیکن انسان سونگھتا بھی نہیں اس کو ہڑپ کر جاتا ہے جس کی بنا پر اس کا تعلق اللہ تعالی سے کم ہو گیا ہے، اسی لئے پوری دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں اور اللہ تعالی نظارہ دیکھ رہا ہے اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ اس کے بغیر یہ قوم جاگنے والی نہیں ہے، اور کوئی اس کو بچانے والا نہیں ہے۔

ہم اللہ تعالی کے محبوب بنیں

آج ہم یہ تحیہ کریں کہ ہمیں نبی کے طریقہ پر زندگی گزارنی ہے اور ہم نے

نبی کے طریقہ پر زندگی گزاری اور پوری دنیا کو اسلام کا پیغام دیا تو قرآن کا اعلان ہے کہ،، قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ،، کہ اگر تم اللہ تعالی سے محبت کرنا چاہتے ہو تو نبی کی اتباع کرو، ان کے طریقوں پر چلو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور دیکھو ایک تو ہوتا ہے محبت کرنے والا، اور ایک وہ جس سے محبت کی جائے، محبوب کے تمام نخرے برداشت کرنے پڑتے ہیں جو نبی کی اتباع کرتا ہے اللہ تعالی اس سے محبت کرتے ہیں، اور اسکی ہر فرمائش پوری کی جاتی ہے وہ کہتا ہے کہ آج بارش ہو تو اللہ تعالی بارش نازل فرماتے ہیں۔

وہ کہتا ہے فلاں کام ہو جائے اللہ تعالی اس کو بھی پورا کر دیتے ہیں، الغرض اللہ تعالی اس کی تمام فرمائشیں مکمل فرماتے ہیں۔ اسی کو نبی پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ،، رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَّ لَوْاَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّ ،، کچھ پراگندہ حال وبال لوگ جن کے کپڑوں کا ٹھکانہ نہیں، جن کے بالوں کا ٹھکانہ نہیں، بظاہر ان کا کوئی مقام نہیں معلوم ہوتا ہے، لیکن وہ کچھ چیلینج کر دیں تو اللہ تعالی ان کے چیلینج کو پورا فرماتے ہیں، بہر حال ہم اللہ تعالی کے محبوب بننے کی کوشش کریں اور محبوب اسی وقت بنیں گے جب کہ اللہ تعالی کے احکامات اور نبی اکرم ﷺ کے طریقوں پر چلیں گے، اور ان کے پیغام کو عام کریں گے اللہ تعالی ہم سب لوگوں کو اپنے مقصد پر کام کرنے والا بنائے۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

بلکہ میں ایک جملہ کہدوں جو پورے بیان کا خلاصہ ہوسکتا ہے کہ اے ہندوستان کے مسلمانوں! اگر تم ہندوستان میں اپنا نام باقی رکھنا چاہتے ہو، اور اس صفحہ ہستی پر اپنا نام ثبت کرنا چاہتے ہو تو تمہیں ان مدارس کو باقی رکھنا ہوگا اگر یہ مدارس مٹ گئے یا کمزور ہو گئے تو تم بھی مٹ جاؤ گے اور کمزور ہو جاؤ گے اقبال کہہ کر گئے ہیں کہ۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانوں!

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اقبال گھوم کر آئے تھے امریکہ میں، افریقہ میں، کئی کلیساؤں میں اور یوروپ کے میکدوں میں اور وہاں کے عصری علوم اور وہاں کی دنیوی درسگا ہوں میں گھوم کر آئے تھے کسی نے ان سے انہی مکاتب کے بارے میں پوچھا تھا تو اقبال نے دوٹوک لہجہ میں کہا تھا کہ، ان مکاتب کو ان کی کچی پکی دیواروں میں کام کر لینے دو اگر یہ مدارس ختم ہو گئے تو اسلام کا نام ونشان ختم ہو جائیگا۔

بسم الله الرحمن الرحیم

مدارس اسلامیہ کا وجود اور اس کی برکتیں

الحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ با للہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ، ونشھد ان سیدنا وسندنا ومولانامحمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تبا رک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریا تہ واھل بیتہ واھل طا عتہ وبا رک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اما بعد فاعوذ با للہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ،اِنَّ الَّذِینَ یَتۡلُونَ کِتَابَ اللّٰہِ وَاَقَامُو الصَّلٰوۃَ وَاَنۡفَقُوا مِمَّارَزَقۡنٰھُمۡ سِرًّا وَّ عَلا نِیَۃً یَّرۡجُونَ تِجَارَۃً لَّنۡ تَبُور لِیُوَفِّیَھُمۡ اُجُورَھُم وَیَزِیدَھُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ اِنَّہٗ غَفُورٌ شَکُور ،وَالَّذِی اَوۡحَیۡنَا اِلَیکَ مِنَ الۡکِتَابِ ھُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَا دِہٖ لَخَبِیر بَصِیر، ثُمَّ اَورَثۡنَا الکِتَابَ الَّذِینَ اصۡطَفَیۡنَامِنۡ عِبَا دِنَا فَمِنھُمۡ ظَالِم لِّنَفۡسِہ وَمِنۡھُم مُقۡتَصِد، وَمِنۡھُمۡ

سَابِق بِا لْخَيرَاتِ بِاِ ذنِ اللّٰهِ ذَالِکَ هُوَ الْفَضْلُ الْکَبِیر صدق الله العظیم ،وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَرْفَعُ بِهٰذَ الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِهٖ اٰخَرِین ، صدق رسوله النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاهدین والشاکرین الحمد لله رب العالمین ،

گرامی قدر علماء کرام، بھائیو دوستو اور بزرگو اور میرے عزیز طلباء۔

آپ کے مدرسہ مصباح العلوم کو اللہ تعالی اس اسم با مسمی بنائے اور اس مصباح اور چراغ علم کی اللہ تعالی قیامت تک اپنی تائید غیبی سے حفاظت فرماتا رہے،،آمین،، آپ حضرات یہ ستائیسواں سال مکمل کرنے جا رہے ہیں، اللہ تعالی اس کو قبول فرمائے ، میں شروع پروگرام سے اخیر تک یعنی بچوں کی تلاوت کی تکمیل تک بہت توجہ سے سنتا رہا،اس پروگرام کو سن کر اللہ کے گھر میں بیٹھ کر بغیر کسی مبالغہ کے سچی بات کہی جا سکتی ہے کہ مدرسہ اپنے مقصد میں کامیابی کی طرف رواں دواں ہے اساتذہ کرام کی محنت قابل قدر ہے، ذمہ داران مدرسہ کی فکر قابل ستائش ہے،اللہ تعالی امت اسلامیہ کو اس کی قدر دانی نصیب فرمائے اور تمام مسلمانوں کو اتحاد قلب کے ساتھ ان مدارس میں اپنی اپنی صلاحیتوں کو لگانے کی توفیق نصیب فرمائے۔امین

یوروپ کی تین سازشیں

میرے بھائیو! اس وقت یوروپ کی طرف سے امت اسلامیہ کے سر پر تین زبردست قسم کی سازشیں لادی جارہی ہیں انٹرنیٹ پر آپ بیٹھتے ہونگے ویب سائٹ آپ بھی کھولتے ہونگے اس سے مجھے انکار نہیں ہے، لیکن ایک مومن کی جہاں تک فراست جانی چاہیئے تھی وہاں تک نہیں جارہی ہے، پوری دنیا کا اگر جائزہ لیا جائے تو میں بالکل صداقت کے ساتھ یہ بات کہہ رہا ہوں کہ امت پر تین قسم کے حملے ہورہے ہیں، ایک یہ ہے کہ امت کے مقامات مقدسہ کی عظمت کو امت کے دلوں سے ختم کر دیا جائے، حرمین شریفین، مساجد، مکاتب، مدارس، خانقاہیں یہ مقامات مقدسہ ہیں، ان کی عظمت اوران کا احترام دلوں سے نکالنے کے لئے مختلف قسم کی محنتیں ہورہی ہیں، کبھی مسجدوں میں بم بلاسٹ کرواکر، کبھی مسجدوں میں غیر شعوری طور پر تصویریں لگواکر، اور معاف کیجئے رمضان میں چینل پر حرمین شریفین کی تراویح کو دکھا کر کعبۃ اللہ کی عظمت کو ختم کیا جارہا ہے، مقامات مقدسہ کا تعلق دھیرے دھیرے ختم کا جارہا ہے، اور یہ ضروری نہیں ہے کہ محبتوں کو ہمیشہ نفرتوں کے نام سے ہی کاٹا جائے کبھی کبھی محبت کو محبت کے نام سے بھی کاٹا جاتا ہے، یہ بات اور ہے کہ دونوں کی حقیقتیں کچھ اور ہوتی ہیں۔

دوسری سازش

دوسرا حملہ جو امت مسلمہ پر یوروپ کی جانب سے تھوپا جارہا ہے وہ یہ ہے کہ امت کے افراد مقدسہ، امت کے رجال کار امت کے چنندہ افراد، جنہیں میں

حدیث پاک سے استدلال کر کے :وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَــاء : کا نام دوں تو بے جا نہ ہوگا ان حضرات علماء کرام سے امت کا تعلق دھیرے دھیرے ختم کیا جا رہا ہے الکٹرانک میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ، اور آج کل تو ہر آدمی میڈیا بنا ہوا ہے، ہوٹل والا بھی میڈیا ہے، اس میڈیا نے علماء اور مفکرین کو امت کے رجال کار کو مختلف قسم کی بدعنوانیوں میں بلاوجہ گرفتار کر کے ان پر بدنما داغ لگا کر امت کا اپنے علماء سے اعتماد ہٹا کر اس امت کو یتیم بنا دیا ہے، مال کے گھپلوں کا الزام، کبھی بداخلاقی کا الزام اور مختلف قسم کے الزامات لگا کر اس محنت کو بروئے کار رلایا گیا جس کا آغاز ایک زمانہ پہلے ان لوگوں نے کر دیا تھا، کہ امت کی نظروں میں اس کے مکھن اور اس کے مغز کو مجروح کر دیا جائے۔

امت کی نظروں سے ان وارثین انبیاء کی اہمیت کو ختم کر دیا جائے ،اس لئے کہ جن کے ہاتھوں میں باگ ڈور ہے جن کی نسبت سے یہ امت ترقی کی راہوں پر چل رہی ہیں ،ان ہاتھوں کو ہی زخمی کر دیا جائے تو پھر جناب نبی اکرم ﷺ کی لسان نبوت سے چودہ سو اٹھائیس سال پہلے صادر ہوتا ہے کہ،،اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِہٖ فَـانْتَظِـرِ السَّـاعَۃَ ،، کہ جب کوئی بھی ذمہ داری نا اہلوں کے سپرد کر دی جائے گی تو قیامت کا انتظار کرو، اس لئے کہ جب نا اہل کے پاس کوئی ذمہ داری آتی ہے تو وہ حق کو باطل اور باطل کو حق بنا دیتے ہیں۔ اور یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ دنیا میں باطل ہو اور قیامت نہ آئے ، باطل وجود میں آئے گا تو قیامت آئیگی ،لیکن جب تک امت کی قیادت اربابِ حق کے ہاتھوں میں رہے گی، جب تک امت کی امامت علماء کے ہاتھوں میں رہے گی، قیامت نہیں قائم ہوگی۔ اس لئے کہ جناب نبی اکرم ﷺ

فرماتے ہیں کہ ،،لَاتَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰی یُقَالَ فِی الْاَرْضِ اَللّٰهُ ،، کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ نیک لوگ قائم رہیں۔

لیکن کوتاہی دونوں طرف سے ہیں ، ذمہ داروں نے اپنے آپ کو ذمہ دار نہیں سمجھا اور ماتحتوں نے ، چھوٹوں نے اپنے ذمہ داروں کو ذمہ دار نہیں سمجھا ، نااہلوں کے ہاتھ میں زمام کار چلا گیا جس کی وجہ سے امت بغیر لگام والے گھوڑے کی طرح چل رہی ہے ، یہ امت اتنی سستی اور اتنی سادہ ہوگئی کہ جو شخص اس امت کی لگام کو جب پکڑنا چاہتا ہے پکڑ لیتا ہے اور جدھر کھینچنا چاہتا ہے کھینچ لیتا ہے اور یہ امت اُدھر چلی جاتی ہے اور بخاری شریف کی روایت ہے جناب نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی علم کو کتابوں سے نہیں اٹھائے گا بلکہ علم علماء کی شکل میں اٹھایا جائیگا علم کا اٹھنا علماء کا اٹھ جانا ہے۔

اور آج کل تو دیکھو کتنے مطبع وجود میں آرہے ہیں پہلے کوئی کتاب چھپوانی ہوتی تھی تو دلی جانا ہوتا تھا اور وہاں سے کتاب شائع کرواتے تھے ، پھر دیوبند میں پریس آئے اور اب تو بہت آسان ہوگیا ہے ، کتابیں تو بڑھ رہی ہیں لیکن علم اٹھ جائے گا علماء کرام کی شکل میں ، اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ علم کا برتن اور علم کا ظرف حضرات علماء کرام کے قلوب ہیں ، جن پر خدا تعالی کی طرف سے معرفت کا فیضان ہوتا ہے تو میں یہ عرض کر رہا ہوں میرے بھائیو کہ مغرب کی اس کوشش کو اور یوروپ کی اس یلغار اور اس کی فکر کو ہمیں ناکام بنانا ہے ، کہ فلاں دیندار نے یہ کام کیا اور فلاں نے یہ کیا اس طرح اس امت کو اپنے دینی طبقے سے کاٹا جارہا ہے ، امت کی نظر میں علماء کا وقار مجروح کیا جارہا ہے ، اس لئے امت بھی پریشان ہے۔

تیسری سازش اور اس کا حل

اور شعائر اسلامیہ سے کاٹ کر امت کے ذہن اور امت کے دماغ پر ایک زبردست قسم کی یلغار ہے جس کو عربی میں اَلْغَزْوُ الْفِکْرِی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اس کو اسلامی تہذیب وثقافت سے دور کیا جارہا ہے، اس کے ذہن میں ماڈرن نظام کو داخل کیا جارہا ہے، ایسے ماحول میں جب کہ امت کی ذہنی تبدیلی کی چاروں طرف سے کوشش ہورہی ہو، ایسے موقع پر مدارس اسلامیہ کے جلسے جلوس کرنا، مدارس اسلامیہ کے کارنامے بروئے کار لا کر امت کے سامنے پیش کرنا امت کے اعتماد کو بحال کرنے کے مترادف ہے۔

امت کا اعتماد بحال کرنا بے حد ضروری ہے ایسے موقعہ پر اجلاس کا قائم کرنا وقت کا اہم ترین استعمال ہے، لوگوں کو دکھلانا اور چندہ کروانا مقصود نہیں ہے، بلکہ امت کو یہ باور کرانا مقصود ہے کہ جب تک مدارس اسلامیہ، مکاتب قرآنیہ، اور حفاظ عظام کا نظام نیز ناظرہ قرآن کا نظام چلتا رہے گا اس وقت تک یہ امت شعائر اسلامیہ کے ساتھ مقامات مقدسہ کے ساتھ اور افراد اسلامیہ کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط رکھے گی اور جب تک امت نے اس تعلق کو مضبوط رکھا ہے اس وقت تک اس امت نے پوری دنیا پر حکومت کی ہے۔ جس کی ایک طویل تاریخ ہے۔

ترقی سائنس پر نہیں، سیرت پر ہے

میرے بھائیو! ہم مسلمانوں کی بہت غلط فکر ہورہی ہے جو اپنے آپ کو پڑھا لکھا طبقہ کہتا ہے ان کی اور جدت پسند لوگوں کی یہ فکر ہوگئی ہے کہ امت کی ترقی کے

لئے امت کو پولٹکس کے میدان میں آنا چاہئیے ،امت کوترقی کے لئے سائنس کے میدان میں آنا چاہئیے ،قرآن اور حدیث کے تاریخی حقائق اس فکر کی بالکل تردید کرتے ہیں ،سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی نے سائنس داں ہوکر دنیا پرحکومت نہیں کی تھی ،حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے ڈاکٹری کی ڈگری لیکر یا پولٹکس کے میدان میں قدم رکھ کر دنیا کی امامت نہیں کی تھی ،انہوں نے تو اپنے آپ کو دنیا کی امامت کے قابل بنایا تھا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت کو تھام کر، انہوں نے تمام مسائل کا حل دریافت کیا اور یہی پیغام ان مدارس اسلامیہ کا مرکزی پیغام ہے،آج کل ہماری فکر غلط ہورہی ہے اور غلط کروائی جارہی ہے۔

، میں دوٹوک کہتا ہوں چاہے کسی کو برا لگے تو لگے،اور ویسے بھی علماء کرام پر قدامت پسندی کا الزام ہے ہمیں اس کی کوئی پرواہ نہیں، میں چیلینج کرتا ہوں کہ یہ فکر غلط ہے اور سراسر غلط ہے، کہ مسلمان کوترقی کرنا چاہے تو سائنس کے میدان میں آئے خدائے پاک کی قسم کوئی مسلمان سائنس کی وجہ سے ترقی نہیں کرسکتا، جب تک کہ وہ سیرت کے دامن کو مضبوطی سے نہیں تھامے گا ایک مسلمان سائنس داں راشٹر پتی بن کر ہندوستان کی حکومت پر بیٹھا لیکن بتائیے اس نے ہندوستان کوکونسی ترقی پر لے گیا، اس نے کونسا قابل ذکر کارنامہ انجام دیا ہمیں اس کی شخصیت سے کوئی انکار نہیں ہے، ہمیں اس کے کمال سے کوئی انکار نہیں ہے لیکن یہ کہنا کہ امت کے بچے یونیورسیٹیوں میں جا کر ہی ترقی کر سکتے ہیں یہ غلط ہے، میں پھر دوٹوک کہتا ہوں کہ جب تک اپنی اولاد کو کتاب وسنت سے نہیں جوڑوگے کسی بھی یونیورسیٹی میں پڑھالو مسلمان کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔

ترقی کن چیزوں سے ہوگی؟

ہمیں اگر ترقی کرنی ہے ہمیں اگر کھوئی ہوئی امامت کو دوبارہ حاصل کرنا ہے، ہمیں اگر دنیا پر اپنی امامت کا تصور جمانا ہے، اگر ہمیں دنیا کو ہر اعتبار سے ترقی کی راہوں پر لانا ہے، اور دنیا کو اگر قعر مذلت سے نکال کر روشنی کی طرف لانا ہے تو پھر امام مالکؒ کا وہ قول جو آپ نے بہت پہلے امت کے لئے چھوڑا ہے جس کو حدیث کی کتابوں میں، آثار میں، اور مرفوعی اور منقولی روایتوں میں نقل کیا گیا کہ "لَنْ یَصْلُحَ اٰخِرُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اِلَّابِمَا صَلُحِ بِہٖ اَوَّلُھَا" کہ اس امت کی نسل کبھی ترقی نہیں کرسکتی کبھی نیک نامی نہیں حاصل کرسکتی جب تک ان اصول وقواعد، اور ان ضوابط کو نہ تھام لے جن اصولوں اور قواعد کو اس امت کے ابتدائی طبقہ نے تھاما ہے، اور امام مالک کا نام آپ نے سنا ہوگا امام دارالہجرہ ان کا لقب ہے سچا پکا عاشق رسول ہے، جو مدینہ منورہ میں پیدا ہوا جو وہیں کے رہنے والے تھے لیکن مدینہ کی سرزمین پر کبھی جوتی پہن کر نہیں چلے، اور اتنے عاشق رسول تھے کہ اللہ کے رسول کی محبت کی بنا پر کعبۃ اللہ کے حج کو نہیں جاسکے، کہ میں حج کو جاؤں گا اور وہیں موت آگئی تو میں مدینہ کی سرزمین کے ساتھ پیوند خاک ہونے سے محروم ہوجاؤں گا بعد میں اللہ تعالی کی طرف سے ان کے قلب پر الہام ہوا، حج کو گئے اور حج ادا کیا وہ بات اور ہے۔

صحابہ نے تمام علوم قرآن سے سیکھے

صحابہ کرام کونسی یونیورسیٹی میں پڑھنے گئے تھے؟ کیا انہوں نے انگلش پڑھی تھی؟ ان کے علوم کا تمام تر مرکز قرآن مجید تھا انہوں نے سائنس بھی سیکھا لیکن قرآن

سے لگ کر، انہوں نے قرآن ہی سے سب کچھ سیکھا انہوں نے بایولوجی سیکھی، انہوں نے کیمیوسٹی سیکھی انہوں نے کیمیکل کا علم سیکھا، انہوں نے دنیا کی امامت کا علم سیکھا، علم کا کوئی میدان ایسا نہیں ہے جو صحابہ کرام نے نہ سیکھا ہو، لیکن انہوں نے وہ سب کے سب درسگاہِ محمدی ﷺ سے ہی حاصل کیا اور پھر وہ اسی پیغام کو لیکر پوری دنیا میں پھیل گئے، ان علوم کو پوری دنیا میں پھیلایا۔

قرآن ہی کافی ہے

جس وقت قرآن پاک نازل ہو رہا تھا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے جناب نبی اکرم ﷺ سے تورات کو صرف مطالعہ کے طور پر پڑھنے کی اجازت طلب کی تھی، کہ اللہ کے رسول ﷺ تورات بھی آسمانی کتاب ہے چاہے اس میں تحریف ہوگئی ہو، آپ تو ہمیں اصل حقیقت بتلانے والے ہیں ہی، تو کیا ہم تورات کو پڑھ سکتے ہیں؟ اور وہ عمر اجازت مانگ رہے ہیں جن کی ثقاہت پر جناب نبی اکرم ﷺ کو تنا اعتماد تھا کہ خود فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ عمر قیامت آسکتی ہے لیکن شیطان کی ہمت نہیں ہوسکتی کہ وہ اس گلی سے گزرے جس گلی سے تم گزر رہے ہو، اتنا اعتماد ہونے کے بعد آپ ﷺ سے جب انہوں نے تورات پڑھنے کی اجازت مانگی تو رخِ انور غصہ کی وجہ سے سرخ ہوگیا۔

فرمایا،، حَسْبُکُمْ کِتَابُ اللّٰه،، عمر تیرے ہاتھ میں اتنی مقدس کتاب قرآن ہے اس کو چھوڑ کر تورات کی طرف ذہن کیسے جاتا ہے؟ خبردار قرآن پاک ہی تمہارے لئے کافی ہے، تمام علوم کا سرچشمہ قرآن پاک ہے، وہ کون سی بات ہے جس کو اللہ تعالی

نے قرآن پاک میں ذکر نہ کیا ہو، صرف تلاش کرنے کی ضرورت ہے، جو جتنا گہرا غوطہ لگائے گا اتنا ہی آب دار موتی قرآن میں سے نکالے گا، اب اگر کسی کے چشمے کے نمبر بدل گئے ہو، اور اس کو وہ علوم قرآن پاک میں نظر نہ آتے ہوں تو غلطی قرآن کی نہیں ہے بلکہ خود کے نظر کی ہے، آپ کے گلاس کے نمبر غلط ہیں آپ کو چھوٹی چیز بڑی اور بڑی چیز چھوٹی نظر آرہی ہے۔

قرآن میں حق بات کیسے نظر آئے؟

میرے بھائیو! اگر ہمیں قرآن پاک سے حق بات کو ڈھونڈھنا ہے تو ہمیں اپنی نظر کو صحیح کرنا پڑے گا ہماری نظروں میں نور الٰہی کا چشمہ ہونا چاہیئے، اور وہ چشمہ کونسا ہے؟ اس کو حدیث بیان کرتی ہے کہ،، اِتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُوْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُورِ اللّٰهِ ،، کہ مومن نے تو اللہ تعالی کے نور کے چشمے لگائے ہوئے ہیں، بہت سی چشموں کی دوکان پر لکھا ہوا ہوتا ہے،نور آپٹیکلس ،، تو وہ نور الگ ہے یہاں نور سے مراد دل کی روشنی اور دل کا دیکھنا ہے، اور یہ نور کب آئیگا؟ جب کہ اس کا چشمہ صحیح لگے گا، آپ کہو گے کہ اس چشمے کی دوکان کہاں ہوگی مکہ میں، مدینہ میں، فلسطین میں، یا بمبئی میں یا دلی میں ہو تو پتہ دیدو، ہم لینے کے لئے چلے جائیں گے، نہیں، اس کا پتہ بھی قرآن میں ہے، اور اتنا پختہ پتہ ہے کہ اس میں ذرہ برابر غلطی نہیں ہوسکتی اور کوئی اس کو بدلنا چاہے تو بھی اس کو نہیں بدل سکتا۔ اور وہ پتہ ہے سورہ نور میں، سورہ نور میں اس چشمہ کی دوکان ہے، حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنے نور کا تذکرہ نگاہوں کی حفاظت کے درمیان میں فرمایا اِدھر نگاہ کا حفاظت کا مضمون ہے

اور،،اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ،،کے بعد بھی نگاہ کی حفاظت کا تذکرہ ہے اور ان دونوں کے درمیان میں ہے،،اَللّٰہُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض پتہ چلا کہ جس کو اپنی آنکھوں میں نور الہی کا اکسیر کیمیا پہننا ہو تو وہ اپنی نظروں کی حفاظت کرے۔ اِنْ شاء اللہ اس کو نور الہی نصیب ہو جائے گا۔نظروں کی حفاظت کا اللہ تعالی نے تاکیدی حکم فرمایا ہے۔

آج کل اس مرض میں بوڑھے بچے جوان سب لوگ مبتلاء ہیں ۔ جب ۲۰۰۲ء میں گجرات فسادات ہوئے تھے اس وقت ایک اللہ والے نے مکہ مکرمہ میں فجر کی نماز کے بعد فرمایا تھا رات میرے قلب پر اللہ تعالی نے یہ بات الہام فرمائی کہ گجرات کے مسلمانوں میں دو خطرناک قسم کی بیماریاں ہیں جب تک گجرات کے مسلمان ان دو بیماریوں کو دور نہیں کریں گے اللہ تعالی کی مدد نہیں آسکتی ،ایک نمازوں کی پابندی نہ کرنا ،اور دوسرا اپنی نگاہوں کی حفاظت نہ کرنا، آج کل یہ بیماری چھوٹے بڑے عوام خواص سب میں عام ہے، زنا عام ہو چکا ہے زنا صرف اس کا نام نہیں ہے کہ مرد عورت کے ساتھ ملوث ہو جائے، بلکہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے، ہاتھ بھی زنا کرتا ہے، پیر بھی زنا کرتا ہے، بلکہ دماغ بھی زنا کرتا ہے، غلط فکریں غلط سوچ یہ دماغ کا زنا ہے، کسی پرائی عورت کے بارے میں سوچنا یہ بھی دماغ کا زنا ہے، اس وقت پوری دنیا میں سب سے عام دعوت زنا کی دی جارہی ہے۔

وہ عورت جس کے تقدس کو اور جس کی شخصیت کو اسلام نے کتنا پروان چڑھایا تھا، عورت کو کتنا قیمتی نگینہ بنایا تھا عورت کو کتنا قیمتی ہیرا بنایا تھا، اس کو اتنا محفوظ

رکھا کہ اس کا نام سب کے سامنے لینا بھی اسلام نے پسند نہیں کیا، پورے قرآن میں حضرت مریم علیہا الصلوۃ والسلام کے علاوہ کسی عورت کا نام قرآن پاک میں نہیں ہے اور حضرت مریم کا نام بھی اس لئے لیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام بغیر والد کے پیدا ہوئے تو اشارہ کیا کہ مریم ہمارے نزدیک مقدس عورت ہے ان کے پیٹ سے پیدا ہونے والا بچہ ولد الزنا نہیں ہے، اس لئے ان کی جگہ والدہ کا نام لیا گیا اور عیسی ابن مریم کے نام سے آپ کو قرآن نے یاد کیا، بلکہ عورتوں کی سردار حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا جو سرکار دو عالم ﷺ کے دل کا ٹکڑا ہے لیکن پورے قرآن میں کہیں بھی ان کا نام نہیں ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلی مسلمان ہیں اسلام کی راہوں میں سب سے بڑی قربانی دینے والی ام المومنین ہے، بلکہ یوں کہیئے کہ اسلام کی راہوں میں پھولوں کی چادر بچھانے والی اور حضور اکرم ﷺ کے دل کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی پہلے تسلی دینے والی خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا ہے، لیکن قرآن پاک نے حضرت خدیجہ ؓ کا نام نہیں لیا اور سورہ یوسف جس کا پورا نشانہ یوسف اور ذلیخہ کا قصہ ہے، لیکن پورے قرآن میں ذلیخہ کا نام کہیں نہیں آیا۔

میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس عورت کو اسلام نے اتنا اونچا بنایا تھا اس کو دنیا نے اتنا سستا کر دیا کہ پانچ روپیہ کا برش بیچنے کے لئے عورت کو رکھا جاتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں، ایک صابون جس کی قیمت آٹھ دس روپیہ سے زیادہ نہیں ہوتی اس کے ایڈوٹائس کے لئے عورت کے بال کو اور اس کی کھال کو اور اسکی ہنسی کو فروخت کر دیا گیا اس کو اتنا سستا بنا دیا گیا اگر اسی کا نام آزادی ہے تو مغرب کو

اپنی عورتوں کی خیر منانی چاہئیے اور وہ منا رہا ہے۔

بہر حال میں یہ عرض کرر ہا تھا کہ نگاہ، اور شرمگاہ کی حفاظت اس وقت ایک فریضہ ہے ہم روڈ پر نگاہ کا استعمال غلط کرتے ہیں ٹیلی ویژن پر بیٹھ کر بھی نگاہ کا استعمال غلط کرتے ہیں، سن لو بحیثیت مفتی کے فتوی دے رہا ہوں کہ جس طرح روڈ پر کسی اجنبی عورت کا چہرہ دیکھنا حرام ہے اسی طرح ٹیلی ویژن پر بھی کسی اجنبی عورت کا چہرہ دیکھنا حرام ہے، قرآن پاک نے حکم دیا ہے کہ، **قُلْ لِلْمُؤْمِنِینَ یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِھِمْ** کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اور قرآن پاک نے نگاہوں کی حفاظت کا فائدہ بھی ذکر فرمایا ہے کہ نگاہوں کی حفاظت سے شرمگاہوں کی بھی حفاظت ہو جاتی ہے کہ فرمایا،، **ذَالِکَ اَزْکٰی لَھُمْ** ،، نگاہوں کی حفاظت لوگوں کے لئے پاکیز گی کا ذریعہ ہے، اور تزکیہ ہم سب لوگوں کا فریضہ ہے، اور فرمایا **قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا** جس نے اس فرض کو ادا کیا وہ کامیاب ہوا، جس نے حقیقت کو اپنا وہ کامیاب ہوا، اور ہر چیز میں اصل حقیقت ہوا کرتی ہے۔

اسلام حقیقت سے بحث کرتا ہے

قرآن پاک کی زبان میں اندھا آنکھ کے اندھے کو نہیں کہتے ہیں، اسلام حقیقت سے بحث کرتا ہے، اسلام کو شکل وصورت سے اور خارجی چیزوں سے اتنی زیادہ مناسبت نہیں ہے اور اسی کو مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں جناب نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا گیا کہ ، **اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَااِلٰی اَجْسَامِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ** ، کہ اللہ تعالی تمہارے شکل

وصورت کونہیں دیکھتا ہے وہ تمہارے جسم کونہیں دیکھتا، وہ تو تمہارے اندر کی حقیقت کو دیکھتا ہے، اور اندر کی حقیقت کوفراست کہا گیا ہے مومن کی نظر حقیقت تک جاتی ہے ،اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، قرآن اندھا اس کونہیں کہتا جس کو آنکھ نہ ہو قرآن کہتا ہے کہ، فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُوْرِ ، کہ نگاہیں اندھی نہیں ہوتی، دل اندھے ہوتے ہیں پتہ چلا کہ اگر خدا تعالی کسی سے آنکھوں کی روشنی چھین لے، لیکن اس کا قلب زندہ ہے اس کے قلب کا ادراک زندہ ہے اس کے قلب کا شعور زندہ ہے۔

تو ایسا آدمی خدا تعالی کی نظر میں دن میں ستارا دیکھنے والے سے بھی زیادہ قابل قدر ہوتا ہے، اگر آنکھ کی روشنی زیادہ قیمتی ہوتی تو حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کی آنکھ کی روشنی نہ چھینی جاتی، اگر آنکھ کی روشنی زیادہ قیمتی ہوتی تو حضرت یعقوب علیہ الصلوۃ والسلام کے آنکھ کی روشنی نہ چھینی جاتی، اور امام رازی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے تو سورہ بقرہ کے پہلے رکوع کی تفسیر میں با قاعدہ موازنہ قائم کیا ہے کہ آنکھ کو کان پر فضیلت ہے یا کان کو آنکھ پر فضیلت ہے، علماء اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ کسی نبی کو بہرہ کبھی نہیں بنایا گیا ہاں نبیوں کے آنکھ کی روشنی سلب کر لی گئی، پتہ چلا کہ کان افضل ہیں آنکھ کی بنسبت۔

علم نام ہے معرفت الہی کا

بہر حال علم نام ہے اللہ تعالی کو پہچاننے کا، علم رٹ لینے کا نام نہیں ہے، علم سند لینے کا نام نہیں ہے، علم کوئی مخصوص نصاب کے پورا کرنے کا نام نہیں ہے، یہ

نصاب کی تکمیل یہ سند وغیرہ وغیرہ یہ سب علم کے ذریعہ ہیں ، یہ سب سبب ہیں اس لئے کہ دنیا دارالاسباب ہے۔

علم کی تعریف امام رازیؒ نے فرمائی کہ علم اس حقیقت کا نام ہے جس کے ذریعہ کائنات کے حقائق انسان کے اوپر منکشف ہو جائیں اس لئے کہ جب معرفت ہوتی ہے جب جان پہچان ہوتی ہے تو پھر اس کے بعد خشیت پیدا ہوتی ہے،ٹرافک پولس والے سے وہی ڈرے گا جس نے اس کو پہچانا ہو،اور اگر کسی نے اس کو پہچانا ہی نہیں اس کی حقیقت ہی کسی پر نہیں کھلی،تو کوئی بھی سگنل توڑ دے گا اور وہ تمام قانون توڑ ڈالے گا جس کی وجہ سے وہ قانون کی زد میں آسکتا ہو، اس لئے کہ اس نے پولس والے کو پہچانا ہی نہیں ، اس کے سامنے حقیقت نہیں کھلی اس کے سامنے معرفت نہیں آئی ،اور جب کسی بھی چیز کا علم نہیں ہوتا ہے۔

تو انسان نہ اس کے مضرات سے بچ سکتا ہے اور نہ اس کے فائدوں سے نفع حاصل کرسکتا ہے،قرآن پاک نے علماء کی جو فضیلت بیان کی ہے،،**اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءُ** ،،کے اندر اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ علماء کے اندر خشیت ہوتی ہے وہ اللہ تعالی سے ڈرنے والے ہوتے ہیں،اور ان کو معرفت حاصل ہوتی ہے اگر کسی کو یہ دو چیزیں میسر ہوں،یعنی اس کو خوف خدا اور معرفت الٰہی حاصل ہو جائے تو چاہے وہ کسی مدرسہ کا فاضل نہ ہو، چاہے کسی ادارہ کا فارغ نہ ہو،لیکن قرآن اس کو عالم کہتا ہے قرآن صرف اس کو ہی عالم نہیں کہتا جو دس سال کسی مدرسہ میں پڑھا ہو اور اس کو سند ملی ہو۔

واقعہ

میں آپ کو ایک واقعہ سنا تا ہوں، قطب الاقطاب سر مایہ ملت، سرخیل علماء دیو بند حضرت مولانا رشید احمد صاحب نور اللہ مرقدہ اور حجۃ الاسلام، فخر المتکلمین بانی دارالعلوم دیو بند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ اور مجدد ملت حکیم الامت مصلح اسلام و مسلیمن سیدنا ومولانا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رضی اللہ تعالی عنہ، یہ تینوں علماء امت کا سرمایہ ہیں جنہوں نے ہندوستان کی ڈوبتی نیا کو سنبھالا، ان کی عظمتوں اوران کے تقدس کو لاکھوں سلام، چاہے کوئی بھی ان کو کتنا ہی کچھ کہے لیکن ان کو کچھ کہنا چاند پر کیچڑ اچھالنے کے مانند ہے کہ جس سے سوائے اپنے نقصان کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا، دشمنانِ اسلام ان کے تقدس ومرتبہ میں نہ کوئی فرق لا سکے ہیں اور نہ انشاء اللہ قیامت تک لاسکیں گے، ہم ان کی محبت کو رمزِ اسلام سمجھتے ہیں ہم ان کی محبت کو ذریعہ نجات سمجھتے ہیں، تو ان تینوں علماء نے اپنا اصلاحی تعلق، بیعت اور ارشاد کا تعلق حاجی امداداللہ صاحب نور اللہ مرقدہ سے قائم فرمایا، اورانہوں نے بیعت بھی اپنے حقیقی معنی میں کی، بہرحال کسی سوال کرنے والے نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے سوال کرلیا کہ آپ لوگ تینوں اتنے بڑے بڑے علما ہیں، کوئی حکیم الامت ہے، کوئی حجۃ الاسلام ہے، کوئی قطب الاقطاب ہے، اورآپ نے اپنا اصلاحی تعلق جوڑا حضرت حاجی امداداللہ سے، جبکہ حاجی صاحب مولوی بھی نہیں ہے، حافظ بھی نہیں ہے، کافیہ عربی سوم تک پڑھے ہوئے ہیں، اورآپ نے ان سے بیعت

کرلی ،حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے بڑا قیمتی جواب دیا وہ جواب میں اپنے آپ کواور تمام حاضرین کوسنانا چاہتا ہوں۔

اللہ کرے کہ اس جواب سے ہمیں عبرت مل جائے فرمایا کہ دیکھو بھائی دو قسم کے لوگ ہیں ،ایک تو وہ ہے جس نے مٹھائیوں کی دوکان پر جو مٹھائیاں فروخت ہوتی ہیں ان کا اس نے صرف نام سنا ہے،اور وہ نام یادرکھنے میں بہت ماہر ہے،لیکن اس نے ذائقہ نہیں چکھا ،لیکن ایک وہ آدمی ہے جس کو نام بالکل یاد نہیں ہے وہ جاہل ہے ،انپڑھ ہے اس کو مٹھائی کا نام پڑھتے بھی نہیں آتا اور نہ ہی سمجھ میں آتا ہے لیکن اس نے تمام قسم کے مٹھائیوں اور حلوں کے مزے چکھے ہوئے ہیں،اب آپ خود کہیں گے کہ دونوں میں کام کا آدمی کون ہے؟ جس نے صرف نام یاد کیئے وہ ہے؟ یا وہ جس نے نام نہ یاد کر کے حقیقت کو اختیار کیا اور مٹھائی کھا کر دیکھا ،ذائقہ چکھ کر دیکھا ،جس نے مزے چکھے وہ کام کا آدمی ہے ، بھلے نام نہ جانتا ہو، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے فرمایا کہ ہماری مثال پہلے شخص کی مانند ہے کہ جس نے کتابوں کا علم دیکھا ہے پڑھا ہے لیکن ہم نے مزانہیں چکھا تھا حاجی صاحب نے اگرچہ دیکھانہیں ہے پڑھانہیں ہے، جانانہیں ہے،لیکن چکھا ضرور ہے،اس لئے ہم ان سے بیعت ہوئے ہیں،اوراس لئے ہم حاجی صاحب کے پاس گئے ہیں تاکہ وہ ہمیں بتائے کہ کونسے حلوے کا مزا کیسا ہوتا ہے،تو میں کہہ رہا تھا علماء صرف ان کو نہیں کہتے ہیں جنہوں نے سند لی ہو، اگر آپ کو خدا تعالی کی معرفت اور خدا تعالی کی پہچان آگئی تو آپ حضرات بھی علماء بن سکتے ہیں،اور آپ میں خدا تعالی تک رسائی

آ گئی تو آپ عالم ہو گئے اس لئے کہ علم کا مقصد وہی ہے، اس کے برخلاف اگر کوئی مدرسہ کا سند یافتہ ہے، اس نے بڑے بڑے مدارس میں پڑھا، لیکن اس کو تقوی نہیں ہے، اس کے اندر خدا تعالی کی معرفت نہیں آئی، تو پھر قرآن کی زبان میں ایسا آدمی عالم نہیں بلکہ جاہل سے بھی بدتر ہے۔ اور اگر علم کے ساتھ عمل ہے اور خشیت ہے تو اس کی قسمت کا ستارا ہمیشہ چمکتا ہی رہے گا۔

تواضع کی شکل میں تکبر

آج کل تو بیعت بھی ہوتی ہے لیکن اس کی حقیقت کا پتہ نہیں ہوتا ہے، میں ایک جگہ گیا تھا وہاں ایک بہت بڑے اللہ والے تھے ان سے بیس پچیس لوگوں نے بیعت کی، ابھی بیعت کو دس پندرہ منٹ ہی ہوئے تھے کہ ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ چونکہ بڑے مولانا کے ساتھ آئے ہیں اس لئے ہمیں بتایئے کہ ہم اپنے نام کے ساتھ کیا لکھیں قادری لکھیں چشتی لکھیں سہروردی لکھیں یا مجددی لکھیں؟ میں نے کہا کہ اچھا آپ یہ سب لکھوانے کے لئے ہی بیعت ہوئے ہیں؟ حالانکہ بیعت نفس کو مٹانے کے لئے ہوتی ہے، اور نفس کشی بیعت کا مقصد ہے، اور ہم لوگوں میں کہتے بھی پھرتے ہیں کہ میں فلاں سے بیعت ہوں، میرے اساتذہ میں حضرت مولانا یعقوب صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ تھے وہ کہا کرتے تھے کہ آج کل تواضع کی شکل میں بھی تکبر ہے، آدمی اپنے آپ کو ناچیز کہتا ہے، اور سمجھتا سب کچھ ہے، کہتا ہے کہ ہم کیا ہے ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے، اور باہر کوئی اس کو نام سے بلاتا ہے تو غصہ میں آجاتا ہے کہ مجھے نام سے بلاتا ہے؟ میں تو صدر ہوں میں فلاں ہوں اور غصہ بھی

کرتے ہیں تو ناچیز کیوں کہا تھا؟ اور ایک طرف کہتے ہیں کہ ٹوٹی پھوٹی خدمت ہورہی ہے اور اگر کسی نے کچھ بھول بتائی تو کہتا ہے کہ میرا دشمن ہے، میرا مخالف ہے، اور اسی نے کہا تھا کہ ٹوٹی پھوٹی خدمت ہورہی ہے۔ٹوٹی پھوٹی خدمت میں ہی تو بھول ہوتی ہے اور آپ غصہ بھی ہورہے ہیں،تو یہ ہے تکبر بشکل تواضع ،اور حضرت مولانا اس کے ساتھ بڑی عجیب بات فرماتے تھے میں نے تو اس کو اپنے دل پر سنہرے حروف سے لکھا کہ تواضع انسان کے لئے صفت کمال ہے، اور اس صفت کمال کا اظہار کرنا گویا تکبر کرنا ہے،متواضع کو کہنا نہیں پڑتا ہے کہ میں تواضع والا ہوں،تواضع تو اس کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے،صرف اتنا کہنا میں کچھ بھی نہیں ہوں اس سے کچھ نہیں ہوتا تواضع کی شکل کر کے بتاؤ۔

بقیع میں علماء دیو بند

درمیان میں ایک بات اور سن لیں، عشق نبی کا دم بھرنے والے ایک بات سن لیں، عشق ایک ہوتا ہے اور ایک ہوتا ہے عشق نبی کے نام پر فسق کرنا، اسی عشق رسول کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالی نے علماء دیو بند کے کچھ اکابر کو جوارِ رسول میں جگہ نصیب فرمائی، یہ کھلا ثبوت ہے کوئی اس کا انکار نہیں کرسکتا، جنت البقیع میں جائیے ،اور تاریخ کے کسی واقف کار سے پوچھئے ،تو وہاں الحمد للہ کتنے علماء دیو بند مدفون ہیں، میں خود مدینہ منورہ میں چار سال پڑھا ہوں،تو مدینہ منورہ کے تاریخ کے جاننے والے جو حضرات تھے، اُنہی میں سے سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کی اولاد سے جن کا تعلق ہے، ہمارے استاذ تھے تو وہ ہمیں جمعرات اور جمعہ کو(دو دن کی وہاں چھٹی

رہتی ہے) کو جنت البقیع کی تاریخی معلومات دینے لے جاتے تھے کہ اتنا تو سب جانتے ہیں کہ جنت البقیع میں دس ہزار سے زیادہ صحابہ کرام مدفون ہیں لیکن وہ ہمیں بتلاتے تھے کہ جلیل القدر صحابہ میں سے یہ فلاں کی قبر یہ فلاں کی قبر ہے، تو انہوں نے بہت سارے علماء دیوبند کی بھی نشاندہی کی ،علماء عرب کو بھی اس کا اعتراف ہے، تو الحمدللہ علماء دیوبند کو عشق نبی کا نتیجہ ملتا ہے۔

انقلاب مدارس سے ہی آسکتا ہے

بہر حال، اسلام حقیقت سے بحث کرتا ہے، یہ مدارس آپ کو چٹائیوں کی شکل میں نظر آرہے ہو، ٹوٹی عمارتوں کی شکل میں نظر آرہے ہو، لیکن یہ مدارس صبح سے لیکر شام تک حقیقت سے بحث کرتے ہیں، مسلمانوں میں اس حقیقت کو پلانے کی کوشش کی جارہی ہے، اور یادرکھو، یوروپ والوں نے جتنا ان مدارس کی حقیقت کو سمجھا ہے اتنا مسلمانوں نے بھی نہیں سمجھا۔ یوروپ جانتا ہے کہ پوری دنیا میں اگر انقلاب آسکتا ہے تو ان مدارس اور مکاتب سے ہی آسکتا ہے، اس لئے کہ حضور ﷺ جب تک مکہ میں تھے اتنا انقلاب نہیں آیا لیکن جب مدینہ میں صفہ پر بیٹھ کر ایک مدرسہ قائم ہوا تو پوری دنیا میں انقلاب ہو گیا، اور اسی مدرسہ سے دنیا کو قائد بھی ملے، مبلغ بھی ملے، رہبر بھی ملے، اساطین علم وفضل بھی ملے، حکومت چلانے والے بھی ملے، الغرض دنیا والوں کو جس چیز کی بھی ضرورت پڑی صفہ کے مدرسہ نے امت کو وہ رجال کار عطا فرمائے، آپ ان مدارس کو معمولی مت سمجھئے۔

میرے بھائیو! جب تک یہ مدارس ہیں ہندوستان میں اسلام محفوظ ہے، اور جس دن

ان مدارس کا جال کمزور پڑ گیا تو ہندوستان میں دوبارہ اسپین کی تاریخ لوٹ کر آسکتی ہے، ہندوستان سے زیادہ علم اسپین میں تھا، غرناطہ اور قرطبہ میں بڑے بڑے محدثین، بڑے بڑے مفسرین پیدا ہوتے تھے، لیکن یوروپ نے وہاں کے مدارس پر جال ڈالا، مدارس کو تہس نہس کردیا آج اندلس کے منارے اللہ اکبر کی صدائیں سننے کے لئے ترس رہے ہیں۔

گجراتی مسلمان قابل مبارک باد ہیں

لیکن الحمد للہ گجراتی مسلمانوں ! اللہ تعالی تمہارے اخلاص واستقامت کو قبول فرمائے گجراتی مسلمانوں ! تمہیں مبارک ہو، اور تمہاری آنے والی نسل میں بھی یہ چیزیں سرایت کرے کہ الحمد للہ ثم الحمد للہ گجرات کا مسلمان جس ملک میں بھی گیا ہے وہ اپنے ساتھ مدرسہ کی سنت کو لیکر گیا ہے، دارالعلوم دیوبند کے ساٹھ سالہ کامیاب مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نوراللہ مرقدہ ایک عجیب بات فرمایا کرتے تھے کہ گجرات کا مسلمان دنیا کے کسی بھی کونے میں جاتا ہے تو دو چیزیں اپنے ساتھ لیکر جاتا ہے ایک کڑی کھچڑی اور ایک مدرسہ، تو گجراتی مسلمان جہاں بھی گیا اس نے علماء دیوبند کے طریقے پر اپنے مدرسہ کی بنیاد ڈالی جس کی وجہ سے آج انگلینڈ افریقہ، امریکہ اور کینیڈا اور بڑے بڑے ممالک میں مدارس مکاتب، ڈاڑھیاں، اور سنت کا لباس موجود ہے ہندوستانی مسلمانوں کو شرم آنی چاہیئے کہ وہ ڈاڑھی رکھنے کو عیب سمجھتے ہیں، میں نے انگلینڈ کے اندر وہاں کے اٹلی جنس کے اندر نوجوانوں کو ڈاڑھی رکھتے ہوئے اور سنت کے مطابق لباس پہنتے ہوئے دیکھا ہے، اور وہ کہتے بھی ہیں کہ ہم

ملازمت چھوڑ سکتے ہیں لیکن سرکار دو عالم ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتے ، اللہ تعالی نے ان مدارس کی برکت سے ایسی روحانیت پھیلائی۔آپ انگلینڈ میں رہنے والوں سے پوچھ لیجئے ، کہ کرسچن لوگ اپنے اپنے گرجا گھروں کو خالی کرنے پر مجبور ہو گئے اور مسلمانوں نے ان گرجا گھروں میں نعرہ توحید اور مستانہ توحید بلند کرنے کے لئے مساجد کی بنیاد ڈالدی، یہ مدارس کی دین ہے تبلیغ مدارس کی دین ہے، خانقاہیں مدارس کی دین ہے مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو کس نے جنم دیا ان مدارس نے ہی جنم دیا، حضرت تھانوی کے اندر تزکیہ کی فکر کس نے ڈالی ، وہی دارالعلوم دیو بند کی چٹائی نے ڈالی ،ان مدارس سے امت کبھی مستغنی نہیں ہوسکتی ،اس لئے ان مدارس سے تعلق مضبوط رکھو۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے

بلکہ میں ایک جملہ کہدوں جو پورے بیان کا خلاصہ ہوسکتا ہے کہ اے ہندوستان کے مسلمانوں ! اگر تم ہندوستان میں اپنا نام باقی رکھنا چاہتے ہو، اور اس صفحہ ہستی پر اپنا نام ثبت کرنا چاہتے ہو تو تمہیں ان مدارس کو باقی رکھنا ہوگا اور ان مدارس کے نظام کو مستحکم اور مضبوط کرنا ہوگا ، مدرسہ کسی ایک جگہ قائم ہوتا ہے لیکن اس کے فیوض وبرکات پورے علاقہ میں پھیل جاتے ہیں اگر یہ مدارس مٹ گئے یا کمزور ہو گئے تو تم بھی مٹ جاؤ گے اور کمزور ہو جاؤ گے اقبال کہہ کر گئے ہیں کہ۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانوں

تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اقبال گھوم کر آئے تھے، کسی نے ان سے انہی مکاتب کے بارے میں پوچھا تھا تو اقبال نے دوٹوک لہجہ میں کہا تھا کہ، ان مکاتب کو ان کی کچی پکی دیواروں میں کام کر لینے دو، اگر یہ مدارس ختم ہو گئے تو اسلام کا نام ونشان ختم ہو جائیگا، کیا ہم دنیا میں عزت کے ساتھ جینا نہیں چاہتے؟ کیا ہم اپنے اسلاف کی میراث کو توڑ دینا چاہتے ہیں؟ کیا ہم اسلام کے نام ونشان کو ختم کر دینا چاہتے ہیں؟ نہیں ہر گز نہیں، کوئی بھی اس کو پسند نہیں کرتا اگر عزت کی زندگی بسر کرنی ہے تو آؤ۔

واپی کے مسلمانوں آؤ! اور ارادہ کرو پختہ نیت کرو کہ ہم مدرسہ مصباح العلوم میں ہر قسم کی اللہ کی دی ہوئی صلاحیت کو لگائیں گے، اور اپنے بچوں کو ان مدرسوں میں رکھیں گے تا کہ یہی بچے مستقبل میں دنیا کی امامت کے حامل ہو سکیں، میں بچوں کو انجینئر ڈاکٹر بنانے کا مخالف نہیں ہوں، الفاظ کی غلطی ہورہی ہے تعبیر غلط ہورہی ہے، اسلام کو سیاسی مت بناؤ، بلکہ سیاست کو اسلام بناؤ، اسی طرح اسلام کو کالج نہ بناؤ، بلکہ کالج کو اسلام بناؤ، ڈاکٹر بھی اور دیندار بھی انجینیر بھی ہو، اور دیندار بھی ہو، بہر حال ہم اپنے بچوں کو دین کی تعلیم آراستہ کریں اللہ تعالی ہم سب کے دلوں اسلام کی محبت وعظمت پیدا فرمائے امین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

جب کبھی کوئی مسئلہ آئے ہم نماز کے ذریعہ اللہ سے مانگنے والے بنیں، ماں بہنوں کو بھی کی تلقین کریں اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانا ہے دورکعت نماز پڑھ کے اللہ تعالی سے یہ دعا مانگو ،،رَبَّـنَـا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ،،قرآن پاک نے فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو اپنی اولاد کے لئے یہ دعا کرتے ہیں،اس کنٹری کے مسلمانوں کے لئے اس دعا کا یاد ہونا بیحد ضروری ہے،جس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا ،اللہ تعالی کتنا ارحم الراحمین ہے کہ درخواست کیسے لکھنا ہے اس کا بھی طریقہ اللہ تعالی بتلاتا ہے،کہ تم کیسا بھی لکھو گے تو میں ناراض ہو جاؤں گا کہ ان کو مانگنا بھی نہیں آتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا میں مصیبتیں اور ان کا علاج

الحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولانامحمدا عبدہ ورسولہ، صلی اللہ تبارک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ واھل طاعتہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ، یَـآیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُو اسۡتَعِینُوا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِین صدق اللہ العظیم، وعن النبی ﷺ انہ قال مَااُعۡطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَیۡرًا وَاَوۡسَعَ مِنَ الصَّبۡرِ صدق رسولہ النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین .

علاج کے لئے دو چیزیں ضروری

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو۔

اسلام نام ہے کچھ چیزوں کے کرنے کا اور کچھ چیزوں سے بچنے کا، یعنی اسلام میں کچھ چیزوں کو قبول کرنا پڑتا ہے اور کچھ چیزوں سے بچنا پڑتا ہے، اسی مجموعہ کی طرف کلمہ طیبہ **لاالہ الا اللہ** میں اشارہ کیا گیا ہے، **لاالہ الا اللہ** میں دو چیزیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ تمام طاقتوں کا انکار کرنا، اور اللہ کی واحد طاقت کو اختیار کرنا، دنیا کے علاج کے کسی بھی جگہ آپ جائیے کمال انہی دو چیزوں سے پیدا ہوگا، کسی ڈاکٹر کے پاس آپ جائیں تو ڈاکٹر پہلے دوائیں لکھے گا کہ یہ کھاؤ یہ کھاؤ وغیرہ وغیرہ، اور اخیر میں لکھتا ہے کہ ان چیزوں سے پرہیز کرو، ایک آدمی پانچ سو پاور کی دو گولیاں کھالے اور پرہیز نہ کرے فالودہ کھائے ٹھنڈا پانی پیتا رہے تو ایسی کتنی ہی گولیاں وہ کھائے، اس کا نفع نہیں ہوتا ہے۔

بہر حال آدمی کو علاج میں کامیابی تبھی ہوتی ہے جب کہ کچھ چیزوں کو لیتا ہے اور کچھ چیزوں کو چھوڑتا ہے، بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ آدمی دوا نہ لے لیکن پرہیز کرے تو بیماری خود بخود دور ہو جائیگی، ہم لوگ مدینہ منورہ میں پڑھتے تھے تو وہاں ڈائننگ ٹیبل کے آس پاس الگ الگ نصیحتیں لکھی ہوئی ہیں، اس میں ایک نصیحت یہ لکھی ہوئی ہے کہ،، اَلْحِمِیَّۃُ رَاْسُ کُلِّ دَوَآءٍ ،، جسکا مطلب یہ ہے کہ پرہیز کرنا سب سے بڑا علاج ہے، آج کل ایسی بیماریاں وجود میں آئی ہے کہ پرہیز کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔ اور پرہیز کے ذریعہ علاج کے طریقہ کو اسلام نے بھی مانا ہے اور

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہی دونوں طریقے دیئے ہیں کہ اللہ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کرو اور جن باتوں سے اس نے روکا ہے ان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ یہ روحانی بیماریں آخرت کے بیماریں جن کاموں کے کرنے کا اُنہیں حکم دیا گیا ہے یہ ان کی دوا ہے اور جن چیزوں سے روکا گیا یہ ان کا پرہیز ہے۔

آزمائشیں اور ان پر صبر

میں نے جو آیت پاک پڑھی اللہ تعالی اس میں فرماتے ہیں کہ،، یَآاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ،، اے ایمان والو! تمہاری زندگی میں مختلف مصیبتیں آئیگی، اور ان مصیبتوں کا ذکر بھی اللہ تعالی نے آج سے چودہ سو سال پہلے کر دیا ہے، کہ ہم اِن اِن طریقوں سے تمہیں آزمائیں گے، اور یہ اللہ تعالی کا عجیب نظام ہے کہ امتحان ہال میں آنے سے پہلے ہی اس نے پیپر کھول دیا کہ اس اس طرح تمہیں آزمایا جائیگا، اور اس طرح کے سوالات تمہارے سامنے آئیں گے اس کے باوجود کوئی آدمی اگر فیل ہو جائے تو اس سے بڑی بیوقوفی اور کیا ہوگی ، چنانچہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ،، وَلَنَبۡلُوَنَّكُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ،، ہم تمہیں کبھی کبھی ڈرا کر آزمائیں گے کچھ لوگوں کا خوف تمہارے دل میں پیدا کریں گے، اور ایسے موقعہ پر ہم یہ دیکھیں گے کہ اے انسان تیرے دل میں دوسروں کا ڈر داخل ہوا ہے تو اب تو دوسروں سے زیادہ ڈرتا ہے یا مجھ سے زیادہ ڈرتا ہے، تیرے دل و دماغ میں سپر پاور کا ڈر زیادہ ہے یا اللہ تعالی کا ڈر زیادہ ہے۔ اور دوسرا امتحان اس دنیا میں ہم یہ لیں گے تجھے بھوکا رکھیں گے، رمضان شریف کا مہینہ

ایک قسم کی آزمائش ہے آدمی کے پاس اس کا خود کا کھانا پینا سب کچھ ہوتا ہے لیکن اللہ تعالی اس کو آزمارہے ہیں۔

اور تیسری آزمائش یہ ہوگی کہ اللہ تعالی مال میں کمی کر کے آزمائیں گے، مالی جائداد میں نقصان ہوگا، کبھی نفع زیادہ ہوگا اور کبھی کم ہوگا، بارش کبھی زیادہ ہوگی اور کبھی کم ہوگی اور ہم اس وقت دیکھنا چاہیں گے کہ تو کیا کہتا ہے تو اس وقت جو کہے گا ہم اسے محفوظ کریں گے اگر تو کہتا ہے،، مَاشَآءَ اللّٰہُ کَانَ وَمَا لَمْ یَشَاْ لَمْ یَکُنْ ،، کہ گزشتہ سال میرے اللہ نے چاہا تھا کہ نفع زیادہ ہو تو زیادہ ہوا، اور اس سال میرے اللہ نے ہی چاہا کہ نفع کم ہو تو کم ہوا، اور اگر تو یہ کہے گا کہ میں نے اس سال فلاں چیز کھیت میں نہیں ڈالی تھی اس لئے مجھے مال کم ہوا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو نے دنیا کی چیزوں کو اپنا خدا مان رکھا تھا۔

اور کبھی ہم آزمائیں گے تیری پیاری اولاد میں سے کسی ایک کو موت دے کر، تیری بیوی کو موت دے کر ہم تجھے آزمائیں گے، اور تیرے قریبی رشتہ اروں میں سے کسی کو موت دیکر ہم تجھے آزمائیں گے اور ہم اس وقت یہ دیکھیں گے کہ تیری زبان سے کیا نکلتا ہے اگر تیری زبان سے یہ نکلا کہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہ میں بھی اللہ کا ہوں اور میری اولاد بھی اللہ کی ہے، یہ جو کچھ بھی ہے اللہ کی جائداد ہے وہ اپنی جائداد میں جو چاہے تصرف کر سکتا ہے، اگر بندہ اس طرح کے کلمات کہے گا تو اللہ تعالی اس کو اس ایک جملہ کے بدلہ ابرار اور مقربین کے درجہ تک پہنچا دیتے ہیں۔ اور اللہ تعالی کبھی کبھی پھلوں میں کمی کر کے بھی آزماتے ہیں۔

اللہ تعالی مغفرت فرماتے ہیں

مسلم شریف کی روایت میں آتا ہے کہ جب اللہ کسی انسان کے بچہ کی روح کو قبض کر لیتا ہے اور فرشتے آسمان پر روح لیکر جاتے ہیں تو اللہ تعالی پہلے یہی پوچھتے ہیں کہ میرے بندے نے اس کی روح قبض کرتے وقت کیا کہا تھا؟ اس لئے کہ اے فرشتوں تم نے کوئی معمولی کام نہیں کیا ہے بلکہ بہت بڑا کام کیا ہے اس کے جگر گوشہ کی روح قبض کی ہے، جس کے پیچھے اس نے بڑی محنتیں کی تھی، وہ اس کے بڑھاپے کا سہارا تھا اور اس کے ساتھ اس نے تمنائیں وابستہ کی تھی، تم نے جب اس کی روح کو قبض کیا تو اس کے باپ نے کیا کہا تھا؟ فرشتے کہتے ہیں کہ اے اللہ اس نے کہا تھا کہ یہ سب اللہ کی ملکیت ہے اس نے چاہا تو لے لیا اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتوں تم گواہ رہو کہ میں نے میرے اس بندے کے لئے جنت کو واجب کر دیا، یہ فضیلت ہے صبر پر، اور جب بندہ اس طرح کے امتحانات میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالی اپنے نبی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے فرما رہے ہیں کہ ایسے لوگوں کو میری طرف سے خوشخبری دیدو۔

دنیا میں مصیبتیں کیوں؟

یہ دنیا ہے یہاں تو مصیبت آنی ہے بغیر مصیبت کے دنیا، دنیا نہیں ہے، جو آدمی کانٹوں پر سویا ہو، اسی کو گدوں پر سونے میں مزا آتا ہے، امیری کی قدر وہی کرتا ہے جس نے غریبی دیکھی ہو، اور جس نے کبھی غریبی کا منہ نہ دیکھا ہو وہ تو مزے سے

مال اڑاتا ہے اس کو کوئی درد نہیں ہوتا، دنیا کے اندر بھی حالات اس لئے آتے ہیں کہ دنیا کے حالات کے بعد جب جنت میں اس کو ڈالا جائے گا تو اس کو ایسا لگے گا کہ واقعی کوئی راحت کی جگہ ہے واقعۃً ہم کسی راحت اور سکون کی جگہ آئے ہیں سکون کا مزا تکلیف کے بعد ہی ہوتا ہے جو ایسی (AC) روم میں نہ ہو، اس کو تھوڑی دیر ایسی (AC) میں لاؤ تو اس کو AC کی لذت کا احساس ہوگا اور جو دن بھر سے بیٹھا ہوا ہے اس کو کیا احساس ہوگا۔

واقعہ

ایک مرتبہ ایک صاحب بمبئی کی ایک ہوٹل میں گئے انہوں نے ہوٹل والے سے پوچھا کہ آپ کی ہوٹل میں کتنی کتنی کیٹیگری کے روم ہیں تو اس ہوٹل والے نے بیان کرنا شروع کیا کہ ڈھائی سو والا، تین سو والا، پانچ سو والا، انہوں نے کہا کہ دھائی سو سے بھی کم والا کوئی کمرہ ہے؟ اس نے کہا، ڈھائی سو والا بھی ہے لیکن اس میں مچھر ہیں اور اس میں پسو وغیرہ ہیں اس نے کہا کہ مجھے وہی کمرہ دیدو اس نے نام پوچھا نام بتانے پر اس نے تعجب کی آنکھ سے اسے دیکھا اور کہا کہ آج سے چار مہینہ قبل اسی سرنیم کا ایک آدمی ہمارے یہاں آیا تھا اور وہ تو کہہ رہا تھا کہ جتنا مہنگا کمرہ ہو، وہ بتلاؤ، تو کیا وہ آدمی جو چار مہینہ قبل آیا تھا وہ تمہارا کوئی رشتہ دار ہے؟ کہا کہ ہاں وہ میرا بیٹا ہے اس نے کہا کہ آپ کا بیٹا کہہ رہا تھا کہ فائی اسٹار روم چاہئیے اور جب وہ روم یہاں نہیں ملا تو وہ کسی دوسری ہوٹل میں چلا گیا اور تم سو روپیہ والا کمرہ لے رہے ہو، اس نے کہا کہ برابر ہے وہ سیٹھ کی اولاد ہے اور میں فقیر کی

اولاد ہوں، یعنی کہ میرا باپ تو غریب تھا میں اس کا بیٹا ہوں اور میں مالدار بنا تو میرا بیٹا امیر کی اولاد ہوا، آج کل ہماری اولاد کا یہ ماحول ہے باپ محنت سے کماتا ہے اور بیٹا مزے لے کر اڑاتا ہے اور باپ کی پوچھنے کی بھی ہمت نہیں ہوتی ہے۔

مصیبت کے وقت کیا کریں؟

دنیا میں مصیبتیں تو آتی ہیں اسلام نے مصیبتوں کے آنے پر دو چیزوں سے مدد لینے کا ذکر فرمایا ہے کہ مصیبت کے وقت تم دو چیزوں کو اختیار کرنا۔ نمبر ایک نماز کی پابندی کرنا۔ اور دوسرے یہ کہ تم اپنے نفس کے تقاضوں کے خلاف کام کرتے رہنا۔ اور اسی کا نام صبر ہے، عربی زبان میں صبر کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کو بند رکھنا مطلب یہ ہوگا کہ اپنے دل و دماغ کو اپنی چاہتوں کو بند کر دینا، نفس جو چاہتا ہے اس کے اوپر کنٹرول کرنا، سردی کے موسم میں فجر کی نماز کو جاتے ہوئے ٹھنڈی لگتی ہے نفس کہتا ہے کہ سوئے رہو، لیکن آپ نے نفس کو قید کر دیا، اور آپ مسجد کی طرف آ گئے، یہ بھی صبر ہے، صبر کا مفہوم وسیع ہے، صرف کسی کی مار دھاڑ پر صبر نہیں ہوتا ہے، صرف مصیبت پر ہی صبر نہیں ہوتا بلکہ صبر ہر نیک کام پر جمے رہنے کو کہتے ہیں۔

مصیبت کیسے دور کریں؟

دو رکعت کی ایک نماز آدمی کی تقدیر میں تبدیلی پیدا کر سکتی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ سجدہ دل سے ہو، اسی کو فرمایا اللہ تعالی نے کہ **وَاسْتَعِيْنُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ**، ایسی نماز پڑھو جو انقلاب پیدا کرے، صاحب جلالین نے ایک روایت

نقل فرمائی ہے کہ اِذَاحَزَبَہٗ اَمر بَادَرَ اِلَی الصَّلٰوۃِ، کہ جب بھی حضور اکرم ﷺ کو کوئی امر درپیش ہوتا تو آپ ﷺ نماز کی طرف لپکتے تھے اگر سورج گرہن ہو گیا چاند گرہن ہو گیا یا کوئی بھی کام پیش آیا تو آپ ﷺ کا سب سے پہلا عمل دو رکعت نماز ہوتا تھا، اور صلوۃ الحاجت آپ ﷺ پڑھتے تھے، اور جب آپ نے بھی ضرورت کی نماز پڑھی تو انشاء اللہ، اللہ تعالی آپ کی ضرورت کو پورا فرمائے گا۔

حضرت حکیم الامتؒ فرماتے ہیں آدمی صلوۃ الحاجت والی نماز میں پہلی رکعت میں **اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ** اور دوسری رکعت میں **اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ** پڑھ لے انشاء اللہ اگر دل کا یقین ہے تو اللہ تعالی اسکی بڑی سی بڑی ضرورت بھی پوری فرما دیں گے، بشرطیکہ جائز ضرورت ہو، اور اسکی وجہ یہ ہے کہ،، **اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ**،، کے اندر اللہ تعالی نے انسان کو تسلی دی ہے، اللہ تعالی نے دو دو مرتبہ فرمایا کہ **فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا**، ہر مصیبت کے ساتھ راحت لگی ہوئی ہے ہر مصیبت کے بعد آسانی ہے۔

نماز کے ذریعہ دعا مانگیں

اس لئے جب کبھی کوئی مسئلہ آئے ہم اپنی نماز کے ذریعہ اللہ سے مانگنے والے بنیں، ماں بہنوں کو بھی کی تلقین کریں اولاد کو آنکھوں کی ٹھنڈک بنانا ہے دو رکعت نماز پڑھ کے اللہ تعالی سے یہ دعا مانگو،، **رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیَّاتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا**،، قرآن پاک نے فرمایا کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو اپنی اولاد کے لئے یہ دعا کرتے ہیں، اس کنٹری کے

مسلمانوں کے لئے اس دعا کا یاد ہونا بیحد ضروری ہے، جس کا ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا، اللہ تعالی کتنا ارحم الراحمین ہے کہ درخواست کیسے لکھنا ہے اس کا بھی طریقہ اللہ تعالی بتلاتا ہے، کہ تم کیسا بھی لکھو گے تو میں ناراض ہو جاؤں گا کہ ان کو مانگنا بھی نہیں آتا ہے۔

صبر کی مشق کروائی جاتی ہے

بہر حال ایک تو نماز ہے اور دوسرا آدمی نفس کے تقاضوں کو مارے، نفس انسان کا بہت بڑا دشمن ہے رمضان کے مہینہ کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرُ الصَّبْرِ، یہ صبر کا مہینہ ہے اس میں ایک مہینہ تک نیٹ پریکٹس کروائی جاتی ہے جیسے کھلاڑی جب میدان میں کھیلنے کے لئے اترتا ہے تو پہلے نیٹ پرکٹس کرتا ہے، اور اگر اسکو اس میں فٹنگ کا سرٹیفکٹ دیا جائے تو اب وہ کہیں بھی کھیل سکتا ہے، اللہ تعالی نے ایک مہینہ نیٹ پریکٹس کروائی، کہ تم بھوکے رہو پیاسے رہو، حلال بیوی سے بھی دن میں اپنی ضرورت پوری نہیں کر سکتے، حتی کہ اپنی تھیلی میں خرید کر فروٹ لا رہے ہو، لیکن اسکو نہیں کھا سکتے اس لئے کہ صبر کا امتحان ہو رہا ہے۔

دل صاف ہونا ضروری ہے

اور دیکھو میرے بھائیو! جب تک کسی چیز کے میل کچیل کو دور نہ کیا جائے تب تک اندر ڈالے جانے والی چیز صاف نہیں رہ سکتی اور اس کو یوں سمجھئے کہ گلاس میں پانی ڈالنے سے پہلے اس کو دھونا پڑے گا، صاف کرنا پڑے گا، اور ایک گلاس گندا ہے

اس میں کچرا ہے، اور آپ نے گلاس میں پانی ڈالا تو وہ صاف پانی بھی گندا ہو جائیگا، پانی گندا نہیں تھا گندے گلاس میں پڑنے کی وجہ سے وہ گندا ہو گیا، اللہ تعالی کا ماہ رمضان میں یہی نظام ہے کہ دن بھر روزہ رکھوا کر اس کے دل کو پاک کیا جاتا ہے اور رات میں تراویح کے ذریعہ اس کے اندر نورانیت ڈالی جاتی ہے، قرآن مجید ایک نور ہے جو اس کے دل میں اتارا جاتا ہے، پھر اس کے بعد اس کا دل پاک ہو جاتا ہے قرآن مجید رمضان کے مقصد کو اس طرح بیان کرتا ہے کہ، یَـا اَیُّھَـا الَّـذِیـنَ اٰمَنُوا کُتِـبَ عَـلَـیْـکُـمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِینَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ ، کہ ہم نے رمضان کے مہینہ کو اس لئے نازل کیا تا کہ تم تقوی اختیار کرو۔

ابلیس نے سجدہ کیوں نہیں کیا؟

اور دیکھو! نفس شیطان سے بھی زیادہ خطرناک دشمن ہے، اس لئے کہ شیطان کو بہکانے والا بھی یہی نفس تھا، شیطان تو بہت بڑا عبادت گزار تھا، وہ جنات ہے جو ہم کہتے ہیں کہ ناپاک جنات ہے تو وہ شیطان ہی ہے، اور جنات لوگ آپس میں بہت لڑتے تھے قتل و غارت گری کرتے تھے اور یہ ابلیس ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا اور فرشتے آسمان سے آتے جاتے تھے، تو انہوں نے دیکھا کہ ایک جنات عبادت گزار ہے باقی سب فسادی ہیں تو انہوں نے سوچا کہ شاید اس کو ماحول راس نہیں آ رہا ہے، انہوں نے اللہ تعالی کے پاس شیطان کی سفارش کی اس کو آسمان پر لے آئیں اللہ تعالی نے فرمایا کہ لے آؤ اب وہاں بھی عبادت کرنے لگا لیکن عبادت کرتے کرتے اس کا دماغ کچھ زیادہ ہی بلند ہو گیا یہ تکبر انسان کی بھی سب سے خطرناک

بیماری ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ نے ایک کتاب لکھی ہے
:ام الامراض: اس کا نام ہے یعنی تمام بیماریوں کی جڑ، اور اس میں تمام بیماریوں کی جڑ
تکبر کو کہا گیا ہے، حضرت نے لکھا ہے کہ انسان تکبر کو ختم کردے۔ انسان اپنے آپ کو
چھوٹا سمجھے تو خود بخود اس کے لئے اعمال کا کرنا آسان ہو جائیگا، اللہ تعالی نے ابلیس کو
کہا کہ تو آدمؑ کے سامنے سجدہ کر، تو اس نے کہا میں کیوں سجدہ کروں آدم تو مٹی سے
بنے ہیں اور میں آگ سے بنا ہوں، اللہ تعالی نے شیطان کو راندۂ درگاہ کردیا بہر حال
شیطان کو اس چال پر آمادہ کرنے والا اس کا نفس تھا اور حضرت یوسفؑ نے بھی فرمایا
کہ **وَمَا اُبَرِّئُ نَفۡسِی اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوۡءِ اِلَّامَارَحِمَ رَبِّی**، کہ میں
اپنے نفس کو بہت اچھا نہیں کہہ سکتا، کوئی آدمی ایسا نہیں کہہ سکتا کہ میرا نفس بہت اچھا
ہے: حضرت تھانویؒ نے مرض الوفات میں بستر پر لیٹے لیٹے فرمایا تھا کہ مجھے اپنے
نفس پر ابھی بھی بھروسہ نہیں ہے اگر کسی بند کمرے میں کوئی غیر محرم عورت یا میں رہوں
تو میں نہیں کہہ سکتا کہ میرا نفس مجھ کو بچالے گا، حالانکہ وہ بچ سکتے تھے لیکن لوگوں کو تعلیم
دینے کے لئے اس طرح فرمایا، تو ہم اور آپ بھی نفس سے مطمئن نہ ہوں۔

نفس لوامہ کی تعریف

یہی نفس اگر انسان کو صبر پر آمادہ کرتا ہے تو اس کو نفس لوامہ کہتے ہیں قرآن
پاک نے نفس لوامہ کی قسم کھائی ہے کہ **لَااُقۡسِمُ بِیَوۡمِ الۡقِیَامَۃِ وَلَا اُقۡسِمُ بِالنَّفۡسِ
اللَّوَّامَۃِ**، جب نفس لوامہ کو برابر نچوڑا جاتا ہے جب اس پر محنت کی جاتی ہے جب اللہ
تعالی کا ذکر کیا جاتا ہے اور **لاالہ الا اللہ** کی ضربیں لگائی جاتی ہیں اور صبح وشام

استغفار پڑھ پڑھ کر نفس کو بنایا جاتا ہے تو یہ نفس اس کا ایسا بن جاتا ہے کہ آدمی اگر کسی دفعہ فجر میں سونا چاہے تو اس کا نفس اس کو جگاتا ہے کہ سونا نہیں ہے بلکہ نماز پڑھنی ہے، زکوۃ جب تک وہ ادا نہ کرے ایسا لگتا ہے کہ کوئی بوجھ پڑا ہوا ہے، اور جس کا نفس کچھ بنا ہوا ہوتا ہے وہ اگر نماز پڑھ لے یا زکوۃ دیدے تو بدن ہلکا پھلکا محسوس ہوتا ہے ورنہ اس کو چین نہیں آتا ہے، جب بھی نماز کا وقت آئے تو یہ نفس اس کو کہتا ہے کہ تو نماز پڑھ، اس اللہ کی نافرمانی مت کر، جس نے تجھ کو ہر اعتبار سے سکون دیا، وہ نفس اس کو ڈانٹتا ہے، ملامت کرتا ہے کہ تو کیوں نماز نہیں پڑھ رہا ہے؟ اور اس نفس کے ڈانٹنے کی وجہ سے آدمی آگے بڑھتا جاتا ہے بڑھتا جاتا ہے تو نفس تیسرے نمبر پر نفس مطمئنہ بن جاتا ہے۔

نفس مطمئنہ کا مطلب

اور نفس مطمئنہ کا مطلب یہ ہے کہ نفس لوامہ کے ڈانٹنے کے نتیجہ میں اس کو عمل کر کے اطمینان ہوتا ہے، جس کو قرآن نے فرمایا کہ،، اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ،، جن کے قلوب اللہ کے دھیان سے اللہ کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں، اور جب نفس مطمئنہ بن جاتا ہے تو موت سے پہلے اللہ تعالی کی خوشخبری آتی ہے کہ،، يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ،، اِرْجِعِي اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً،، جس کو قرآن پڑھ کر دل کا سکون ملتا تھا اللہ تعالی ان کو مرنے سے پہلے ہی فرمائیں گے کہ اے نفس مطمئنہ! اپنے رب کی طرف خوشی خوشی لوٹ جا میرے نیک بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

آخرت مومن کا وطن ہے

اور ایک بات سمجھاتا ہوں کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اے نفس مطمئنہ تو لوٹ جا خوشی خوشی اپنے رب کی طرف، اور لوٹنا اسی وقت ہوتا ہے جب کہ آدمی کبھی وہاں سے گزرا ہو، میں انگلینڈ سے لوٹا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں کبھی انگلینڈ آیا تھا، جس کو واپس آنا کہتے ہیں، اور واپس آنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی جہاں سے چلے دوبارہ وہیں آئے اس کو واپسی کہتے ہیں، قرآن مجید کہتا ہے کہ اے نفس مطمئنہ تم واپس ہو جاؤ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اے نفس مطمئنہ! تم اپنے رب کے پاس سے چلے تھے، اب تمہیں اپنے رب کے پاس ہی جانا ہے جو تمہارا وطن ہے اور وطن میں جانے کے لئے آدمی کی طبیعت تڑپتی ہے۔

وطن کی محبت کے لئے اس کے جذبات موجزن ہوتے ہیں، اور جیسے جیسے اس کا وطن قریب آتا ہے اسکے قدم بڑھتے جاتے ہیں، آپ نے بیل کو بھی دیکھا ہوگا کہ دن بھر کھیت میں کام کرتا ہے لیکن جیسے جیسے اس کا گھر قریب آتا ہے وہ بھی بھاگنا شروع کر دیتا ہے، اور آپ حضرات بھی کہیں کام کرنے جاتے ہیں گھر قریب آتا ہے تو گیس پر پیر اور زیادہ پڑتا ہے اور اسپیڈ بڑھتی جاتی ہے، میرے بھائی یہی تو وجہ ہے کہ اللہ والوں کو جب موت نظر آتی ہے تو وہ اور زیادہ بھاگتے ہیں اس لئے کہ ان کو تو وطن نظر آتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ کو دو اختیار دیئے گئے تھے دنیا میں رہنا ہے یا اوپر آنا ہے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اَللّٰهُمَّ الرَّفِيقَ الْاَعْلٰى۔ کہ مجھے تو اللہ تعالی سے ملنا ہے۔ اگر ہم نے اپنا گھر آخرت کو سمجھا ہے تو موت ہمارے لئے کوئی مشکل

چیز نہیں ہے، موت تو ہمارے لئے بہت آسان ہے حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ موت تو مومن کے لئے تحفہ ہے، اور ایک جگہ فرمایا کہ اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ ، کہ موت تو درمیان میں برزخ ہے اُدھر اللہ ہے اور اِدھر بندہ ہے، اور درمیان میں برزخ ہے جب بندہ برزخ پار کر کے آتا ہے تو ڈائیریکٹ اللہ تعالی سے مل جاتا ہے، لیکن یہ بات اس وقت پیدا ہوگی جب آدمی کا نفس مطمئنہ بنے گا جب آدمی نے اپنے نفس کو دبایا ہوگا ہم نفس کے غلام نہ بنیں بلکہ نفس کو اپنا غلام بنائیں ، ہماری طبیعت شریعت کے تابع ہو، نہ کہ شریعت ہماری طبیعت کے تابع ہو، شریعت جو کہے گی ہم وہی کریں گے شریعت جن کاموں سے منع کردے گی ہم ان سے بچیں گے، لیکن ہمارا حال الٹا ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت ہمارے تابع ہو جائے، طبیعت جو بولے گی ہم اس کے مطابق شریعت کو چلائیں گے، اور فتوی مانگنے میں بھی ہمارا مزاج یہ ہو گیا ہے کہ اپنی نفس کی خواہش کے مطابق ہم فتوی طلب کرتے ہیں یہ غلط بات ہے، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ رمضان کی حقیقت ہمارے دلوں میں نہیں اتری، ہمارا حال تو یہ ہونا چاہیئے کہ نفس ہمارا غلام ہو۔

واقعہ

خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک بہت بڑے اللہ والے گزرے ہیں خواجہ اور صوفی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جن کو اللہ تعالی کے ساتھ تعلق ہو جن کو دنیا کی کچھ نہ پڑی ہو، جیسے کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری وغیرہ اللہ تعالی ان سب بزرگان دین کی قبروں کو نور سے منور فرمائے، تو خواجہ باقی باللہ کے پاس بادشاہ نے

قاصد بھجوایا کہ میں آپ کی خدمت میں آنا چاہتا ہوں خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آنے دو، جب بادشاہ آتا ہے تو اس سے پہلے ایک ٹیم آتی ہے جو راستہ صاف کرتی ہے اور ہٹو بچو کی آواز لگائی جاتی ہے، اب خواجہ صاحب مجذوب اللہ والے تھے اپنی خانقاہ میں تکیہ سے ٹیک لگائے پیر لمبے کر کے بیٹھے ہوئے تھے اس ٹیم نے آکر کہا تھا کہ خواجہ صاحب بادشاہ سلامت بالکل قریب ہیں آنے ہی والے ہیں اس لئے اپنے پیر سیدھے کر لیجئے اور خانقاہ ذرا صاف کر لیجئے ،خواجہ صاحب نے فرمایا کہ آنے والا میرے غلام کا غلام ہے اس کے لئے میں اتنا سب انتظام کیوں کروں؟ اس لئے کہ وہ تو میرے غلام کا بھی غلام ہے، بادشاہ آیا لیکن کسی کو یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ بادشاہ سلامت خواجہ صاحب کے غلام کے غلام کیسے ہیں،تو کسی نے پوچھا کہ بادشاہ آپ کے غلام کے غلام کیسے ہیں؟ فرمایا کہ نفس میرا غلام ہے اور بادشاہ اس نفس کا غلام ہے نفس میرا نوکر اور بادشاہ اس نفس کا نوکر، بہرحال آدمی کے اندر نفس کو مارنے کی صفت پیدا کرنا ضروری ہے۔

ہمارے استاذ حضرت مولانا مفتی محمد یمات صاحب فرماتے تھے کہ اس زمانہ میں جس نے دو کام کر لئے وہ اس زمانہ کا سب سے بڑا متقی بن گیا ایک تو یہ کہ وہ فرائض کو ادا کر لے اور دوسرے کہ اللہ تعالی کی حرام کی ہوئی چیزوں سے اپنے آپ کو بچالے جو ان دونوں کاموں کو کرے گا وہ اس زمانہ کا سب سے بڑا متقی بن گیا۔سبحان اللہ۔ دیکھئے اللہ والوں کی نظر کہاں جاتی ہے۔

عقل نہ چلائیں

میرے بھائیو! انسان بھی دماغ چلاتا ہے خاص طور پر آپ کے یوروپ میں یہ بات زیادہ میں نے دیکھی کہ کوئی چیز بیان کروتو کہتا ہے ایسا کیوں؟یا ،وائے، کالفظ استعمال کرتے ہیں یعنی ایسا کیوں؟تو سنو کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ جس نے کسی اسلامی حکم کے بارے میں کیوں کہاوہ ہلاک ہوگیا اس لئے کہ ہم تو اللہ کے غلام ہیں اللہ نے فرما دیا وضو کرو بس ہمیں وضو کرنا ہے اب یہ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ نجاست کہاں سے نکلی اوران چیزوں کو دھونے کا حکم کیوں دیا جارہاہے ہم تو بس وضو کریں گے انشاءاللہ، اس لئے کہ یہ ہمارے خالق کا حکم ہے اور ہمبستری ہوئی کسی اور مقام سے،اور غسل پورے بدن کو کرایا جاتا ہے،اس کا بھی ہم یہی کہیں گے کہ ہمارے اللہ نے کہا غسل کرو،اس لئے ہم کررہے ہیں،باقی ہم کو کچھ سمجھ میں نہیں آتا،بہرحال ان باتوں کو سمجھنا چاہیئے ،اللہ تعالی ان باتوں کو سمجھنے کی توفیق عطافرمائے ،اورنفس کو مارنے کی توفیق عطا فرمائے کہ ہمیں اللہ تعالی کی جانب سے یہ اعلان ہوکہ،، يَآ اَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّة ،،اِرْجِعِي اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً: اللہ تعالی ہم سب لوگوں کو عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخردعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقتباس

ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک صحابیؓ نے آ کر کہا کہ یارسول اللہ ﷺ کچھ نصیحت فرما دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان نکالو، انہوں نے زبان نکالی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو، اور وہ صحابی پوچھتے ہیں کہ،، **هَلُ نُواخَذُ بِمَا تَتَكَلَّمُ بِهِ اَلُسِنَتُنَا** ،، کیا زبانوں کے بول پر بھی ہماری پکڑ کی جائے گی ،حضور ﷺ نے فرمایا،، **هَل يكبُّ النَّاسُ فِى النَّارِ عَلٰى وُجُوهِهِم اِلَّا حَصَائِدَ اَلُسِنَتِهِم** ، کہ لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ صرف زبان کی بنا پر لے جایا جائیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کا ہر قول وعمل محفوظ کیا جاتا ہے

الحمد لله وحده والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعده وعلی اٰ له واصحابه الذین اوفوا اعهده، امابعدفاعوذ با لله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم لَاخَیْرَ فِی کَثِیرٍ مِّنْ نَجْوَاھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذَالِکَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسوفَ نُو تِیهِ اَجْرً اعَظِیْمًا ،وقال تعالی ، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَاوَاَخْرَجَتِ الْاَرضُ اَثقَالَهَا وَقَالَ الْاِنسَانُ مَالَهَا یومَئِذ تُحَدِّث اَخبَا رَهَا بِاَنَّ رَبَّک اَوحٰی لَهَا ،وَعَنِ النَّبِیِّ ﷺ انه قال اَمْلِکْ عَلَیکَ لِسَانَکَ وَالْیَسَعکَ بَیْتُکَ وَابْکِ عَلٰی خَطِیْئَتِکَ ،صدق رسوله النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاهدین والشاکرین والحمد لله رب العالمین :

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو۔

تراویح سے پہلے میں نے کوئی اور مضمون سوچا تھا لیکن تراویح کے دوران ایک آیت پڑھی گئی تو میں نے سوچا کہ یہ بیان بہتر ہوگا اس لئے کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے جو بات معاشرہ کے لئے زیادہ مفید ہو، اس کو پہلے بیان کر دینا چاہئیے۔

مسلمان کا ہر عمل محفوظ ہوتا ہے

ہم مسلمانوں کا ایک عقیدہ ہے اور ہونا بھی چاہئیے کہ ہم مسلمان جو بھی بولتے ہیں یا جو بھی کرتے ہیں، کسی چیز کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں تو اللہ تعالی کے فرشتے اس کو جانتے بھی ہیں اور اس کو لکھ بھی لیتے ہیں، سورہ بقرہ کے آخری رکوع میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ،، **وَاِنْ تُبْدُو مَافِی اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ** ، کہ تم اپنے دل کی بات ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ اللہ تعالی اس کو جانتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالی اس پر پکڑ بھی فرمائے گا۔

تو ہم مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے ہمارا ایمان ہے کہ ہم جو کچھ بھی بولتے ہیں اللہ کے فرشتے اس کو محفوظ کر لیتے ہیں، چھبیسویں پارہ میں سورہ قاف ہے اللہ کے رسول ﷺ عید کے دن اور جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ قاف کی تلاوت فرماتے تھے، جہاں سورہ الم سجدہ اور سورہ دہر پڑھنے کی روایات ہیں وہیں یہ روایت ہے کہ سورہ قاف کی بھی اللہ کے رسول ﷺ تلاوت فرماتے تھے، اس سورہ قاف میں ایک آیت کریمہ آئی ہے،، **مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا**

لَدَيْهِ رَقِيْب عَتِيْد ،، کہ انسان جو بھی بولتا ہے جو بھی کہتا ہے اس کو محفوظ کر لیا جاتا ہے اس کے اوپر ایک نگران طے رہتا ہے۔

اعضاء گواہی دیں گے

اور یہی نہیں، اللہ تعالی قیامت کے دن اس ٹیپ ریکارڈ کو چالو کریں گے جس کے لئے نہ بجلی کی ضرورت ہو گی اور نہ ہی پاور کی ضرورت ہو گی بلکہ اللہ تعالی کی قدرت کا پاور ہو گا انسان کے ہاتھ بولیں گے انسان کے پیر بولیں گے انسان کے تمام اعضاء بولیں گے کہ ہم نے غیر محرم عورتوں کو دیکھا ہے ہم نے حرام کمایا ہے، ہاتھ کہے گا کہ میرے ذریعہ اس انسان نے غلط کام کیا تھا پیر بھی بولیں گے کہ میرے ذریعہ اس انسان نے غلط کام کی طرف چلا تھا۔

زمین کے خزانوں کا مطلب

قرآن مجید نے بہت پہلے سے ہم کو بیدار کر دیا ہے کہ،، اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا قیامت کے دن زمین کے اندر زلزلہ پیدا ہو جائے گا، اور قیامت کے دن زمین اپنے اندر کے خزانوں کو نکالے گی اور وہ کونسے خزانے ہونگے ، وہ سونے چاندی اور پٹرول کے خزانے نہیں ہونگے ، اللہ تعالی ہم سب کی طرف سے ہماری اماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ زمین کے خزانہ نکالنے کا کیا مطلب؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین بیان کرے گی کہ میرے ٹکڑے پر فلاں وقت فلاں آدمی نے سجدہ کیا تھا اور فلاں آدمی نے

میرے اوپر قرآن پاک کی تلاوت کی تھی اور زمین یہ بھی کہے گی کہ فلاں بندے نے میرے اوپر حرام کمائی حاصل کی تھی اور فلاں اجنبی عورت پر نظر ڈالی تھی، فلاں نے فلاں کو گالی دی تھی یا فلاں کے بارے میں غلط پلاننگ کی تھی یا کسی کی غیبت کی تھی، یہی زمین کا خزانہ ہے، اور جب زمین کے اندر سے خزانے نکلنے لگیں گے تو زمین حرکت کرنے لگے گی، پھر اس میں زلزلہ آجائے گا اس لئے کہ چیز اگر ہلکی ہوجائے تو وہ زیادہ ہلتی ہے، گاڑی میں لوڈ نہ ہو تو وہ گاڑی بہت کودتی ہے اسی طرح جب قیامت کے دن زمین کے اندر کے یہ خزانے نکلیں گے تو زمیں حرکت کریں گی۔

زلزلہ میں سائنسی نظریہ

اور زلزلہ کیوں ہوتا ہے؟ ہم تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ زلزلہ اللہ تعالی کے حکم سے ہی ہوتا ہے، لیکن سائنس یہ کہتا ہے کہ زمین کے اندر اللہ تعالی نے پلیٹیں رکھی ہوئی ہے زمین کے اندر اللہ تعالی نے خزانے رکھے ہوئے ہیں لوہے کے خزانے، سونے چاندی کے خزانے، پیتل ہیرے جواہرات کے خزانے، اور اس طرح کے بہت سے خزانے اللہ تعالی نے زمین میں رکھے ہیں، اور ان چیزوں کی وجہ سے زمین بھاری ہے، اور رکی ہوئی ہے لیکن جب زمین کے نیچے سے وہ چیزیں نکال لی جاتی ہیں تو زمین کا وہ حصہ خالی ہوجاتا ہے اور خالی چیز ہلنے لگتی ہے، مثال کے طور پر گاڑی میں صرف ایک ہی آدمی ہو تو گاڑی ہلنے لگتی ہے، اور اگر گاڑی بھری ہوئی ہو تو نہیں ہلتی ہے جب سائنس نے اتنی ترقی نہیں کی تھی، اور زمین کے خزانے زمین کے اندر موجود تھے، اس لئے زلزلوں کی تعداد بہت کم تھی لیکن اب ریسرچ کرنے والوں نے ریسرچ

کیا زمین کو اندر تک کھودا، اور اس کے خزانوں کو بکثرت نکالا جا رہا ہے، سونا چاندی پٹرول نکال کر زمین کو خالی کیا جا رہا ہے، اور جتنا زیادہ زمین کو خالی کیا جا رہا ہے اتنے زیادہ زلزلے آرہے ہیں، تو قیامت کے دن بھی خزانے نکلیں گے ہم سائنس کی ہر بات کو غلط نہیں کہتے ہیں، کچھ کچھ اسلام سے میل بھی کھاتی ہے بلکہ اسلام انسان کی عین فطرت کے مطابق ہے۔

قیامت کے دن رجسٹر ہوگا

بہرحال قیامت کے دن زمین میں زلزلہ آئے گا انسان اس زلزلہ کو دیکھ کر کہے گا: **وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا یَوۡمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخۡبَارَهَا** ،، عجیب بات ہے کہ زمین بیان کر رہی ہے ہم تو سمجھتے تھے کہ ہم نے جو کیا وہ ختم ہو گیا یہاں تو زمین بھی بیان کر رہی ہے، اس دن زمین تمام کیفیتوں کو بیان کرے گی اس کے اوپر جو کیا گیا سب بیان کرے گی اور اپنی مرضی سے نہیں بلکہ ،، **بِاَنَّ رَبَّکَ اَوۡحٰی لَهَا** ،، تمہارے رب نے اس کو حکم دیا ہے کہ اے زمین تو سب کچھ بیان کر، اس لئے وہ بیان کرے گی ، اور رجسٹر بھی کھلا ہوگا۔

سورہ کہف میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ ،، **وَوُضِعَ الۡکِتَابُ یَومَ الۡقِیَامَةِ فَتَری الۡمُجۡرِمِیۡنَ مُشۡفِقِیۡنَ مِمَّا فِیۡهِ وَیَقُوۡلُوۡنَ یَاوَیۡلَتَنَا مَالِ هٰذَا لۡکِتَابِ لَایُغَادِرُ صَغِیۡرَةً وَّلَا کَبِیۡرَةً اِلَّا اَحۡصٰهَا** ،، اس دن مجرمین کے سامنے ایک رجسٹر رکھا جائیگا اور وہ لوگ اس رجسٹر کو دیکھ کر ڈر جائیں گے ، اور کہیں گے کہ ہائے افسوس یہ کیسا رجسٹر ہے ، اس میں تو جو کچھ ہم نے کیا چھوٹا بڑا ہر قسم کا عمل موجود ہے ، **وَوَجَدُوا**

مَا عَمِلُو حَاضِرًا: کہ سب موجود ہوگا اب یہاں ایک سوال ہوگا کہ جب رجسٹر اتنا بڑا ہے تو اس کو اللہ تعالی نے کہاں رکھا ہوگا؟ اسی مناسبت سے ایک واقعہ ہے ابھی سناتا ہوں۔ اللہ تعالی نے ہمارے اکابر دار العلوم کو کیسی ذہانت عطا فرمائی تھی۔

مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی ذہانت

یہی سوال حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالی علیہ سے دلی کے اسٹیشن پر ایک ہندو نے کیا تھا، کہ مولانا تم لوگوں کا یہ ماننا ہے کہ جو کچھ انسان کرتا ہے وہ سب کے سب موجود ہے بچپن سے لیکر اخیر تک جو بھی انسا کرتا ہے وہ سب محفوظ ہیں، اور اس کے سامنے قیامت کے دن رجسٹر کھولا جائے گا، تو اس کو اللہ تعالی نے کہاں لکھا ہے اور لکھا ہے تو کہاں رکھے ہونگے، اس لئے کہ اس کے لئے اتنی بڑی جگہ بھی تو چاہئیے، مولانا قاسم صاحبؒ نے اس کو پوچھا کہ تمہاری عمر کتنی ہے؟ اس نے کہا کہ پچپن یا ساٹھ سال کی میری عمر ہے۔

حضرت نے اس سے پوچھا کہ تمہیں اپنی زندگی کے کونسے حصے کی ساری باتیں یاد ہیں، اس نے کہا کہ مجھ کو بچپن سے لے کر اب تک کی سب باتیں یاد ہیں، پوچھا برابر یاد ہے؟ کہا کہ ہاں برابر یاد ہے کہا کہ کیا تم نے لکھا ہے ان سب باتوں کو کوئی رجسٹر ہے جس پر تم نے لکھا ہے، کہا کہ یہ سب پچپن سال پرانی باتیں ہیں اور میں کہاں لکھوں ان تمام باتوں کو، لیکن مجھے یاد ہے، کہا کہ کیسے یاد ہے کہا میرے دماغ میں یہ سب باتیں ہیں، حضرت نے اس کو پکڑ لیا اور فرمایا کہ دماغ کتنا بڑا ہے اس نے کہا چھوٹا سا ہے، حضرت نے فرمایا کہ جب پچاس سال کا ریکارڈ بغیر کسی رجسٹر کے اور

بغیر کسی دفتر کے اس چھوٹے سے دماغ میں تم محفوظ کر سکتے ہو، تو اللہ تعالی کے لئے کسی انسان کے ریکارڈ اور اس کے اعمال کو محفوظ کرنے کے لئے کسی رجسٹر کی ضرورت کیوں پڑے گی؟ جب کہ وہ خالق ہے، اور اس پر میں حاشیہ بڑھاتا ہوں کہ آج کے دور میں تو اس بات کو سمجھنا اور زیادہ آسان ہو گیا ہے آپ نے سی ڈی دیکھی ہو گی جو کمپیوٹر میں چلتی ہے، وہ باہر سے ذرا بڑی دکھتی ہے، لیکن اس کو جب اندر سے کھولا جاتا ہے تو اس سے بھی چھوٹی ہوتی ہے اس چھوٹی سے چیز میں ہزاروں برسوں کا ریکارڈ محفوظ ہوتا ہے، جب انسان اتنی ترقی کر سکتا ہے تو اگر اللہ تعالی اپنی قدرت کاملہ سے انسان کے پورے ریکارڈ محفوظ فرما کر رکھیں جس کی کوئی شکل ہو یا نہ ہو تو اس میں کوئی تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔

سورہ کہف کی فضیلت

اور لگے ہاتھ ایک بات بتلا دوں کہ سورہ کہف پندرہویں پارہ میں ہے جو شخص جمعہ کے روز سورہ کہف کی تلاوت کرے گا اللہ تعالی اس کے تمام اگلے پچھلے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں اور سورہ کہف اس کے لئے روشنی کا ذریعہ ہوگا، اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سورہ کہف کی شروع کی دس آیتیں منہ زبانی یاد کر لیتا ہے وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔

سائنس کا اعتراف

میرے بھائیو! کتنا قیمتی قرآن پاک ہم کو ملا ہے لیکن آج کل ہماری

زندگیاں قرآن پاک کے خلاف جارہی ہیں، میں آپ کو قرآن پاک کی روشنی میں بتارہاہوں کہ ہماری کہی ہوئی باتیں ہوامیں نہیں اڑ جاتی ہیں بلکہ محفوظ ہوتی ہیں اور دنیا کی سائنس بھی کہتی ہے کہ ہوا میں چیزیں اور باتیں نہیں اڑتی ہیں بلکہ محفوظ ہوتی ہیں اسی لئے سائنس آج بھی اس بات کی کوشش میں ہے کہ اس آواز مقدس کو حاصل کیا جائے جو آج سے چودہ سو برس سے پہلے جناب نبی اکرم ﷺ کی آواز مبارکہ نکلی تھی، اس سائنس دان نے قرآن پڑھا کہ آواز ختم نہیں ہوتی ہے بلکہ محفوظ ہوتی ہے اس نے اس پر عمل کیا اور کھوج شروع کی، اور دیکھو ریڈیو پر بھی ہم جو آوازیں سنتے ہیں یہ بھی ہوا سے ہی ہم تک پہنچتی ہیں اگر بولکر آواز ختم ہو جاتی تو ریڈیو ٹی وی چینل وغیرہ کیسے چلتے تھے، پتہ چلا کہ دنیا کے اندر ہی اللہ تعالی نے اس کا نمونہ بتلا دیا کہ جو بھی تم کرتے ہو وہ ختم نہیں ہوتا اور فون میں بھی انسان نے انڈیا سے کہا تو ایک سیکنڈ میں وہ آواز آپ کے انگلینڈ میں آجاتی ہے، ہوا اس کو محفوظ کر لیتی ہے، تو انسان جو بھی بولتا ہے اس کو محفوظ کیا جاتا ہے اور قیامت کے دن اس کو اس کے سامنے لاکر کھڑا کر دیا جائیگا، اسی لئے ہمارے بزرگان دین فرماتے ہیں کہ پہلے تولو پھر بولو، اور کبھی کبھی انسان ایک ایسا جملہ بولتا ہے کہ اس کو احساس بھی نہیں ہوتا لیکن اس جملہ کی وجہ سے وہ کفر کے دائرے میں چلا جاتا ہے۔

حضرت عائشہ ؓ کو تنبیہ

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے یہاں حضور اکرم ﷺ کی باری تھی، آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کو نو بیویاں تھیں آپ

ﷺ باری باری انصاف کے ساتھ ان کے یہاں جاتے تھے تو حضور ﷺ کی بیویوں میں سے ایک بیوی کا نام حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا ہے حضرت صفیہؓ پہلے یہودی تھی بعد میں اللہ تعالی نے ان کو یہ مقام عطا فرمایا کہ ان کا شمار ازواج مطہرات میں ہوا، اور روایتوں میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کی تمام بیویوں میں سب سے بہترین کھانا بنانا حضرت صفیہ جانتی تھی، اب حضرت عائشہ ؓ کی باری تھی تو حضرت صفیہؓ نے کچھ کھانا بنا کر حضرت عائشہؓ کے گھر بھیجا حضرت عائشہؓ کو یہ بات برداشت نہیں ہوا، اس لئے کہ محبت کے اندر پاٹنر شپ برداشت نہیں کی جاتی، وفادار عورت اپنے شوہر کو بھی کسی کے ساتھ بات کرتے دیکھ لے تو اس کا کھانا پینا خراب ہو جاتا ہے، اور وفادار شوہر بھی اپنی بیوی کو کسی کے ساتھ ہنستے منہ دیکھ لے تو برداشت نہیں ہوتا ہے، بہر حال حضرت عائشہؓ جانتی تھی کہ کھانا حضرت صفیہ نے بھیجا ہے اور وہ کھانا ذائقہ دار ہوگا تو حضور ﷺ تعریف بھی کریں گے اور وہ میرے لئے ناقابل برداشت ہوگا۔

اس لئے حضرت عائشہؓ نے اس پلیٹ کو جس میں کھانا آیا تھا ہاتھ مار دیا اور پلیٹ نیچے گر گئی ٹوٹ گئی کھانا بھی سب گر گیا آپ ﷺ سمجھ گئے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے، حضور ﷺ نے حضرت عائشہ ؓ کو ہنستے ہوئے فرمایا کہ عائشہ بدلہ دینا پڑے گا، کھانا تو صفیہ نے میرے لئے بھیجا تھا لیکن پلیٹ تو واپس کرنی پڑیگی، باتوں باتوں میں حضرت عائشہؓ نے صرف اتنا کہا کہ وہ صفیہ جو ٹھگنی ہے، اب حضور اکرم ﷺ غصہ ہو گئے، کہ عائشہ پلیٹ کا توڑ دینا کھانے کا گرا دینا محبت کی وجہ سے تھا وہ میں سمجھتا

ہوں لیکن صفیہ کے بارے میں تمہارا یہ کہنا کہ وہ ٹھگنی جس کی ہائٹ کم ہے اس طرح تمہارا صفیہ کو کہنا اتنا خطرناک ہے گویا تم نے صفیہ کی بے عزتی کی اور حدیث کے الفاظ ہیں حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ،،**یَاعَائِشَة لَقُلْتِ کَلِمَةً لو مُزِجَتْ بِمَاءِ الْبحْرِ لَسَوَّدَتْهُ**، کہ عائشہ تم نے اتنی خطرناک بات کہی کہ اگر سمندر کے سفید پانی میں اس کو ملایا جائے تو وہ پانی بھی کالا ہو جائے ،اور ہم لوگ اپنی چوبیس گھنٹہ میں نہ جانے کس کے بارے میں کیا کیا کہہ دیتے ہیں، یہاں تو کہنے والی حضرت عائشہ ؓ تھیں، پھر بھی پکڑ ہوئی اور دیکھو بڑوں کی چھوٹی غلطی پر بھی بڑی پکڑ ہوتی ہے، بہر حال جب زبان سے نکلے ہوئے ایک کلمہ پر گرفت ہے تو دیگر اعمال میں ہمیں کتنا محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

نبی ﷺ کی نصیحت

ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس ایک صحابیؓ نے آکر کہا کہ یارسول اللہ ﷺ کچھ نصیحت فرما دیجئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان نکالو، انہوں نے زبان نکالی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان کی حفاظت کرو،اور وہ صحابی پوچھتے ہیں کہ،، **هَلْ نُواخذُ بِمَا تَتَکَلَّمُ بِهِ اَلْسِنَتُنَا**،،کیا زبانوں کے بول پر بھی ہماری پکڑ کی جائے گی،حضور ﷺ نے فرمایا،،**هَلْ یُکَبُّ النَّاسُ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوهِهِم اِلَّا حَصَائِدَ اَلْسِنَتِهِم**، کہ لوگوں کو جہنم میں اوندھے منہ صرف زبان کی بنا پر لے جایا جائیگا۔اس لئے ہم زبان کی حفاظت کریں، زبان کے بہت سارے کرتوت ہیں جن کی وجہ سے انسان دوزخ میں جائے گا۔

زبان کے کرتوت

اور یہ زبان دیکھنے میں بہت چھوٹی ہے لیکن اس کے کام بڑے بڑے ہیں

،جِرمُہٗ صَغِیر وجُرمُہٗ کَبِیر ،اس کا جسم چھوٹا ہے لیکن اس کا جرم بڑا ہوتا

ہے،زبان کوئی بھی بات بول کر اندر ہو جاتی ہے لیکن گال مار کھاتا ہے، مار کھاتا ہے

بدن ،مار کھاتی ہے کمر ،اسی لئے روایت میں آتا ہے کہ انسان کے بدن کے تمام

اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ اللہ کے واسطے تو سلامت رہ ،تو اگر غلط استعمال ہوئی تو

ہمیں مار کھانا پڑے گا ،آج جو آیت میں نے پڑھی اس سے ہٹ کر میں حدیث میں

چلا گیا تھا فائدہ اس میں نہیں ہے کہ آدمی کچھ بولے فائدہ اس میں ہے کہ آدمی خاموش

رہے۔

کتنے مواقع پر بات کرنی چاہئیے

اگر بات کرنی ہی ہے تو قرآن پاک نے تین جگہیں بتلائی اپنی زبان سے

یا تو کسی کو صدقہ کرنے کا حکم دو، یا اپنی زبان سے کسی کو بھلی بات بتلا دو، یا اپنی زبان

کے ذریعہ دولڑنے والوں میں صلح پیدا کروادو، جس کو فرمایا، ،اِلَّا مَنۡ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوۡ

مَعۡرُوۡفٍ اَوۡ اِصۡلَاحٍۢ بَيۡنَ النَّاسِ ، ،یہ وہی تین جگہوں کا تذکرہ ہے جہاں بات بہتر

ہوتی ہے ،آج کل ہمارا حال یہ ہے کہ مسجد میں دین کی باتیں بھی سنی بیان بھی ہوا

عبادتیں بھی ہوئیں لیکن جہاں مسجد سے باہر نکلے کہ چغلی غیبت ،اور لایعنی باتیں

شروع ہو جاتی ہیں ہم کیوں اس طرح اپنی نیکیوں کو ضائع کرتے ہیں ایک تو ہمارا کوئی

سجدہ ایسا نہیں جو اللہ تعالی کے یہاں قابل قبول ہو،اور غیبت کر کے وہ بھی اس کو

دیدیتے ہیں، آپ کے کچھ کہنے سے کچھ ہونے جانے والا تو نہیں ہے بہت بہادری ہے تو اس کے سامنے جا کر بولو، قرآن کہتا ہے کہ صلح کی بات کرو، اور آج کل ہمارا حال یہ کہ ہم صلح کروانے کے بجائے اور چنگاری کا کام کرتے ہیں، اگر کسی نے گالی نہیں دی ہے ہم کہتے ہیں کہ اس نے تم کو گالی دی ہے۔

تین جگہ جھوٹ بولنا جائز

بلکہ اگر کہیں آپ کے کہنے سے جھگڑا ٹل سکتا ہے تو وہاں جھوٹ بولنا بھی جائز ہے مثلاً ایک آدمی نے کسی کی آپ کے پاس چغلی کی، جس کی چغلی کی گئی ہے اس نے آپ سے پوچھا کہ اس نے میرے بارے میں کیا کہا آپ جھوٹ بولو اور کہو کہ وہ تو آپ کی بہت تعریف کر رہا تھا، اس طرح جھوٹ بولنا جائز ہی نہیں بلکہ صدقہ کا ثواب رکھتا ہے، بلکہ تین جگہوں پر جھوٹ بولنا جائز ہے وہ یہ ہے کہ دو آدمیوں میں اگر کوئی عداوت ہے دو آدمیوں میں جھگڑا ہے ایک نے گالی دی اب دوسرے کے پاس جا کر کہنا کہ وہ تو تمہاری تعریف کر رہا تھا حالانکہ اس نے گالی دی ہے لیکن صرف اس لئے کہ اس کا دل برا نہ ہو، اس کے سامنے جھوٹ کہنا جائز ہی نہیں بلکہ صدقہ کا ثواب ہوگا، اور یہ جھوٹ بولنا اس لئے جائز ہے کہ اس جھوٹ کا مقصد اچھا ہے اور اسلام مقصد کو دیکھتا ہے، اسلام اس بات کو نہیں دیکھتا کہ آدمی کیا کر رہا ہے بلکہ اسلام تو مقصد کو دیکھتا ہے یہاں مقصد یہ ہے کہ دونوں میں صلح ہو جائے، اور اگر آپ نے سچ بولا کہ یہ تو تیرے کو گالی دے رہا تھا آپ نے سچ کہا لیکن آپ گنہگار ہو گے اس لئے کہ اس سچ کا فائدہ نہیں بلکہ نقصان ہوا۔

جھوٹ بولنے کی دوسری جگہ

اور دوسری جگہ جہاں جھوٹ بولنا جائز ہے وہ یہ ہے کہ بیوی کے سامنے انسان جھوٹ بول سکتا ہے اس کا دل خوش کرنے کے لئے ،مثلاً بیوی کا دل خوش کر نے کے لئے انسان بولے کہ تیرے سامنے تو چودھویں رات کا چاند بھی شرما جائے حالانکہ کہاں چودھویں رات کا چانداور کہاں یہ حضرتنی ،لیکن صرف دل خوش کرنے کے لئے کہا جائے تو کوئی حرج نہیں ،اور آپ کہیں کہ جو کھانا آپ نے بنایا ہے اس کی بات ہی اور ہے میں نے کئی ہوٹلوں کے کھانے کھائے مگر ایسا لذیذ کھانا نہیں کھایا، وہ خوش ہوگئی وہ عورتیں ہمارے اس ایک جملہ کو ترس جاتی ہیں لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہر جگہ کی تعریف کریں گے لیکن اس کی تعریف نہیں کرتے ہیں۔

بے محل تعریف نہ کریں؟

یہ ہمیں کیا ہوگیا کہ جو حسن ہمارے لئے جائز تھا ہم نے اس کی تعریف نہیں کی اور جو حسن جائز نہیں تھا ہم اس کے دھوکے میں آکر اس کی تعریف کرنے لگیں بات وہی ہے کہ اعمال جب الٹے ہو جائیں تو چیزیں بھی الٹی ہی نظر آتی ہیں، گھر کی عورت کی طرف دیکھنے میں اس کو لذت نہیں آئے گی باہر کی کالی عورتوں کو بھی دیکھے گا تو تعریف کرے گا یا دل میں پانی بھر لائے گا، اسلام بیوی کے دل کو خوش کرنے کے لئے جھوٹ بولنے کی اجازت دے رہا ہے پھر ہم کیوں اس میں بخیلی سے کام لیں۔ اسلام کہہ رہا ہے، رمضان میں زیادہ نمک گر جائے تب بھی اس کی تعریف کرو کہ تم نے

افطار میں سموسے بہت اچھے بنائے اللہ تم کو جزائے خیر دے ایسے سموسے تو کہیں بھی نہیں مل سکتے اور جو کھانا تم نے بنایا تھا بڑا لاجواب تھا ایسا کھانا تو کہیں بھی نہیں مل سکتا آپ کے اتنا کہنے سے اس اللہ کی بندی کا دل خوش ہو گیا اللہ کے یہاں آپ کو ثواب مل گیا۔

بیوی کو تکلیف نہیں دینا چاہئیے

آج کل عورتوں کو کھانا بنانا نہیں آتا اس پر لڑائیاں ہوتی ہیں آپ بنا لیجئے کیا حرج ہے اسلام نے ہمیں یہ بھی سبق سکھایا ہے کہ عورتوں کے کام میں ہاتھ بٹائیں ایک جگہ میرے پاس سوال آیا تھا کہ فلاں دین کا علم رکھنے والے آدمی نے محض اپنی بیوی سے اس لئے جھگڑا کیا کہ وہ عورت کھانا بنانا نہیں جانتی تھی ، میں نے کہا کہ وہ پڑھا لکھا نہیں ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ کوئی مولوی اس طرح کہے تو وہ مولوی نہیں ہے، اس لئے کہ علم نام ہے اللہ کی معرفت کا اگر آپ کو اللہ کی معرفت اللہ کا تقوی بغیر علم کے آجاتا ہے تو آپ بھی مولوی ہو جاؤ گے ،اور صحیح معنی میں عالم کہلاؤ گے وہ آدمی جو اپنی بیوی کو ان چیزوں پر مارتا ہے وہ جاہل ہے جس نے رگِ انسانیت کو تار تار کر دیا ، آپ اس کو سکھا یئے کچھ دنوں میں وہ خود کھانا بنائے گی لیکن ہمیں وہ ڈھنگ کہاں آتا ہے ہم نے نبی کی سیرت کو نہیں تھاما ، ہم نے دل کی ہوس کو مدنظر رکھا اسلام نے اس عورت کا دل نہ دکھانے کی خاطر اس کا احترام کرتے ہوئے اس کے لئے جھوٹ بولنے کی اجازت دی اور ہم اس کو کھانا برابر نہ بنانے پر ماریں ، یاد رکھو جتنی سختیاں دنیا میں اپنے ماتحتوں سے لوگے ، اللہ بھی اتنا ہی سخت حساب لے گا ، اور اگر دنیا میں لے کر چلنے کا مزاج بناؤ گے اللہ تعالی بھی معمولی معمولی بہانے سے چلا لے گا۔

جھوٹ کی تیسری جگہ

بہر حال میں یہ کہہ رہا ہوں کہ تیسری جگہ جہاں جھوٹ بولنا جائز ہے وہ میدان جنگ ہے کہ آدمی میں کوئی بہادری نہیں ہے اور آدمی بہادری دکھائے کسی اور راستہ سے جارہا ہے لیکن دشمن کو دوسرا راستہ بتادے جائز ہے جیسے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اَلْحَرْبُ خَدْعَة، جنگ دھوکہ دینے کا نام ہے۔

عمل کرنے کا ثواب

بہر حال۔ مذکورہ باتوں پر تم نے عمل کیا اور ان باتوں کو اپنی زندگی میں جگہ دی تو قرآن کہتا ہے کہ،، وَمَنْ يَّفْعَلْ ذَالِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ اَجْرًا عَظِيمًا ،، کہ جو کوئی ان چیزوں کو اپنی زندگی میں جگہ دے گا ان احکامات پر عمل کرے گا اللہ تعالی اس کو بڑے اجر اور بڑے انعام سے سرفراز فرمائیں گے۔

آپ ﷺ کا صلح کے لئے جانا

کوئی لڑ رہا ہے کسی کے یہاں کوئی حادثہ ہو گیا اللہ کے رسول ﷺ بغیر بلائے چلے جاتے تھے روایت میں آتا ہے کہ بنو عمرو بن عوف کے یہاں کچھ آپسی اختلاف ہو گیا تھا حضور ﷺ خود تشریف لے گئے، اور حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو کہہ بھی دیا کہ اگر میں عصر کی نماز تک نہ پہنچ سکوں یا ایک روایت میں ہے کہ

ظہر کی نماز تک نہ پہنچ سکوں تو تم ابوبکر کو کہنا کہ وہ نماز پڑھالیں اور ایک روایت میں آیا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کو کہنا کہ وہ نماز پڑھالیں، دیکھئے اللہ کے رسول ﷺ بغیر بلائے چلے گئے ہاں کچھ جگہیں ایسی بھی ہیں کہ اگر آپ وہاں کچھ بولیں گے تو مسئلہ اور زیادہ بگڑ سکتا ہو تو وہاں نہیں بولنا چاہئیے لیکن کوشش یہ ہو کہ ہماری زبان سے اچھے کلمات نکلیں، خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم اپنی زبان سے نکلنے والے ایک ایک کلمہ کو تول کر بولا کریں کسی کی غیبت نہ ہو، کسی کی چغلی نہ ہو۔

اور یہ مہینہ تو ایسا ہے کہ ہماری زبان سے کوئی غلط بات نہیں نکلنی چاہئیے، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ رمضان میں کچھ لوگوں کو بھوکا اور پیاسا رہنے کے سوا کچھ نہیں ملتا ہے، پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے روزہ میں کسی کی غیبت کرلی، کسی کو برا بھلا کہہ دیا فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو بھوکا اور پیاسا رہنے کے سوا کچھ نہیں ملا، اور اس کے اوپر جو گناہ ہیں وہ الگ ہیں اللہ تعالی ہم سب کو اپنی زبان اور اپنے تمام اعضاء کی حفاظت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق تمام اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وبارک وسلم

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

آج ہم اپنے اندر بھی اسی ایمان کی برکت سے بہادری پیدا کر سکتے ہیں، لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ ہم اپنے اندر اللہ کا تعلق مضبوط کریں، اللہ تعالی کی محبت پیدا کریں اس لئے کہ حدیث پاک میں اعلان ہے کہ، مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ ،جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ اللہ اس کو دنیا کی تمام چیزوں سے بے پرواہ کر دیتے ہیں اور اس کی زندگی کو سکون کے ساتھ گزارتے ہیں یہی وجہ تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کوئی سکون سے سفر نہیں کرسکتا تھا لیکن جہاں حضور ﷺ تشریف لائے اور ایمان کی لہر کو آپ نے پورے جزیرۃ العرب کے اندر پھیلا دیا اسی کا نتیجہ تھا کہ ایک عورت نے تن تنہا دور دراز کا سفر کیا کوئی اس کو ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی اس کے مال کی طرف للچائی نظریں اٹھاتا تھا اسلام تو امن سکھاتا ہے اسلام سلامتی سکھاتا ہے جس کو فرمایا، فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِي اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ عبادت کرو کعبۃ اللہ کے رب کی جس نے تمہیں کھلایا اور خوف سے تم کو نجات دی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمیں اپنی زندگیوں میں انقلاب لانا ہوگا

الحمد لله وحده والصلوة والسلام على من لا نبى بعده وعلى اله واصحابه الذين اوفوا اعهده امابعدفاعوذ با لله من الشيطن الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْم سُوْئًا فَلا مَرَدَّ لَه وَمَا لَهُم مِّنْ دُونِهٖ مِنْ وَّال صدق الله العظيم ونحن على ذالك لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين،

انسان اشرف المخلوقات ہے

محترم بھائیو بزرگواور دوستو!

انسان اللہ تعالی کا پیدا کیا ہوا ہے، اللہ تعالی نے بہت محبت اور شفقت سے دنیا میں اس مخلوق کو وجود بخشا ہے، جتنی مخلوقات ہیں تمام مخلوقات میں اللہ تعالی نے انسان کو اشرف، اکرم، اور قیمتی مخلوق بنایا ہے، اور اس بات کو قرآن پاک میں کئی

جگہوں پر بیان فرمایا، ایک جگہ فرمایا، لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم،،
کہ ہم نے انسان کو بہترین سانچے میں ڈھالکر پیدا کیا، اسی طرح ایک مقام پر فرمایا
کہ ,, ولقد کرمنا بنی اٰدم وحملنٰھم فی البر والبحر ورزقنٰھم من
الطیبٰت وفضلنٰھم علٰی کثیر ممن خلقنا تفضیلاً ,, ہم نے انسان کو
باعزت بنایا اور اس کو تمام مخلوقات پر فضیلت دی ہے جب اتنی بڑی مخلوق ہے اور
اتنے پیار محبت کے ساتھ اللہ تعالی نے اس کو پیدا فرمایا ہے، تو اس کی حفاظت کرنا اس
کو دشمنوں کے نرغے سے بچانا دھوکہ دینے والوں کے دھوکہ سے محفوظ رکھنا، اور
شیطان کے مکر وفریب سے بچانے کی ذمہ داری بھی اللہ تعالی نے لے رکھی ہے، یہ
پورا نظام اللہ تعالی اوپر بیٹھے بیٹھے چلاتا ہے، شیطان سے بھی اللہ تعالی پوری حفاظت
کرتا ہے، انسانوں کے مکر وفریب سے اللہ تعالی پوری حفاظت فرماتے ہیں، کانٹا چبھنے
سے اللہ تعالی انسان کی حفاظت کرتے ہیں، جب تک انسان اللہ کا بنا ہوا رہتا ہے۔

فرشتوں کی دعا

میں نے جو آیت کریمہ ابھی پڑھی اس میں اللہ تعالی اسی مضمون کو بیان فرما
تے ہیں آسمان کا ایک اسٹاف ہے جس کو ہم فرشتوں کے نام سے یاد کرتے ہیں، وہ
فرشتے اللہ کے عرش کو اٹھائے ہوئے مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں قرآن پا
ک نے اس دعا کو بھی نقل کیا ہے کہ،، ربنا وسعت کل شیء رحمۃ وعلما
فاغفر للذین تابوا واتبعوا سبیلک وقھم عذاب الجحیم، کہ اے اللہ تو
نے ہر چیز کو اپنی رحمت کے دامن میں سمیٹ کر رکھا ہے ہم تجھ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ

تیرے جو بندے تیری طرف متوجہ ہوتے ہوں تیری راہ میں چلتے ہوں توبہ کرتے ہوں تو ان کو معاف کر دے، اور جہنم کے عذاب سے ان کو بچالے، آپ کو معلوم ہوگا کہ فرشتوں کی مختلف قسمیں ہیں، ان میں سے ایک قسم وہ ہے جو انسان کو کانٹا چبھنے سے اور گڑھے میں گرنے سے، اور کسی کے حملہ کرنے سے بچاتے ہیں، اور وہ فرشتے انسان کی اتنی حفاظت کرتے ہیں کہ اگر کبھی انسان ڈرا ہوا ہوتا ہے اس کا دل گھبرایا ہوا ہوتا ہے تو یہ فرشتے انسان کے دل میں اللہ تعالی کی طرف سے سکون نازل کرتے ہیں۔

بدر میں فرشتوں کی آمد

یاد کرو غزوہ بدر کو کہ اللہ کے رسول ﷺ تین سو تیرہ صحابہ کو لیکر نکلے اور لڑنے کا ارادہ بھی نہیں تھا آپ ﷺ گئے اور سامنے مشرکین کا ٹھاٹھے مارتا ہوا سمندر دکھائی دیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کے حضور دعا مانگی،، **اَللّٰهُمَّ اِنْ تُهْلِکْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا**،، کہ اے اللہ مٹھی بھر جماعت میں لے کر آیا ہوں، اگر آج یہ جماعت ہلاک ہوگئی تو قیامت تک تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا، یہ کلمات حضور ﷺ ناز کے ساتھ کہہ رہے تھے ہم نہیں کہہ سکتے یہ محبت کی بات تھی، اور محبت میں چیلینج ہوتا ہے، حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے یہ سنا تو بازو پکڑ کر کہا کہ یا رسول اللہ بہت دعا ہوگئی، اب بس کیجئے اللہ تعالی نے فوراً آیت پاک نازل فرمائی کہ اے محمد ﷺ کیوں گھبرا گئے ہو، پانچ ہزار فرشتے میں تمہارے صحابہ کی مدد کے لئے اتار رہا ہوں، اور فرشتے آئے فرشتوں نے آکر لڑائی بھی کی اور صحابہ کے دلوں کو مضبوط بھی کیا، فرشتے اس قدر زیادہ آگئے کہ مشرکین کو مسلمان کئی گنا

زیادہ نظر آرہے تھے وہ پیچھے ہٹنے لگے تھے؛ سورہ انفال میں اللہ تعالی نے اس کو یوں بیان فرمایا کہ،، اِذیُوحِیُ رَبُّکَ اِلَی الْمَلائِکَۃِ اَنِّی مَعَکُم فَثَبِّتُوا الَّذِینَ اٰمَنُوا ،، کہ اللہ تعالی نے فرشتوں سے کہا اے فرشتو! جاؤ، میں تمہارے ساتھ ہوں اور تمہارا کام یہ ہے کہ تم مسلمانوں کی ہمت بڑھاؤ، ان کے دلوں کو مضبوط کرو، اللہ تعالی نے فرمایا اے صحابہ کی جماعت! تم مجھ سے مانگ کر تو دیکھو تمہاری ہر طرح کی مدد کروں گا ارشاد ہے،، اِذتَستَغِیثُونَ رَبَّکُمْ فَاستَجَابَ لَکُم اَنِّیُ مُمِدُّکُمْ بِاَلفٍ مِّن الْمَلائِکَۃِ مُردِفِینُ صحابہ اللہ تعالی سے دعا مانگ رہے تھے آج بھی اس کی مدد میں کوئی کمی نہیں ہے ہمیں مانگنا آنا چاہیئے اللہ تعالی آج بھی مدد اتار سکتا ہے۔

فضاء بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اَدر قطار اب بھی

مشرکوں کے لئے شیطان آیا تھا

اور اُدھر مشرکوں کے ساتھ شیطان آیا تھا اور شیطان فرشتوں کو اچھی طرح جانتا تھا اس لئے کہ فرشتوں کی درخواست پر ہی تو وہ آسمان پر گیا تھا اس نے دیکھ لیا کہ سامنے جو لوگ نظر آرہے ہیں یہ محمدی اسٹاف نہیں ہے یہ مدینہ والے نہیں ہے یہ تو کوئی نئے لوگ لگ رہے ہیں، اس نے کہا جس کو قرآن پاک نے دسویں پارہ میں ذکر فرمایا کہ،، اِنِّی اَرَی مَا لاتَرَوْنَ ، میں ایسی طاقت کو دیکھ رہا ہوں جس کو تم لوگ نہیں دیکھ پاتے ہو، میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا وہ چلا گیا۔

شیطان نظر کیوں نہیں آتا؟

آپ کہو گے کہ شیطان تو نظر نہیں آتا اور بہت سے لوگوں کو یہ سوال ہوتا ہے ایک صاحب مجھے انڈیا میں ملے اور کہا کہ مولانا جنات دیکھنے کا بہت شوق ہے کوئی وظیفہ بتلایئے میں نے کہا کہ پہلے بیت الخلاء کا نظم کرو بعد میں وظیفہ بتلاؤں گا قرآن مجید کہتا ہے کہ شیطان تم کو دیکھ سکتا ہے لیکن تم شیطان کو نہیں دیکھ سکتے ، اِنَّهٗ يَرٰاكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَاتَرَوْنَهُمْ ،، کہ شیطان کو تم نہیں دیکھ سکتے ، کیسے؟ اس کو میں مثال سے سمجھاتا ہوں آپ نے ایسی کوچ دیکھا ہو، تو ان کی کھڑکیوں کے جو کانچ ہوتے ہیں ان کے اندر سے باہر کا تو دکھائی دیتا ہے لیکن باہر والوں کو اندر کا دکھائی نہیں دیتا حالانکہ اندر اندھیرا ہوتا ہے پھر بھی اندر سے دیکھ سکتا ہے، اور باہر والا آدمی اگر چہ روشنی میں ہو، اندر والے کو نہیں دیکھ سکتا ہے، اسی طرح آپ اندھیرے میں کھڑے ہیں اور ایک آدمی روڈ پر سے روشنی میں جارہا ہے وہ آپ کو نہیں دیکھ سکتا لیکن آپ اس کو دیکھ سکتے ہیں، امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ بس یہی مثال ہے شیطان اندھیرے میں ہے اور انسان روشنی میں ہے، شیطان کو تو انسان نظر آتا ہے لیکن انسان کو شیطان نظر نہیں آتا۔

اللہ کی مدد

میرے بھائیو! اللہ تعالی جب کسی کی مدد کرنے پر آتا ہے تو معمولی معمولی چیزوں سے بھی مدد کر کے بتاتا ہے ہجرت کا وقت ہے حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ غار کے اندر بیٹھے ہوئے تھے مشرکین تلاش کرتے کرتے پہنچے اور اسی غار کے پاس آکر وہ رک گئے جہاں حضور ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ تشریف فرما تھے، اور وہ مشرکین غار کے منہ پر پیر لٹکا کر بیٹھ گئے ، حضرت ابوبکرؓ نے ان کے

پیرے دیکھ لئے، حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کو جگا کر کہا کہ یا رسول اللہ دشمن یہاں تک پہنچ چکا ہے، اگر یہ لوگ ہم کو دیکھ لیں گے تو ہمارا کیا ہوگا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ،، لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا، ابوبکر گھبرانے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ ہمارے ساتھ اللہ کی مدد شامل حال ہے، اللہ تعالی نے اس وقت فرشتوں کے ذریعہ حضور ﷺ کے دل پر سکون نازل فرمایا لیکن اس وقت اللہ تعالی نے مکڑیوں کو مدد کا ذریعہ بنایا، کہ ان مکڑیوں نے غار کے منہ پر جالا تن دیا انہوں نے سمجھا کہ یہاں تو مکڑیوں کا جالا ہے، اس میں کون ہوگا حالانکہ مکڑی کا گھر بہت کمزور ہوتا ہے خود قرآن نے اس کی کمزوری کو مانا ہے کہ،، وَاِنَّ اَوْھَنَ الْبُیُوتِ لَبَیْتُ الْعَنْکَبُوت ،، کہ سب سے کمزور گھر مکڑی کا گھر ہوتا ہے، مگر اللہ کی طاقت جب کسی چیز کی حفاظت پر آتی ہے تو کمزور چیز کے ذریعہ بھی اللہ تعالی حفاظت فرما دیتے ہیں، اور اگر اللہ تعالی نے اس کی موت لکھی تو کوئی نہیں بچا سکتا۔

فرشتوں کے ذریعہ ہماری حفاظت

اسکے آگے فرمایا کہ: لَہٗ مُعَقِّبَاتٌ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفِہٖ یَحْفَظُو نَہٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ: فرشتوں کی دوسری قسم کی طرف اشارہ ہے فرشتے الگ الگ قسم کے ہیں، بعض فرشتے وہ ہیں جن کا کام اللہ تعالی کے عرش کو اٹھانے کا ہے اور بعض فرشتے وہ ہیں، جن کا کام اللہ کے عرش کا طواف کرنا ہے بعض فرشتے وہ ہیں جن کا کام بارش برسانا ہے بعض فرشتے وہ ہیں جن کا کام وحی لانا ہے لیکن اللہ تعالی نے ہم سب پر بڑی مہربانی فرمائی کہ بعض فرشتوں کو ہماری حفاظت کے لئے مقرر فرمایا جو فرشتے، ہماری حفاظت کرتے ہیں بلکہ بعض کتابوں میں آتا ہے کہ چھوٹا سا بچہ جب چلنا سیکھتا ہے تو اس وقت بھی فرشتہ اس کی حفاظت کرتا ہے کہ کہیں وہ مر نہ جائے کہیں اسے چوٹ نہ

لگ جائے، اسلئے آپ نے دیکھا ہوگا جن لوگوں کے چھوٹے چھوٹے نواسے پوتے ہیں صاف بات قرآن وحدیث کی روشنی میں کہتا ہوں کہ گھر پر جا کر دیکھنا کہ آٹھ دس مہینہ کا بچہ جب زمین پر لیٹتا ہے تو اپنے آپ کو سنبھال کر اپنا سر رکھتا ہے اس کے اندر یہ عقل کہاں سے آئی، چھوٹا سا دس مہینہ کا بچہ ہے اور اس کے اندر اتنی عقل کہاں سے آئی اور جب وہ اٹھنے کی کوشش کرتا ہے تو بہت زیادہ محتاط (care) ہوکر احتیاط کے ساتھ اٹھتا ہے۔

وہ ایک ایک حرکت اپنے اپ کو سنبھال کر کرتا ہے حدیث پاک میں آیا ہے کہ اس کے پیچھے اللہ تعالی نے فرشتہ کو اسکی حفاظت کے لئے مقرر فرما دیا ہے جو اسکی حفاظت کرتے ہیں اسی لئے جب وہ بچہ گرتا ہے تو فرشتہ اسکی حفاظت کرتے ہیں اور اس کا اکسڈنٹ نہیں ہونے دیتے ہیں اس کی زندگی کی حفاظت اللہ تعالی فرشتوں کے ذریعہ فرماتے ہیں چھوٹا بچہ ہے اللہ تعالی اس کی بھی حفاظت فرماتے ہیں اور میرے بھائیو، اللہ تعالی ایک بوڑھے کی بھی حفاظت فرماتے ہیں، اور اللہ تعالی جوان کی بھی حفاظت فرماتے ہیں، عورت کی بھی اللہ تعالی حفاظت فرماتے ہیں۔

حفاظت کا مدار اعمال صالحہ پر ہے

میرے بھائیو۔ اللہ تعالی اپنے ہر بندے کی حفاظت فرماتے ہیں لیکن یہ حفاظت کا معاملہ اس وقت تک ہوتا ہے جب تک کہ بندہ فرشتوں کو خوش کرنے والے اعمال کرتا ہے، اور انکی رضا والے اعمال کرتا ہے، ایک آدمی نے رات کو سوتے وقت اٰیۃ الکرسی پڑھ لی، اور اللہ کی پناہ میں اپنے آپ کو دیدیا، حدیث پاک میں آتا ہے کہ اس کے بعد فرشتے اس کی چارپائی اور اس کے بیڈ کے چاروں طرف سے آ کر کھڑے

ہو جاتے ہیں، اور اس کی حفاظت فرماتے ہیں، موت کے سواء دوسری کوئی مصیبت اس کو نہیں چھو سکتی ،یعنی کہ موت کے سواء کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے اس کی حفاظت نہ ہوتی ہو۔

ہماری حفاظت نہ ہونے کی وجہ

آپ کہو گے کہ ہم پر تو کتنے حالات ہیں ہماری کہاں حفاظت ہو رہی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے فرشتوں کو ویسا ماحول نہیں فراہم کیا جیسا وہ چاہتے ہیں ان کا دل لگنا بھی تو شرط ہے ہم گناہ کریں گے تو ان کا دل نہیں لگتا اور وہ وہاں سے چلے جاتے ہیں، اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ،،اِنَّ الْمَلَائِکَۃَ لَاتَدْخُلُ بَیْتًا فِیْہِ کَلْبٌ وَلَاصُوْرَۃ وَلَا جُنُبٌ،، جہاں فرشتے دیکھتے ہیں کہ یہاں کتا ہے فرشتے وہاں سے چلے جاتے ہیں، جہاں وہ دیکھتے ہیں کہ اس گھر میں کوئی تصویر ہے یا کوئی ناپاک آدمی پڑا ہوا ہے تو فرشتے وہاں سے بھاگ جاتے ہیں فرشتے اس جگہ سے بھی چلے جاتے ہیں جہاں پیاز کی بدبو ہو یا جہاں کوئی ناپاکی ہو۔

واقعہ

آپ ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ کے نیچے پیشاب کا کٹورا پڑا رہ گیا تھا اور ایک روایت میں آتا ہے کہ کتے کا بچہ پڑا رہ گیا تھا اس زمانہ میں بیت الخلاء نہیں تھے ،دور تک جانا پڑتا تھا اس لئے آپ ﷺ نے ایک برتن بنا رکھا تھا رات میں جب زیادہ ضرورت پیش آتی تھی حضور ﷺ اس میں پیشاب فرما لیتے تھے، اور صبح خادم اس کو پھینک دیتے تھے، لیکن ایک مرتبہ وہ پیالہ پڑا رہ گیا

کسی کی اس پر نظر نہیں گئی تو جبرئیلؑ نے آنا بند کر دیا۔
اور حضور ﷺ کو طاقت وحی سے ملتی تھی ہم کو تو طاقت کھانے پینے سے ملتی ہے مگر آپ ﷺ کو وحی سے طاقت ملتی تھی، علامہ سیوطیؒ نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کے پاس حضرت جبرئیلؑ پینتالیس ہزار مرتبہ تشریف لائے، اسی لئے مدینہ منورہ میں ایک دروازہ ہے جس نام ہے باب جبرئیل، اس کو باب جبرئیل اسی لئے کہتے ہیں کہ جبرئیل امین کی آمد اکثر و بیشتر وہیں سے ہوا کرتی تھی، دو تین دن تک حضرت جبرئیلؑ آئے ہی نہیں۔ حضور ﷺ کو فکر دامن گیر ہوئی کہ فرشتہ کیوں نہیں آرہا ہے، میرے حبیب کا کوئی پیغام نہیں آرہا ہے، اور لوگوں نے بھی طعنہ دینا شروع کر دیا کہ یہ محمد کہتے ہیں کہ اللہ میرے پاس وحی بھیجتا ہے اب وحی کیوں نہیں آرہی ہے؟ حضور ﷺ کو اور زیادہ تکلیف ہوتی تھی، ایک مرتبہ پلنگ کے نیچے نظر گئی تو دیکھا کہ یہاں تو پیشاب پڑا ہوا ہے اور ایک روایت کے مطابق کتے کا بچہ پڑا ہوا ہے، اس کو لیجا کر پھینک دیا پھینکنے کی دیر تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فوراً تشریف لائے اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا کہ آپ اتنے دنوں سے کیوں نہیں آرہے تھے حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ، **نَحْنُ مَعْشَرُ الْمَلائِكَةِ لَانَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْب وَلاصُوْرَة وَلَا جُنُبٌ**، ہم فرشتوں کی جماعت کو ایسی چیزوں سے تکلیف ہوتی ہے اس لئے ہم ایسے گھر میں نہیں آتے ہیں جہاں کوئی ناپاکی ہو یا کوئی تصویر ہو یا کوئی کتا ہو۔

ہم نے فرشتوں کو ماحول نہیں دیا

اب ہم دیکھیں ہمارا ظاہر تو گندا ہے ہی، ہمارا باطن بھی ناپاک ہے ہمارا دل ناپاک ہے ہمارے دل میں ایک دوسرے کے لئے گندگیاں، کدورتیں غیبت

،چغلی ، مال اور دولت کی محبت اور اس طرح کی برائیاں عام ہیں ، مال کمانا برا نہیں ہے لیکن اس کی محبت کو دل میں بسانا برا ہے جب اتنی ساری برائیاں اس میں موجود ہیں تو فرشتے کیسے آئیں گے؟ فرشتوں کو آب وہوا راس آئیگی تو ہی فرشتے آئیں گے ورنہ نہیں ، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اگر کوئی ملٹری کہیں جاتی ہے وہاں کی آب وہوا ان کے مزاج کے موافق ہوئی تو ٹھیک ، ورنہ ان کو واپس بلالیا جاتا ہے،ہم نے فرشتوں کو وہ ماحول ہی نہیں دیا جس سے فرشتے ہمارے قریب آئیں ہم اللہ کے رسول ﷺ کی سنتوں پر عمل کریں گے تو فرشتے کو دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ یہاں میں رہ سکتا ہوں کوئی آدمی نمازی ہے کوئی آدمی اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہے تو فرشتوں کو خوشی ہوتی ہے اور اتنی خوشی ہوتی ہے کہ جب کوئی بندہ اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہے تو فرشتے خود بخود آجاتے ہیں مسلم شریف کی روایت میں آیا کہ،مَاجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِّنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ ،، کہ جہاں کہیں بیٹھ کر کوئی قوم اللہ کے کتاب کی تلاوت کرتی ہے اس کی کتاب کو سمجھاتی ہیں تو فرشتے اس مجلس کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں۔

فرشتے دین کی جگہ آتے ہیں

اگر آدمی استقامت کے ساتھ اللہ کا ہو جاتا ہے تو قرآن بھی کہتا ہے کہ اس پر فرشتے نازل ہونگے چوبیسویں پارے میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ،،اِنَّ الَّذِينَ قَالُو ارَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلائِكَةُ ،فرشتے اس مجلس

کو ڈھانپ لیتے ہیں، پتہ چلا کہ ایسی مجلسوں کو فرشتے خود گھر لیتے ہیں، اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ وہ لوگ جنہوں نے مجھے رب مان لیا اور پھر وہ اس پر جمے رہیں تو ان پر رحمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں، اور ان کے دلوں پر ایسا الہام کرتے ہیں یہ کہکر کہ تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے، اور کیسے عجیب وغریب طریقہ سے اللہ تعالی نے فرمایا۔ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنيا وَفِي الآخرَةِ، کہ ہم تمہارے قریب ہیں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، یعنی ہم تمہارے مددگار ہیں، اور ایک جگہ پر اللہ نے فرمایا کہ،، اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوا،، کہ اللہ متقیوں کے ساتھ رہتے ہیں، اور اللہ جن کے ساتھ ہوتا ہے ان کو بڑا انعام ملتا ہے اللہ تعالی نے دنیا ہی میں بتلا دیا،، وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ کہ دنیا میں تم جس چیز کا بھی دعوی کرو گے جس چیز کی بھی تم خواہش کرو گے وہ سب تمہیں مل جائے گا اس لئے کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے مہمانی ہوگی نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيم ،،

فرشتوں کی طاقت

اور فرشتوں کے پر بہت بڑے بڑے ہوتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھنے کی خواہش ظاہر کی تھی تو اللہ تعالی نے دو مرتبہ دکھلایا اس کے علاوہ حضرت جبرئیلؑ کسی صحابی کی شکل میں آیا کرتے تھے اکثر وبیشتر حضرت دحیہ کلبیؓ کی شکل میں آیا کرتے تھے، ان کے بازو بہت بڑے بڑے تھے طائف کے سفر میں فرشتوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے درخواست کی تھی کہ یا رسول اللہ اجازت ہو تو پوری طائف بستی کو اپنے بازووں میں لپیٹ لیں مگر اللہ کے رسول

ﷺ نے اجازت نہیں دی، اسی طرح قوم لوط نے جب برے اعمال کیئے تو فرشتوں نے قوم لوط کی پوری آبادی کو اپنے پر کے کونے پر اٹھایا تھا۔
بہرحال فرشتوں کی اس مدد کو حاصل کرنے کا ہمیں طریقہ آنا چاہیئے، قرآن پاک نے دوسری جگہ اور واضح انداز میں کہا کہ، وَاِنَّ عَلَيۡكُمۡ لَحٰفِظِيۡنَ كِرَامًا كَاتِبِيۡنَ،، کہ تمہاری حفاظت کے لئے فرشتے مقرر ہیں بلکہ یہاں تک آیا ہے کہ جب آدمی نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو ایک طرف فرشتہ ہوتا ہے اور دوسری طرف شیطان ہوتا ہے، شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ انسان کی نماز کو بگاڑ دے لیکن فرشتہ اس کو دھتکار دیتا ہے فرشتے کی طاقت کے سامنے شیطان کی طاقت کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتی، شیطان ڈر جاتا ہے لیکن وہ فرشتہ اس کو کب ہٹائے گا جب کہ فرشتہ وہاں موجود ہو، ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارے پاس فرشتے آتے ہی نہیں، اس لئے کہ ہم لوگ گندگیوں میں پڑے رہتے ہیں پیشاب سے ہم لوگوں میں حفاظت نہیں، ہمارے منہ میں سے بدبو آتی ہے۔

ایمانی پاور رعب پیدا کرتا ہے

مسواک کا حکم اسی لئے ہے کہ فرشتوں کو سکون ملتا ہے اور مسجد میں خوشبو کے ساتھ آنے کا حکم اسی لئے ہے کہ فرشتوں کو اس کے ذریعہ سکون ملتا ہے ان کو خوشبو سے خوشی ہوتی ہے، اور جب فرشتہ کسی کا ہو جاتا ہے تو اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا دنیا میں ایسی مثالیں ہیں کہ ایک آدمی نہتہ ہے، اس کے پاس کوئی اوزار نہیں ہیں، لیکن فرشتے اس کے حفاظت میں ہیں، دنیا کی مجال نہیں کہ اس کا بال بانکا کر سکے، کوئی کچھ نہیں کر سکتا بلکہ اللہ تعالی ایسے لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دیتا ہے، اور اللہ دشمنوں کے دلوں میں رعب اسی

وقت ڈالتا ہے جب آدمی کے ایمان کا پاور زیادہ ہو، اور سامنے والے کے دل میں اللہ تعالی اس وقت رعب ڈالتا ہے جب کہ سامنے والے دل میں خدا کا خوف نہ ہو، چنانچہ ایک مقام پر ارشاد ہے، سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا بِاللَّهِ، قرآن پاک کی روشنی میں یہ ایک عجیب وغریب بات میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ وہ آدمی بہادر نہیں ہوسکتا جو مومن نہ ہو بلکہ مومن بہادر ہوتا ہے، مومن سامنے سے حملہ کرتا ہے جبکہ غیر مومن پیچھے سے حملہ کرتا ہے، اوپر سے بم برساتے ہیں، وہ زمینی جنگ کبھی نہیں کریں گے، اس لئے کہ اُنہیں ڈر لگتا ہے قرآن پاک نے پہلے ہی کہہ دیا کہ کافروں کے دلوں میں رعب پیدا ہو جاتا ہے، صحابہ کرام کا کیا حال تھا، اللہ تعالی نے اسی ایمان کی برکت سے ان کے اندر کتنی زیادہ بہادری پیدا فرمائی۔

ایمان مضبوط کریں

آج ہم اپنے اندر بھی اسی ایمان کی برکت سے بہادری پیدا کر سکتے ہیں، لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ ہم اپنے اندر اللہ کا تعلق مضبوط کریں، اللہ تعالی کی محبت پیدا کریں، اس لئے کہ حدیث پاک میں اعلان ہے کہ، مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ، جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے، اللہ اس کو دنیا کی تمام چیزوں سے بے پرواہ کر دیتے ہیں، اور اس کی زندگی کو سکون کے ساتھ گزارتے ہیں، اور اس کے ذہن ودماغ پر کسی قسم کا ٹینشن نہیں ہوگا یہی وجہ تھی کہ اللہ کے رسول ﷺ کے اس دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کوئی سکون سے سفر نہیں کر سکتا تھا لیکن جب حضور ﷺ تشریف لائے اور ایمان کی لہر کو آپ نے پورے جزیرۃ العرب کے اندر پھیلا دیا اسی کا

نتیجہ تھا کہ ایک عورت نے تن تنہا دور دراز کا سفر کیا کوئی اس کو ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی اس کے مال کی طرف للچائی نظریں اٹھاتا تھا اسلام تو امن سکھاتا ہے اسلام سلامتی سکھاتا ہے جس کو فرمایا، فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ الَّذِي اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ. عبادت کرو کعبۃ اللہ کے رب کی جس نے تمہیں کھلایا اور خوف سے تم کو نجات دی۔

ہمیں اپنے آپ کو بدلنا ہوگا

بہر حال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالی نے ایمان والوں کی حفاظت کے لئے فرشتوں کو مقرر فرمایا ہے جو ہماری باری باری حفاظت کرتے ہیں اس کے بعد ہی اللہ تعالی نے فرمایا کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ، کہ اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا ہے جب تک کہ وہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدل دے، ہمیں دنیا کے نقشوں سے نکل کر خالق کے نقشوں میں کامیابی تلاش کرنی پڑے گی، تب ہی ہم کامیاب ہو سکتے ہیں، اور اگر کوئی قوم اللہ کے علاوہ دوسری چیزوں میں سہارا تلاش کرتی ہے تو اللہ تعالی بھی فرماتے ہیں کہ جاؤ، وہیں سہارا تلاش کرو، جہاں تم تلاش کر رہے تھے جب کوئی قوم خود اپنی حالت کو بدلتی ہے برائی کے راستے سے ہٹ جاتی ہے تو اللہ بھی اس کی مدد فرماتے ہیں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ یہی کہہ کر گئے ہیں کہ۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

اور خدا تعالی نے ایک صاف اعلان کر دیا کہ وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ،، جب اللہ تعالی کسی قوم کے اوپر عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو اس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

اللہ تعالی انسان سے بہت قریب ہیں

اللہ تعالی انسان کے بہت قریب ہیں بلکہ نویں پارہ میں تو اللہ تعالی نے فرمایا کہ،، اِنَّ اللّٰہَ یَحُوۡلُ بَیۡنَ الۡمَرۡءِ وَقَلۡبِہٖ ،، ایک انسان ہے اور ایک اس کا دل ہے دونوں جڑے ہوئے ہیں انسان اور دل ایک ہی ہیں لیکن قربت کو بتلانے کے لئے اللہ تعالی فرماتے ہیں ہم انسان اور اس کے دل کے درمیان حلول کرتے ہیں اس کو مثال سے سمجھاؤں کہ ایک کاغذ کو جب دوسرے کاغذ کے ساتھ چپکانا ہوتا ہے تو درمیان میں گوند لگاتے ہیں تاکہ چپک جائے اب آپ بتلایئے دونوں کاغذ کے درمیان قریب کون ہے کاغذ ہے یا گوند؟ گوند ہے، بس اسی طرح سمجھ لیجئے کہ انسان کے دل اور انسان کے درمیان اللہ کی ذات رہتی ہے انسان جب کوئی ارادہ کرتا ہے کہ میں فلاں کام سو فیصد کروں گا لیکن وہ نہیں یہ سوچتا کہ بیچ میں اللہ کی طاقت کارفرما ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کسی نے پوچھا کہ تم نے اللہ تعالی کو کیسے پہچانا فرمایا کہ،، عَرَفۡتُ رَبِّیۡ بِفَسۡخِ الۡعَزَائِمِ ۔

کہ میں نے پکے ارادوں کے ٹوٹنے سے اللہ تعالی کو پہچانا ہے، کبھی کبھی انسان پکا ارادہ کر لیتا ہے کہ سفر کرنا ہے پیسے بھی تیار ہے، گاڑی بھی تیار ہے، صحت بھی ہے، لیکن آدمی سفر نہیں کر پاتا ہے، اس لئے کہ اس کے پیچھے کوئی طاقت کارفرما ہے۔ یہ اللہ کی طاقت ہے بلکہ ایک روایت میں آیا کہ، اِنَّ الۡقَلۡبَ بَیۡنَ اِصۡبَعَیۡنِ مِنۡ اَصَابِعِ الرَّحۡمٰنِ یُقَلِّبُھَا کَیۡفَ یَشَآءُ، انسان کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے بیچ میں ہے اللہ اس دل کو جدھر چاہے گھماتے ہیں جیسے کہ قلم کوئی دو انگلیوں کے درمیان پکڑے تو وہ اس کو جیسے چاہے گھماتا ہے

کبھی اوپر کبھی نیچے کبھی دائیں کبھی بائیں، انسان اللہ تعالی کے ساتھ جتنا تعلق مضبوط کرے گا اللہ تعالی انسان کی اتنی ہی حفاظت کرے گا، اور ہر اعتبار سے اس کی حفاظت فرمائے گا اور دنیا کے اندر بھی اس کی حفاظت کے وعدے ہیں اور آخرت کے اندر بھی اس کے لئے رضا و مغفرت کے وعدے ہیں۔

آیۃالکرسی کی برکت

یہی انسان رات میں سوتے وقت آیۃ الکرسی چاروں قل پڑھ کر سوئے تو موت کے علاوہ کسی کی ہمت نہیں ہوسکتی کہ رات میں اس کے قریب آئے، اور یہ چیز خود حضور اکرم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کو سکھائی حضرت ابو ہریرہؓ کو حضور اقدس ﷺ نے کسی جگہ پر اناج جمع کرنے لئے بھیجا تھا حضرت ابو ہریرہؓ جمع کرتے تھے اور رات میں کوئی چوری کر کے چلا جاتا تھا ایک دن ہوا، دو دن ہوئے حضرت ابو ہریرہ ایک مرتبہ جاگے وراس کو پکڑ لیا۔

اس نے کہا کہ تم مجھے محمد کے پاس لے جاؤ گے میری حالت بری ہوگی تم مجھ کو چھوڑ دو میں تم کو ایک تعویذ بتلاتا ہوں اور وہ ایسا تعویذ ہے کہ اگر تم اس کو پڑھ لیا کرو گے تو میں تو کیا مجھ سے بھی بڑا چور تمہارے قریب آنے کی ہمت نہیں کرے گا حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا وہ تعویذ کیا ہے اس نے کہا کہ آیۃ الکرسی پڑھ کر سویا کرو اس لئے کہ وہ بھی جانتا ہے کہ آیۃ الکرسی میں ایک آیت ہے،، **لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ**، کہ اے اللہ تو ہمیشہ زندہ ہے تجھے کبھی نیند کا جھونکا بھی نہیں آتا تو ہر دم میری حفاظت کرسکتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ بندے جیسا تو نے مجھ پر بھروسہ کیا میں تیرے بھروسے پر پورا اتروں گا اللہ تعالی اس

کی حفاظت فرماتے ہیں میرے بھائیو! اللہ تعالی ہر دم ہماری حفاظت کرتے ہیں اس لئے ہم لوگوں کو ہر دم فرشتے والے ماحول میں رہنا چاہیئے۔

ذکر اللہ کی عادت بنائیں

اللہ کا ذکر کریں دلوں کا سکون اور اطمینان اللہ کے ذکر سے ہی وابستہ ہے اور ذکر یہ ہے کہ آدمی صبح شام اللہ کو یاد کرے اس کی تسبیحات کو گنگنائیں،،

تیسرا کلمہ پڑھیں۔ **سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ، واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا با للہ العلی العظیم،،** پڑھیں۔

بلکہ ایک روایت میں تو **لاحول ولا قوۃ الا با اللہ** کو جنت کا خزانہ کہا گیا ،اور اللہ کا ذکر یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو بجالانا اور جن کاموں سے اللہ تعالی نے روکا ہے ان سے اپنے آپ کو بچانا یہ بھی اللہ کا ذکر ہے ہر کام بسم اللہ سے شروع کرے یہ بھی اللہ کا ذکر ہے، سیدھے ہاتھ سے کام کرنا یہ بھی اللہ کا ذکر ہے، نماز بھی ذکر ہے، بلکہ ایک بات مجھے یاد آرہی ہے کہ تمام عبادات کی مشروعیت اللہ کی یاد کے لئے ہی ہوئی ہے، کوئی عبادت اگر ایسی ہو کہ اس میں اللہ کی یاد نہ ہو تو بیکار ہے، اسی لئے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے اللہ تعالی نے فرمایا کہ،، **اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی** ،کہ اے موسی میری یاد کے لئے نماز قائم کرو، تسبیحات کی پابندی کریں، استغفار کی کثرت کریں،، **استغفر اللہ استغفر اللہ** ،، کہیں، پورا استغفار اس طرح ہے ،، **اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّی مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ** ،اور ایک سید الاستغفار بھی ہے، **اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِی وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ**

وَوَعدِکَ مَا استَطَعتُ ،اَعُوذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعتُ وَاَبُوءُ بِذَنبِی فَاِنَّهٗ لَا یَغفِرُ الذُّنُوبَ اِلَّا اَنتَ .

ترجمہ: اے اللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ،تو نے ہی مجھ کو پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں، اور جتنا مجھ سے ہو سکے میں تیرے وعدے پر قائم ہوں، میں اس گناہ کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو میں نے کیا، اور میں اپنے گناہوں کا اقراری مجرم ہوں، تو مجھے معاف فرما، اس لئے کہ تیرے علاوہ کوئی معاف نہیں کرسکتا۔ اس استغفار کو کثرت سے پڑھے اس کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔

پاک صاف رہیں

اسی طرح ایک اور بات جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ پاک رہنے کی آدمی ہر وقت کوشش کرے اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہ پاکی آدھا ایمان ہے پاک صاف رہنا بھی ایمان ہے، آج ہمارا یہ حال ہے کہ گھر گندے ہیں کپڑے گندے ہیں، بہت سے لوگ گندے کپڑے پہنتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ سادگی ہے، یہ غلط بات ہے، اس لئے کہ سادگی صفائی کو مانع نہیں ہے، آدمی صاف ستھرا رہ کر بھی سادہ مزاج رہ سکتا ہے، آج کل ہمارا حال یہ ہے کہ جو علاقہ جتنا گندہ ہوتا ہے سمجھ لیا جاتا ہے کہ یہ علاقہ مسلمانوں کا ہے، پلاٹنگ کا ڈیمانڈ مسلمانوں کے علاقہ میں بہت کم آتا ہے، اس لئے کہ ہم صفائی نہیں رکھتے ہیں، اور میرے بھائیو جتنا ہو سکے باوضو رہے، اس سے روحانیت پیدا ہوتی ہے، اس کی مستقل برکتیں ہیں، الہامات ہوتے ہیں عبادات کی حلاوت نصیب ہوتی ہے، اور اگر غسل کی نوبت آئے تو فوراً غسل کرلے کبھی کبھار تاخیر ہو جائے تو ایک بات

ہے،لیکن یہ بات بہت بری ہے کہ رات بھر ناپاکی کی حالت میں پڑے رہے،اگر اس درمیان میں موت آگئی تو آدمی اس دنیا سے ناپاک جاتا ہے،اور اگر وہ ناپاک ہی گیا تو ناپاک روح کو لینے کے لئے جنت کے فرشتے کیسے آئیں گے اپنے گھروں میں بھی پاک رہنے کی تلقین کرو،بچوں کو بھی پاک رکھو،گھروں میں بدبو نہیں ہونی چاہیئے،ظاہری او باطی بدبو سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کریں،اگر بدبو ہوتی ہے فرشتے ناراض ہوتے ہیں،اور شیاطین خوش ہوتے ہیں،اسی لئے تو قرآن پاک نے کہا کہ،،اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ، ،جولوگ پاک رہتے ہیں اللہ تعالی ان کو پسند کرتا ہے،اور اللہ تعالی ان سے محبت کرتا ہے،اور جب محبت کرتا ہے تو مقربین میں سے بھی بناتا ہے اللہ تعالی ہم سب کو پاک صاف رہنے کی اور اپنی مرضیات کے مطابق کام کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وبارک وسلم

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

پارہ نمبر پانچ کے سورہ نساء میں قرآن کریم کہتا ہے ،وَیَسْتَفْتُونَکَ فِی النِّسآءِ ،اے محمد ﷺ یہ صحابہ عورتوں کے بارے میں آپ سے فتوی پوچھ رہے ہیں،عورتوں کے مسائل کو اسلام نے اتنی اہمیت دی کہ ان کے بارے میں فتوی حضور ﷺ سے پوچھا جا رہا ہے،لیکن فتوی بتا رہا ہے اللہ،عورتوں کی قیمت کا اندازہ لگائیے اللہ تعالی نے فرمایا، قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِیْھِنَّ ،،اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ اللہ فتوی دے رہا ہے عورتوں کے بارے میں، پتہ چلا کہ اسلام میں عورتوں کی فکر کی گئی ایک مقام پر فرمایا کہ۔ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّی لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِنْ بَعْضٍ ، اللہ تعالی نے دعا قبول کر لی اور اعلان فرمایا کہ میں کسی کے بھی عمل کو ضائع نہیں کرتا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعلیم نسواں کی اہمیت اور اس کی برکتیں

حضرت کا یہ خطاب عام شہر جالنہ میں بروز جمعرات بعد نماز عشاء بتاریخ۔ ۲۵۔نومبر۔ ۲۰۱۰۔کو مدرسہ عربیہ فیض القرآن و مدرسہ عربیہ فاطمۃ الزہراءؓ کے افتتاحی پروگرام کی مناسبت سے ہوا تھا، جس میں حضرت والا نے باوجود علالت کے طویل سفر کی صعوبت برداشت کی اور ایک جامع خطاب فرمایا جس کا تأثر شہریوں پر کافی دنوں تک چھایا رہا۔

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيأت اعمالنا من يهده الله فلامضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لااله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان سيدنا ومولانا ومرشدنا وقائدنا ومعلمنا محمدا عبده ورسوله صلى الله تبارك وتعالى عليه وعلى اٰله واصحابه وازواجه وذرياته وبارك وسلم تسليما كثيرا

،امابعد فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم ،اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُومِنِینَ وَالْمُومِنَاتِ وَالْقَانِتِینَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِینَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِینَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِینَ فُرُوجَهُم وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِینَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذَّاكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیمًا ،وقال تَعَالٰی یَآاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا قُوا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَیْهَا مَلآئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّایَعْصُونَ اللّٰهَ مَا اَمَرَهُم وَیَفْعَلُونَ مَا یُؤْمَرُونَ؛ .صدق الله العظیم وصدق رسوله النبی الامی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد لله رب العالمین ؛۔

معزز اساطین علم وفضل علماء کرام، قابل قدر مفکرین ملت اسلامیہ، بزرگان دین نوجوان بھائیو، اسلامی تابناک مستقبل کے درخشندہ ستارو، جو مجھے معصوم بچوں کی شکل میں نظر آرہے ہیں اور پس پردہ بیٹھ کر سننے والی خواتین اسلام

لطیفہ

اس سے پہلے جالنہ میں میری حاضری ایک مکتب کے افتتاح کے سلسلہ میں ہوئی تھی اسی وقت اس ادارہ کے ذمہ داروں نے تاریخ لی تھی میں اس وقت وعدہ کر چکا تھا، پھر بقرعید کے بعد مسلسل کچھ اسفار مزید کچھ مصروفیات رہی ،جس کے نتیجہ میں بیماریاں لاحق ہونے کی بنا پر میں یہ چاہ رہا تھا بلکہ سوچ لیا تھا کہ اپنا یہ سفر ملتوی کردوں

مگر ہمارے شاگردوں نے بہت اصرار کیا اور بطور لطیفہ کے یہ بات کہوں جس سے شاید میری طبیعت بھی کھل جائے اور آپ کو بھی اس میں کچھ لطف اندوزی ہو، کہ دنیا میں تین ہٹیں تین ضدیں ایسی ہیں جو کسی بھی طرح پوری کرنی پڑتی ہیں، تین لوگ ایسے ہیں جو کسی بھی طرح اپنی ضدیں پوری کروا کے رہتے ہیں، استری ہٹ، باڑ ہٹ اور راج ہٹ، استری ہٹ یعنی عورت کی ضد، عورت کسی بھی طرح اپنی ضد پوری کروا کے رہتی ہے، وہ اگر چاہے تو حکومت کو اجاڑ دے اور اگر وہ چاہے تو حکومت کو سنوار دے۔

اللہ کرے کہ ہماری عورتوں کو اسلامی ضد منانے کا جذبہ پیدا ہو جائے، اور دوسری ہٹ بادشاہ کی ہوتی ہے بادشاہ جو ٹھان لیتا ہے وہ پورا کر کے رہتا ہے وہ اگر یہ کہے کہ مجھے یہ عمارت گرا دینی ہے وہ اگر یہ کہے کہ مجھے یہ پورا شہر اُجاڑ دینا ہے تو پھر وہ اپنی ضد پوری کر کے رہتا ہے چاہے پھر کچھ بھی ہو جائے اسے راج ہٹ کہتے ہیں، اور تیسری ضد ہے جس کا میں آج شکار ہوا ہوں۔ وہ ہے باڑ ہٹ یعنی بچوں کی ضد، بچوں کی ضد بھی پوری کرنی پڑتی ہے، ان بچوں نے اتنا اصرار کیا اور کہا کہ مولانا دوا لیجئے لیکن آیئے بہر حال یہ بچوں کی ضد ہے، بچے اپنی ضد پوری کروا کے رہتے ہیں۔

لطیفہ

اکبر بادشاہ کے یہاں ایک حاضر جواب وزیر بیربل تھا، بیربل کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا بہت پیارا خوبصورت بچہ تھا اور وہ بچہ اکبر کو بہت پسند تھا، اکبر نے حکم صادر کیا کہ یہ بچہ جو بھی مانگے جو بھی مطالبہ کرے اس کا مطالبہ پورا کرنا پڑے گا چاہے تم مجھ

سے اس کی قیمت وصول کرو بیربل اس کی ہر ضد پوری کرتا تھا ایک مرتبہ وہ بچہ بہت رورہا تھا بیربل اس کو کندھے پر بٹھا کر لایا اکبر نے کہا کہ میں نے کہا تھا کہ اس بچہ کا ایک آنسو بھی مت گرنے دینا اس کی ہر ضد پوری کرنا یہ بچہ آج کیوں رورہا ہے بیربل نے کہا بادشاہ سلامت یہ بچہ صبح سے ضد کررہا ہے اوراس کی ضد ایسی ہے کہ کوئی اس کو پورا کرہی نہیں سکتا وہ یہ ٹھان کر بیٹھا ہے کہ سوئی کے سوراخ میں سے ہاتھی کو گزار کر بتاؤ ، پلاسٹک کا ہاتھی بھی سوئی کے سوراخ میں سے نہیں گزرسکتا چہ جائیکہ بڑا ہاتھی اس میں سے گزرے تو یہ باڑ ہٹ بچہ ضد ہوتی ہے جس کے سامنے اچھوں اچھوں کو مجبور ہوجانا پڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مصلحین کو پیدا فرماتے ہیں

خیر میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے حدیث پاک میں جناب نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں، **اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ عَلٰی کُلِّ رَاسِ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَھَا دِیْنَھَا** ، کہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال پر ایسے لوگ پیدا فرمائیں گے جو دین اسلام کی تجدید کرتے رہیں گے دیکھئے! سرکار حضرت محمد رسول للہ ﷺ نے اس امت کو ایک ڈھارس بندھائی، کہ میری امت پر گمراہیوں کا دورتو آئے گا، جہالت کا ایک دور آئے گا جہالت کی آندھیوں سے میری امت وقتاً فوقتاً گزرتی رہے گی ،لیکن **لَاتَجْتَمِعُ اُمَّتِی عَلَی الضَّلَالَۃِ** ، میری امت کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں ہوگی ،اب دونوں حدیثوں کو جمع کریں تو پتہ چلتا ہے کہ میری امت گمراہی پر کبھی بھی جمع نہیں ہوگی بلکہ جب اس کے اندر گمراہی جنم لے گی تو ہر سو سال پر اللہ تعالیٰ کچھ ایسے لوگ

پیدا فرمائیں گے، جو دین کی ان حقیقتوں کو واضح کریں گے جن پر پردہ پڑ چکا ہے، ان کی تجدید کریں گے علماء حضرات توجہ دیں کہ، مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا ، میں مَنْ عموم کے لئے ہے، بہت سے لوگوں کو مغالطہ ہو گیا ہے کہ، مَن، سے مراد کوئی ایک ہی مجدد ہے یہ غلط ہے بلکہ اللہ تعالیٰ ہر سو سال پر پیدا کرتے ہیں ہمارے یہاں بچوں کو پڑھایا جاتا ہے کہ ، مَنْ وَمَا لِلْعُمُومِ وَیَحْتَمِلَانِ الْخُصُوص، دیکھو دین کو کبھی مٹایا نہیں جا سکتا، اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ ، مَنْ یُّحْیِی لَهَا دِیْنَهَا ، کہ اللہ تعالیٰ ایسے افراد پیدا فرمائیں گے جو دین کو زندہ کریں گے ایسا نہیں فرمایا، اس لئے کہ اس صورت میں یہ کہنا پڑے گا کہ دین ختم ہو جائے گا، اور وہ لوگ آ کر اس دین کو زندہ کریں گے جب کہ دین کبھی مر نہیں سکتا، بلکہ فرمایا کہ، مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا ، کہ وہ لوگ اس دین پر پڑے ہوئے غبار کو ہٹائیں گے جو پردہ پڑ گیا ہے اس کو ہٹائیں گے۔

اور ایک بات یاد آئی کہ سنت کو مٹایا جا سکتا ہے، اسی لئے وہاں پر فرمایا کہ، مَنْ اَحْیٰ سُنَّتِی عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِی فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ شَهِیْدٍ ، سنت کے بارے میں فرمایا کہ جو میری سنت کو زندہ کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اس میں زندہ کرنے کا لفظ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ سنت کو مٹایا جا سکتا ہے۔

لیکن جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے جس دین کی تکمیل فرمائی، اس دین کو کوئی مٹا نہیں سکتا، جس کو اس طرح فرمایا کہ، اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِی وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ، اس

دین کوئی نہیں مٹا سکتا ہے، ہاں بعض لوگ اس دین پر پردہ ڈالکر اس پر میل کچیل لگا کر اس پر بدعتوں کا زنگ لگا کر اس پر کچھ ناشائستہ حرکتیں، خرافات تحریفات تزویرات اور ضلالت کے پردے چڑھا کر اس دین کو اندر دبانے کی کوشش تو کریں گے، لیکن اللہ رب العزت اپنے کچھ چنندہ افراد کو پیدا فرماتے رہیں گے جو اس دین کو نیا کرتے رہیں گے، پاسپورٹ کو رینیو کرنا پڑتا ہے، لائسنس کو بھی رینیو کرنا پڑتا ہے، ایسے ہی اس دین کو رینیو کرنے والے لوگ اللہ تعالی پیدا فرماتا رہے گا، ہر ملک میں ہر شہر میں ہر دیہات میں، ہر کنٹری میں ہر سماج میں اور ہر معاشرہ میں اللہ تعالی پیدا فرماتے رہیں گے، اللہ تعالی مبارک کرے آپ کے شہر جالنہ کو، کہ ماضی قریب کے کچھ سالوں سے اللہ تعالی نے اپنے منتخب اور چنندہ افراد کو دین کی تجدید کی فکر نصیب فرمائی، کسی نے مسجد کی لائن سے فکر کی، کسی نے مکتب کی لائن سے فکر کی، کسی نے تعلیم نسواں کی لائن سے امت کے اندر ایک جاگروتی اور بیداری پیدا کرنے کی کوشش کی، یہ اللہ تعالی کا بہت بڑا احسان ہے یہ اس کا فضل اور کرم ہے۔

معاشرہ کی اصلاح عورتوں سے ہوتی ہے

آج کا جو پروگرام ہے میں سمجھتا ہوں یہ اصلاح معاشرہ کا مغز ہے آمدم برسر مطلب اب میں اپنے مطلب پر آرہا ہوں، آپ نے بہت مرتبہ سنا ہوگا کہ اصلاح معاشرہ کا پروگرام ہو رہا ہے، اصلاح معاشرہ کا جلسہ ہو رہا ہے میں عرض کررہا ہوں کہ معاشرہ کی ابتداء عورتوں سے ہوتی ہے، اور معاشرہ کی اصلاح عورتوں سے ہوتی ہے معاشرہ عورتوں سے ہی بنتا ہے اور اس کا ثبوت یہ کہ قرآن پاک نے لفظ

معاشرہ عورتوں کے مضمون کے سلسلہ میں ہی ارشاد فرمایا، وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، عورتوں کے ساتھ تم اچھے طریقہ سے رہو، عورتوں کے ساتھ کی معاشرت ان کے ساتھ کا سلوک، اوران کے ساتھ کا برتاؤ اچھے طریقہ سے کرو، علماء جانتے ہیں عربی میں خاندان کو عَشِیْرَۃٌ بولا جاتا ہے، اس کی جمع عَشَآئِرُ آتی ہے اور خاندان عورت کے بغیر نہیں بن سکتا۔

اسی لئے تو اللہ تعالی نے اپنے نظام خلافت کو چلانے کے لئے دنیا میں حضرت آدمؑ کے ساتھ ساتھ حضرت حواؑ کو بھی اتارا، اور باوا کو ڈھونڈھنے جانا پڑا تھا دادی اماں کو ،اور عرفات میں ایک دوسرے کی پہچان ہوئی تھی اسی لئے اس میدان کا نام عرفات ہے عربی میں عَرَفَ، کا معنی پہچاننا ہوتا ہے، اور دونوں کی ملاقات میدان عرفات میں جبل رحمت پر ہوئی تھی اور یہ سب کے لئے رحمت بنی کہ اس جبل رحمت پر دادا دادی کی ملاقات ہوئی تو یہ پوتروں کا وجود ہوا، پھر دادی کا انتقال جدہ شہر میں ہوا، اسی لئے اس شہر کا نام جدہ ہے، عربی میں جَدَّۃُ کہتے ہیں دادی کو، اس لئے کہ وہاں دادی جان ہے، ہم اور آپ تو کہتے ہیں جِدَّۃُ جیم کے کسرہ (زیر) کے ساتھ، یہ غلط ہے صحیح لفظ ہے جَدَّۃُ، جَدٌّ کا معنی ہے دادا، اور جَدَّۃُ کا معنی ہے دادی۔

عورت پڑھی خاندان پڑھا

بہر حال میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ معاشرہ کی ابتداء عورت سے ہوتی ہے، عورت کے بغیر معاشرہ کا تصور نہیں ہوسکتا، آپ کتنے ہی بڑے مالدار بن جائیں کتنے ہی پیسے بنالیں، کتنا ہی بڑا مکان بنالیں لیکن انسان کے دل میں اولاد کی چاہت ہوتی

ہے، انسان کے دل میں چاہت ہوتی ہے خاندان کی، انسان کے دل میں سماج کی چاہت ہوتی ہے، اوراس سماج کے بنانے کے لئے سب سے بڑی ضرورت عورت ہے عورت کومرد کے ساتھ جوڑنا پڑے گا، مردعورت کے ساتھ جڑے گا تب جاکراولاد پیداہوگی، نسل پیداہوگی اورپھرایک معاشرہ کی تشکیل دی جائیگی اوراس کی اصلاح کی کوشش کی جائیگی، اب سمجھئیے کہ معاشرہ کی اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک کہ عورت کی اصلاح نہ ہو، اس لئے کہ عورت سدھری تو پورا معاشرہ سدھر گیا، اورعورت بگڑی تو پورا معاشرہ بگڑا۔

ہمارے بزرگوں میں حضرت مولانا پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی دامت برکاتہم ہیں ان کی کتابیں ضرور پڑھنی چاہئیے وہ فرماتے ہیں کہ اگرآپ نے مردکو پڑھایا لڑکے کو پڑھایا تو آپ نے ایک ہی منبر کو پڑھایا، ایک ہی فرد کو پرھایا، لیکن اگرآپ نے ایک عورت کو پڑھایا تو گویا آپ نے دوخانداوں کو پڑھایا۔ ایک تو اس خاندان کو جس خاندان میں اس نے جنم لیا ہے جس خاندان میں اس کی نشو ونما ہورہی ہے اور پھر یہی عورت بہو بن کر جائے گی تو اس خاندان کی بھی اصلاح کا ذریعہ بنے گی پھر اس کا نام ہوم منسٹر کا دیا جائے گا اور منسٹر کی سب کو ماننی پڑتی ہے جیسا کہ میں نے ابھی کہا استری ہٹ، عورت اگرضد پرآجائے تو مغل بادشاہوں کواپنی سلطنت بھی کھودینی پڑے، تاریخ جاننے والے حضرات جانتے ہیں۔

عورت بہت کچھ کرسکتی ہے

اپنی ماں بہنوں کی طرف میں اپنا رخ سخن متوجہ کررہاہوں کہ اللہ تعالی نے

آپ ماں بہنوں میں وہ زبردست پاور اور وہ زبردست صلاحیت عطا کی ہے کہ خطرناک سے خطرناک مرد کی عقل کو اپنے تابع کرنا آپ عورتوں کا کمال ہے آپ بڑے سے بڑے مرد (شوہر) کو اپنے تابع کرسکتی ہیں اور اس طاقت کو اس ذاتِ کامل، عقلِ کامل کے مالک نے بھی تسلیم کیا ہے جس کو دنیا خواجہ کائنات فخر موجودات حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کے نام مبارکہ سے جانتی ہے، جن کے صدقہ طفیل اس صفحہ ہستی کا وجود ہوا، انہوں نے بھی آپ کی اس طاقت کو تسلیم کیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ، مَارَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقلٍ وَدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَاذِمِ مِنْ اِحْدٰکُنَّ ، کہ عورتوں کے پاس اتنا زبردست پاور اور طاقت ہے کہ مضبوط قوتِ فیصلہ لے کر بیٹھنے والے آدمی کی عقل کو بھی وہ اپنے تابع کرسکتی ہے ،حضور ﷺ کے الفاظ کی جامعیت اور بلاغت پر غور کیجئے۔ کہ آپ ﷺ نے اس حدیث پاک میں، لُبّ، کا لفظ استعمال فرمایا اور لُبّ کا معنی گودا اور مغز ہوتا ہے، پھل کے اندر دو چیزیں ہوتی ہیں ایک چھلکا ہوتا ہے اور ایک اندر کا مغز ہوتا ہے، آپ بادام کو پھوڑتے ہیں تو اوپر کا چھلکا پھینک دیا جاتا ہے، اصل اندر کا مغز ہوتا ہے، سر کے اندر بھی بھیجا ہے۔

اور ایک چھوٹا بھیجا پیچھے ہے اور بڑا دماغ آگے ہے، اور چھوٹا دماغ زیادہ قیمتی ہے ،اسی لئے اگر کوئی آدمی سیدھا گرے تو اتنا زیادہ خطرہ نہیں ہے جتنا کہ اوندھا گرنے میں ہوتا ہے، اور ویسے بھی چھوٹے کی قیت زیادہ ہوتی ہے آپ مارکیٹ میں جاؤ تو بڑے لوگوں کے کپڑوں کا دام اتنا نہیں ہوتا جتنا کہ چھوٹے بچوں کے کپڑوں کا دام ہوتا ہے، چھوٹے بچوں کی دوائیں بھی مہنگی ملتی ہے۔ بہرحال۔ میں یہ عرض کررہا ہوں

کہ ایک بڑا دماغ ہوتا ہے اور ایک چھوٹا دماغ ہوتا ہے، اس کو عربی میں لُــبّ کہتے ہیں اور حضور ﷺ نے آگے فرمایا اَلـرَّجُـلُ الْحَـاذِمُ مطلب یہ ہوگا کہ بہت زیادہ دماغدار کی عقل کو بھی اپنے تابع میں کرسکتی ہیں۔ بعض لوگوں نے، اَلحاذِم،، کا ترجمہ کیا ہے پختہ تدبیر والا مرد، سب کا خلاصہ یہی ہے۔

عورتیں اپنی طاقت کا استعمال صحیح کریں

میں اپنی ماں بہنوں کو یہ دعوت پیش کرتا ہوں کہ اللہ تعالی نے جب آپ ماں بہنوں کو اتنا بڑا پاور دیا ہے کہ آپ بڑے سے بڑے عقلمند شوہر کی عقل کو اپنے تابع کرسکتی ہیں، اگر آپ اپنی اس صلاحیت اور طاقت کو مرد کے دیندار بنانے میں استعمال کریں گی تو اس کا ثواب تو ملے گا ہی، لیکن اس مرد کے ذریعہ اس کی زندگی اس کا خاندان اس کی نسل کی اصلاح ان کی تعلیمی ترقی کی زندگی اور جتنی بھی اس کے ذریعہ اصلاح ہوگی ان سب کا ثواب آپ کے حصہ میں آئے گا۔ مرد حضرات ناراض نہ ہوں میں آپ ہی کی بات آپ کے اوپر لگا رہا ہوں کہ شادی کا موقع ہو، آپ نے بہت بڑا منڈپ لگایا ہو، کئی سو لوگوں کو دعوت دی ہو، اور بہت خرچ کیا ہو، اور میرے جیسا ایک عالم آکر آپ کو یہ کہے کہ جناب اتنا سب کرنے کی ضرورت نہیں تھی یہ سب اسراف اور فضول خرچی ہے وغیرہ وغیرہ۔

تو یہ مرد جواب دیتا ہے کہ مولوی صاحب! ساری باتیں برابر ہیں لیکن گھر کی عورتیں نہیں مان رہی ہیں، گھر کی عورتوں کی وجہ سے اتنا سب کرنا پڑ رہا ہے اس میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں ہے، میری ماں بہنیں کان کھول کر سنیں کہ آپ کی بدنامی یہ حضرات انٹر

نیشنل لیول پر کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم تو نہیں چاہتے تھے کہ خرچ کیا جائے ہم نہیں چاہتے تھے کہ ڈ ھول بجایا جائے، ہم نہیں چاہتے تھے کہ ویڈیو شوٹنگ کریں ہم نہیں چاہتے تھے کہ ہلدی وغیری کھیلی جائے، لیکن عورتیں نہیں مان رہی ہیں تو میری بہت ہی معزز اور محترم ماؤں اور بہنوں، اگر آپ اپنی یہ طاقت مرد کے دیندار بنانے میں استعمال کریں گے تو انشاء اللہ آپ کی بدنامی نیک نامی میں بدل جائے گی۔

مرد اور عورت دونوں برابر ہیں

اور یہ انقلاب معاشرہ میں پیدا کرنے کے لئے مردوں کا ذہن بنانے کی فکریں ہو رہی ہیں، لیکن ہمیں عورتوں کا بھی ذہن بنانا پڑے گا اسلام نے برابری دی ہے، اسلام نے کہیں بھی صرف مردوں کی طرف توجہ نہیں کی قرآن پاک کے صفحات کھولیئے، صحابہ کرام نے باقاعدہ عورتوں کے بارے میں فتوے پوچھے، پارہ نمبر پانچ کے سورہ نساء میں قرآن کریم کہتا ہے، **وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَآءِ**، اے محمد ﷺ یہ صحابہ عورتوں کے بارے میں آپ سے فتوی پوچھ رہے ہیں، عورتوں کے مسائل کو اسلام نے اتنی اہمیت دی کہ ان کے بارے میں فتوی حضور ﷺ سے پوچھا جا رہا ہے، لیکن فتوی بتا رہا ہے اللہ، عورتوں کی قیمت کا اندازہ لگائیے اللہ تعالی نے فرمایا، **قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ** ،، اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ اللہ فتوی دے رہا ہے عورتوں کے بارے میں، پتہ چلا کہ اسلام میں عورتوں کی فکر کی گئی ایک مقام پر فرمایا کہ۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّی لَآ اُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ ، اللہ تعالی نے دعا قبول کر لی اور اعلان فرمایا کہ میں کسی کے بھی

عمل کو ضائع نہیں کرتا، چاہے وہ مرد ہو یا عورت، اسلام میں آپ کو کہیں بھی ایسا نہیں ملے گا مرد کو دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ملتا ہے، اور عورت کو دو رکعت نماز پڑھنے کا ثواب کم ملتا ہے، دونوں کا ثواب برابر، بلکہ ایک مقام پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ۔لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا، وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ، مرد جو اعمال کریں گے ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ان کو چکایا جائے گا اور عورتیں جو اعمال کریں گی ان کا پورا پورا بدلہ ان کو دیا جائے گا۔

فطرتاً کچھ باتیں الگ الگ ہیں

لیکن ایک بات یاد رکھیئے کہ فطری طور پر اللہ تعالی نے الگ الگ موضوع کے لئے الگ الگ کام کے لئے مرد اور عورت کو پیدا فرمایا ہے اللہ تعالی نے مرد میں طاقت دی ہے، اللہ تعالی نے مرد میں قوت فکریہ دی، تا کہ وہ باہر کا کام کاج سنبھالے، وہ کمائے اور وہ اپنی قوم کی فکر کرے، اور عورت کی صفت قرآن پاک نے بیان فرمائی کہ، فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ، نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمانبرداری کرتی ہوں، یہاں ایک بات سن لیں کہ بعض لوگ ترجمہ اپنے مطلب کا کرتے ہیں کہ نیک عورتیں وہ ہیں جو اپنے شوہروں کی فرمانبرداری کرتی ہوں، اس طرح کا ترجمہ نہیں ہوگا بلکہ ترجمہ یوں ہوگا کہ نیک عورتیں وہ ہیں جو تمام افراد متعلقہ کی فرمانبردار ہوں، اس لئے کہ قانتات مطلق ہے اس کے بعد کوئی قید وابستہ نہیں ہے اس لئے اس کو عام رکھا جائے گا، اب اصل ترجمہ سنیں کہ نیک عورتیں وہ ہیں جو اللہ تعالی کی بھی فرمانبرداری کریں اور اپنے شوہر کی بھی فرمانبرداری کریں، اور میں

تو حاشیہ بڑھاتا ہوں کہ شوہر کی فرمانبرداری تب کرے گی جب کہ اللہ تعالی کی فرمانبرداری کر یگی ،اس لئے کہ شوہر کی فرمانبرداری کرنے کا حکم اللہ نے ہی دیا ہے جو عورت اللہ تعالی کی نافرمان ہوتی ہے وہ شوہر کی فرمانبردار کبھی کبھی نہیں ہوسکتی۔

عمل کے لئے علم ضروری

اب اس آیت کو میں اس مکتب یعنی تعلیم نسواں کے اوپر چسپاں کرر ہا ہوں عورت میں فرمانبرداری کی صفت بیان کی گئی اور وہ فرمانبرداری احکامات کی کرے گی اللہ تعالی کی بات مانے گی ،شوہر کی بات مانے گی ،اور اللہ تعالی کی باتیں اسی وقت مانے گی جب اسے علم ہوگا ،اللہ تعالی نے ہمیں کونسی باتیں بتائی ہیں اللہ تعالی نے ہمیں کیا احکام دیئے ہیں مجھ پر ایک سماج کا منبر ہونے کے ناطے اخلاقی ذمہ داریاں کیا کیا ہیں ،جو مجھ سے میرے سماج نے بشکل امید وابستہ کر کے رکھی ہیں ،اگر عورت میں تعلیم کا زیور آئے گا تو اسے یہ بھی پتہ چلے گا کہ مجھے میرے شوہر کی کونسی باتیں ماننی ہیں اور کونسی باتیں نہیں ماننی ہیں ،عورتوں کی کامیابی کے لئے سب سے پہلی صفت ،قَانِتَاتٌ ہے ،اور قَانِتَاتٌ کا ترجمہ ہے فرمانبرداری کرنے والی عورتیں اور یہ عورت فرمانبرداری کرنے والی اسی وقت بنے گی جب کہ اس کے پاس احکامات کا علم ہوگا ،اس کے بغیر وہ فرمانبرداری نہیں کرسکتی۔

حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ ،لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ ،،اللہ تعالی کو ناراض کر کے کسی بھی مخلوق کی کوئی بھی فرمانبرداری نہیں کی جاسکتی ،چاہے وہ ماں ہو چاہے وہ باپ ہو ،چاہے وہ شوہر ہو ،چاہے وہ اپنی

اولاد ہو، میری ماں بہنیں بھی سنیں اور میرے یہ معزز بزرگان دین بھی سنیں کہ عورت کتنا ہی ضد کرے لیکن اگر کسی کام سے اللہ تعالی کی نافرمانی ہوتی ہوتو وہاں عورت کی بات نہیں مانی جائے گی ،اور عورتیں بھی سنیں کہ اگر آپ کا شوہر لاکھ مرتبہ نماز پڑھنے سے منع کرتا ہو، لیکن آپ کا بہانہ آپ کی معذرت نہیں چلے گی کہ ہمارے شوہر منع کرتے ہیں ، ہمارے شوہر پردے سے روکتے ہیں، فیشن اور بے پردگی کا حکم دیتے ہیں، اس لئے ہم اس طرح کرتے ہیں، یہ سب نہیں چلے گا، جس کام میں بھی اللہ تعالی کی نافرمانی ہوتی ہو، اس کام سے بچیں، ہمیں اللہ تعالی کے احکامات کا فرمانبردار نمبر اول پر بننا پڑے گا۔

عورتوں کے نادان رہنے کا نقصان

بہرحال اللہ تعالی نے فرمایا کہ نیک عورتیں وہ ہیں جو فرمانبردار ہوں اور نیک بننے کے لئے احکامات کا علم ضروری ہے اللہ تعالی جزائے خیر دے امت کے ان افراد کو جو تعلیم نسواں کی فکر لے کر چلتے ہیں، تاکہ عورتوں کو بھی اللہ تعالی کے احکامات سے روشناس کروایا جائے ، یہ عورت اگر طہارت کے مسائل نہیں جانے گی یہ عورت پاکی وناپاکی کے مسائل نہیں جانے گی ،تو اپنی اولاد کو صاف تو کر سکے گی لیکن پاک نہیں کر سکے گی ،اور جب پاک نہیں کرے گی تو یہ اولاد ملائکہ کی صحبت سے ملائکہ کی نگرانی سے اور ملائکہ کی حفاظت سے محروم ہو جائیگی ،اور پھر یہ اولاد شیاطین کے کنٹرول میں آئے گی پھر تعویذ باندھنے سے بھی کچھ نہیں ہوگا باپوؤں کے چکر میں پڑنے سے بھی کچھ نہیں ہوگا ،ملیدہ کھانے کھلوانے سے بھی کچھ نہیں ہوگا اور ناریل

پھوڑنے پھڑوانے سے بھی کچھ نہیں ہوگا، اس لئے کہ آپ نے اپنی اولاد کو صاف تو کیا ہے لیکن پاک نہیں کیا، اس عورت کو اگر یہ علم نہیں ہوگا کہ میں اپنے بچوں کو کیسے کپڑے پہناؤں، میں اپنے بچوں کو کیسے پاک کروں، میں اپنے بچوں کے پیشاب اور پاخانہ کو کیسے دھوسکتی ہوں، وہ اس کو ایسے ہی ادھر اُدھر کر کے صفائی تو کر دے گی لیکن پاک نہیں کر پائے گی، تصویر والا اس کو کپڑا پہنائے گی فوٹو والا اس کو ٹی شرٹ پہنائے گی اپنی بچیوں کو بغیر آستین والا فروک پہنائے گی اپنی بچیوں کو اسکرٹ پہنائے گی جب بچپن سے ہی بچوں کے ذہنوں پر یہ نقوش ثبت ہونگے بڑے ہونے کے بعد ان نقوش میں نفوس بنانا مشکل ہو جائے گا، اس لئے میں اپنے درد دل سے کہتا ہوں کہ ہماری ماں بہنوں کو تعلیم دینے کی بہت سخت ضرورت ہے، خدائے پاک کی قسم کھا کر کہتا ہوں جمعہ کی شب ہے اللہ تعالی کو گواہ بنا کر کھلے عام اعلان کرتا ہوں کہ عورتوں کو تعلیم سے محروم رکھو گے تو سماج تتر بتر اور تہس نہس ہو جائے گا، پھر آپ لاکھ علماء پیدا کرو، لاکھ مصلحین پیدا کرو، کروڑوں مبلغین اور واعظین پیدا کرو، لیکن عورتوں میں دینداری نہیں آئے گی تو پھر سماج نہیں بن سکتا نہیں بن سکتا نہیں بن سکتا

عورتوں کو تعلیم دینے کے فوائد

سماج کو بنانے کے لئے عورت کو پہلے بنانا پڑے گا جب عورت بن جاتی ہے اور بہشتی زیور کے مسائل پڑھ لیتی ہے، میں نہیں کہتا ہوں کہ اس کو عالمہ بنانا ضروری ہے، لیکن اس کو مومنہ بنانا تو ضروری ہے جب وہ عورت دین اسلام کی بنیادی باتوں کو سمجھ لیتی ہے اسلام کے منشے اور اس کے تقاضوں کو سمجھ لیتی ہے تو وہ اسلام کے

مطابق عمل کرے گی ،اب آپ دیکھئیے شرک کی بیماری سب سے پہلے عورتوں میں ہی جنم لیتی ہے،توہمات خرافات بدعات گمراہیاں دنیا کی محبت جس کوتمام گناہوں کی جڑ قرار دیا گیا ، یہ ساری چیزیں عورتوں میں پائی جاتی ہیں اس کی ابتداعورت سے ہوتی ہے ،مرد لاکھ چاہے گا کہ اس کو سمجھا ئیں لیکن بات وہی آتی ہے کہ،،استری ہٹ،، عورت کی ضد کو بھی پورا کرنا پڑتا ہے لیکن اگران مکاتب میں آکراس عورت کا ذہن بن گیا ،اپنے آپ کو علم کے زیور سے آراستہ کرتی ہے،اس طرح کے چلنے والے مکاتب میں آتی ہے اوراس نے مسائل کا علم بھی سیکھا اور فضائل کا علم بھی سیکھا تو گھر جا کر یہی عورت اپنے شوہر کو فضول خرچی سے روکے گی ،اپنے شوہر کو نماز پڑھنے بھیجے گی ،اپنے بچوں کو دعوت وتبلیغ میں بھیجے گی۔

اپنے بچوں کو سونے سے پہلے سورتیں پڑھنا سکھائے گی اپنے بچوں کو قرآن پاک کی محبت پلائے گی اورانبیاء کرام کے قصے اوران کی کہانیاں سنائے گی۔پھرآگے چل کر وہ نسل دیندار بنے گی ماں باپ کے سکون کا ذریعہ بنے گی پڑوسیوں کے ساتھ اس کے جھگڑے وغیرہ نہیں ہونگے اس لئے کہ وہ پڑوسیوں کے حقوق جانتی ہوگی ،اوراس کے علاوہ سب سے بڑا فائدہ گھرمیں دین زندہ رہے گا بہرحال۔فرمانبردار بننے کے لئے علم ضروری ہے۔

آگے اللہ تعالی ارشادفرماتے ہیں کہ،، **فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ**، نیک عورتیں وہ ہیں جواللہ تعالی کی بھی فرمانبردار ہوں،اوراپنے شوہر کی بھی فرمانبردار ہوں اورآگے فرمایا کہ نیک عورتیں وہ ہیں جوشوہر کی غیر حاضری میں

شوہر کے ناموس اور اس کی عزت کی اور شوہر کے مال کی حفاظت کرنے والی ہو ،عورت اگر دیندار ہوگی تو وہ آپ کے عزت کی حفاظت کرے گی ،اگر آپ سفر پر چلے گئے تو یہ عورت آپ کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں نہیں آنے دے گی وہ عورت کسی کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھے گی۔

جو خدا کا نہیں وہ کسی کا نہیں

ایک بات کان کھول کر سنو کہ جو شخص خدا تعالی کا وفادار نہیں ہوتا وہ دنیا میں کسی بھی صورت کسی کا وفادار نہیں ہوسکتا ،جو عورت اللہ تعالی کی فرمانبرداری نہ کرتی ہو آپ کو ہزار مرتبہ بھی بولے I.LOVE.YOU. ،لیکن اللہ تعالی کی اس نے فرمانبرداری نہیں کی تو اسکی وفاداری آپ کے کام نہیں آسکتی ،وہ آپ کی وفادار نہیں بن سکتی ،آپ بولو میں نے تو اس کو سونے کا زیور پہنایا میں تو اس کے ہاتھ میں چاند لاکر دوں گا وہ کیسے میری نافرمانی کرے گی ارے تو نے تو اس کو سونے کا زیور پہنایا ہے جس خالق نے اس کو سونے سے زیادہ قیمتی چمڑی دی ہے ،اور جس خوبصورتی کی بنا پر تو اس کا لٹو بنا جارہا ہے یہ خوبصورتی بھی اسی ذات نے دی ہے جس نے اسے اتنا زیادہ نعمتوں سے نوازا ہے وہ اس ذات کی وفادار نہیں بنی تو تیری وفادار کتنے دن تک رہے گی ؟ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اسی ذات کی وفادار بنے ۔اللہ تعالی کی وفاداری میں کبھی فنائیت نہیں ہے جب وہ اللہ کی فرمانبردار بنے گی تو تجھے بھی دھوکہ نہیں دے گی اسی لئے تو نکاح کے موقعہ پر دینداری کو دیکھنے کا حکم ہے۔

مکاتب نسواں کے فوائد

یہ عورت تمہاری وفادار بنے ،یہ عورت تمہارے مال کی اور تمہاری عزت وناموس کی حفاظت کرے،دنیا کی بے ثباتی اس کے دل میں پیوست کی جائے ،اللہ اوراس کے رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرے ،اِنہی مقاصد کے لئے ان مکاتب کا نظام چلایا جاتا ہے، ان مکاتب کی تاسیس کا مقصد یہ ہے کہ یہ عورتیں اللہ تعالی کی وفادار بنیں جب عورت اللہ تعالی کی وفادار بنے گی تو انشاءاللہ موت تک وہ آپ کی وفادار بن کر رہے گی ،وہ آپ کے تعلق سے بولے گی کہ میرا شوہر میرے سر کا تاج ہے۔اس کو ان مکاتب میں پڑھایا جائے گا کہ میرے نبی نے فرمایا کہ اگر میں اللہ تعالی کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ کا حکم دیتا تو ایک عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے سجدہ کرے،اس کو شوہر کے تابع بنایا جائیگا اس کو اپنے شوہر کی خدمت کرنا سکھایا جائیگا۔

اور جب ان مکاتب میں آپ اپنی ماں بہنوں کو بھیجیں گے تو آپ کا ٹینشن ختم ہو جائیگا کیسے؟ اس طرح کہ مرد جب کمانے کے لئے باہر جاتا ہے تو چاہے وہ باہر کتنی ہی دیر لگائے لیکن اس کی اولاد کی صحیح تربیت یہی عورت کرے گی ورنہ ستیاناس کردے گی اس لئے کہ اگر وہ دیندار نہ ہو تو اپنے ڈیکوریشن سے ہی باہر نہیں آئیگی ،لالی، لب اسٹک، آبرو،اور روزانہ نئے نئے کپڑے ہونگے ،آج کل عورتوں میں بھی یہ عجیب وغریب بیماری آئی کہ شوہر چار ہزار روپئے کمارہا ہے،لیکن جہاں کوئی لاری آئی وہ عورت سامان لے کر رہے گی ،چاہے قسط وار کیوں نہ ہو،شوہر کو حیران کرے گی

قناعت نہیں کریگی ،قناعت کرنا اور صبر کرنا دین کے راستہ سے سکھایا جائے گا یہ دنیا بڑی خطرناک ہے دنیا کی بے ثباتی دنیا کا ہیچ پنا دنیا کی محبت کو ختم کرنا یہ سب میرے بھائیو دین کے راستہ سے سکھایا جائے گا۔

ایجوکیشن کا نعرہ لگانے والے ذرا اپنے کانوں کو صاف کر کے سنیں ، بہت یونیور سیٹیاں بنائی گئیں بہت ایس ایس سی کی ایسی تیسی ہوئی بہت ہائی ایجوکیشن دیا گیا لیکن مجھے انصاف سے بتائیے جب سے یہ ایجوکیشن رونما ہوئے ہیں تب سے ماں بہنوں کی عزتیں سلامت ہیں یا بے سلامت ہیں؟ (بے سلامت ہیں) کیوں اس لئے کے دنیا کے ایجوکیشن کو امپورٹینٹ دیدیا گیا لڑکیاں اسکوٹی لے کر کائنیٹک الکٹرانک گاڑیاں لے کر سائیکل لیکر بستہ اپنے کندھے پر لادکر کالج جارہی ہے، ماں باپ کے خواب یہ تھے کہ بچی میرے مستقبل کا ستارا بنے ،لیکن ان کالجوں میں کیا ایک عمل نہیں ہوتا ہے وہ مجھ سے زیادہ آپ اچھے طریقہ سے جانتے ہیں ،لیکن اگر کسی لڑکی کو آپ نے مکتب کی تعلیم دی، اب اگر آپ اس کو ڈاکٹر بنائیں گے وہ حجاب اور پردہ کے بغیر نہیں جائے گی ،آپ اس کو وکیل بنائیں گے تو وہ کبھی جھوٹی بات نہیں کرے گی ،آپ اس کو نرس بنائیں گے تو اپنے پیشنٹ (مریض) کو کسی غلط لیبارٹری کے چکر میں نہیں ڈالے گی ،وہ ہمدردی کے ساتھ ایمان داری کے ساتھ پروان چڑھائے گی نسل اسلامی کو بھی اور اپنی نسل کو بھی صحیح راستہ پر ڈالے گی۔

سماج ،عورت کی اصلاح سے ہو گا

اس پوری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کی اصلاح کے بغیر سماج کی

اصلاح کی بانگ پھونکنے والے سماج کی اصلاح کا خواب دیکھنے والے اور سماج کی اصلاح کا دم بھرنے والے کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے ،قرآن کریم نے اسی لئے عورتوں کا تذکرہ مردوں کے ساتھ ساتھ فرمایا، میں نے شروع میں جو آیات کریمہ پڑھی اس میں اللہ تعالی بائیسویں پارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں، اللہ تعالی سے ڈرنے والے مرد اور اللہ تعالی سے ڈرنے والی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ تعالی کا ذکر کرنے والے مرد اور اللہ تعالی کا ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لئے اللہ تعالی نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔

یہاں ایک بات مرد حضرات سے کہنا ضروری ہے کہ قرآن پاک نے صرف مردوں کا ہی تذکرہ نہیں فرمایا بلکہ عورتوں کا بھی ذکر کیا ہے پتہ چلا کہ صرف مردوں کے کامل بننے سے سماج نہیں سدھرے گا بلکہ ساتھ ساتھ عورتوں کی بھی اصلاح ضروری اور لازمی ہے، اسی لئے ہر جگہ قرآن پاک نے عورتوں کا بھی تذکرہ کیا ہے ،صرف آپ کے ذکر کرنے سے کام نہیں چلے گا آپ کہو کہ میں تو اشراق تک ذکر کرتا ہوں ،نہیں چلے گا، اس لئے کہ عورت کا بھی ذاکرہ بننا ضروری ہے، مذکورہ آیت پاک سے پتہ چلا کہ ذکر کی صفت عورتوں میں آنا ضروری ہے، سچ کی صفت عورتوں میں آنا ضروری ہے۔ الغرض یہ تمام صفات عورتوں میں آنے چاہیئے۔

عورتیں دراقدس پر جاتی تھیں

اوراس کا ثبوت بھی ہے حضور اقدس ﷺ کے دور مبارکہ میں عورتیں دراقدس (علی صاحبہ الف تحیة وسلام) پر مسئلہ پوچھنے جایا کرتی تھیں، روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں ایک مسئلہ پوچھنے گئی، کہ اے اللہ کے رسول ﷺ میں نفل صدقہ کرنا چاہتی ہوں میرے شوہر کے پاس مال نہیں ہے، وہ غریب ہے اگر میں اسی کو صدقہ کر دوں تو چلے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اس کو صدقہ کرے گی تو ڈبل ثواب ملے گا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کئی ایک عورتوں نے جا کر مسائل پوچھے ہیں پتہ چلا کہ عورت بھی مسئلہ پوچھ سکتی ہے، اس کے لئے بھی علم ضروری ہے۔

ماں عائشہ کا احسان عظیم

اورآپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس امت پر حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے بعد نقل احادیث میں سب سے بڑا احسان اگر کسی کا ہے تو وہ میری اور آپ کی امی جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے، بلکہ علماء کرام اس بات میں میری تائید فرمائیں گے کہ حضرت ابو ہریرہ سے بھی بڑا احسان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ نے پانچ ہزار تین سو چھتر روایتیں نقل کی تو ان میں سے اکثر ان کی مراسیل ہیں جوانہوں نے کبار صحابہ سے سن کر پھر ہم تک پہچائی ہیں، لیکن میری اور آپ کی امی کو یہ فخر اور یہ

سعادت حاصل ہے کہ انہوں نے براہ راست نبی اکرم ﷺ سے سنا، بہت بڑی بات ہے، بہرحال آپ غور فرمائیں، عورتوں نے کتنا بڑا رول ادا کیا، عورتیں اتنی بڑی عالمہ ہوتی تھیں کہ حضرت علی کو حضرت معاویہ کو حضرت ابوبکر کو بہت سے مسائل دریافت کرنے ہوتے تھے تو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجتے تھے، اور وہ حدیث پاک تو آپ کے ذہن میں ہوگی کہ، طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ، علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے مسلم میں تمام مسلمان شامل ہیں چاہے وہ مرد ہو یا عورتیں سب داخل ہیں۔

بے پردگی مالی پریشانی کا باعث ہے

اتنا علم ضروری ہے جس سے اس کو حلال اور حرام کی تمیز ہو جائے، عالمہ بنانا کوئی ضروری نہیں ہے بنائے تو بہتر ہے اگر اس کو علم نہیں ہوگا تو ناپاک رہے گی جب ناپاک رہے گی تو گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آئیں گے بلکہ ابن ماجہ شریف کی روایت میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے گھر کے محرم مردوں کے سامنے بھی بغیر ڈوپٹے کے رہتی ہے اس گھر سے روزی کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔

دیکھئیے، کونسے لوگوں کے سامنے؟ محرم لوگوں کے سامنے یعنی باپ کے سامنے بھائی کے سامنے بیٹوں کے سامنے بغیر ڈوپٹے کے رہے تو روزی کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں حالانکہ اس کا باپ ہے اس کا شوہر ہے اس کا بھائی ہے ان کے سامنے وہ سر کھلا رکھ سکتی ہے لیکن پھر بھی اس کو ڈوپٹے کا حکم دیا گیا ہے جب اپنے لوگوں کے

سامنے پردہ کا اتنا تاکیدی حکم ہے تو باہر کے نامحرم افراد سے کتنا پردہ کرنا چاہئیے اس کا اندازہ آپ لگا سکتے ہیں۔

گھر کی عورتیں بے پردہ ہوں تو کہاں سے روزی ملے گی؟ اب مرتے رہو کماتے رہو، سائیکل کھینچتے رہو، گاڑیاں چلاتے رہو، فیکٹریوں میں لوم چلاتے رہو، لیکن گھر کی عورتوں کا دوپٹہ سر پر نہیں ہے تو روزی میں برکت نہیں ہوگی، اس کو کیسے پردہ کرنا چاہئیے کیسے دوپٹہ اوڑھنا چاہئیے یہ ان مدارس اور مکاتب میں بتایا جائے گا کونسے اعضاء اس کو چھپانے ہیں بدن کے کونسے اعضاء اپنے محارم کے سامنے ظاہر کرنے ہیں ان مکاتب سے سکھلایا جائے گا، شریعت اس کو سکھلائے گی اور شریعت کے لئے اس کو علم دین حاصل کرنا ضروری ہے، عورتیں عموماً ان چیزوں پر توجہ نہیں دیتی ہیں گھر میں دوپٹہ نہیں اوڑھتی ہیں گلے میں لٹکا کر رکھتی ہیں، جب کہ آج کل سب سے بڑا مسئلہ روزی کا بنا ہوا ہے ہر انسان روزی کے مسئلہ میں پریشان ہے، روزی کے مسئلہ کا راز بھی اسلامی شریعت کے ماننے میں مضمر ہے۔

میر بھائیو! کماتے کماتے تھک جاؤ گے محنت کرتے کرتے تھک جاؤ گے لیکن اپنی اولاد کی اپنے گھر بار کی دینی و دنیوی ترقی کبھی بھی نہیں ہوسکتی جب تک آپ اسلامی شریعت کی پابندی نہیں کریں گے، اسلامی شریعت کو ماننا پڑے گا۔

بہرحال میں یہ کہہ رہا تھا کہ عورت وہ ذات ہے کہ جس کی زبان عالیہ سے نبی اکرم ﷺ کو ہمت ملی، آپ ﷺ کو سب سے پہلی ہمت حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے دی تھی، ورنہ جب آپ ﷺ پر پہلی وحی اتری تو آپ کے لئے تو یہ اتفاقی میٹر تھا

اکسیڈنٹلی میٹر تھا جبرئیل امین کو دیکھ کر آپ گھبرا گئے تھے اور فرمایا تھا کہ،، لَقَدْ خَشِیْتُ عَلٰی نَفْسِی ،، مجھے تو اپنے آپ پر خوف ہے، میں نے عجیب وغریب حالت دیکھی ،اس وقت سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ نے ہمت بندھائی تھی انہوں نے امید دلائی تھی۔

سیرت پر عمل عزت کا ضامن ہے

اگر کوئی آدمی اپنے آپ کو رسوائی سے بچانا چاہتا ہے عزت والا بننا چاہتا ہے تو اس کو سیرت والی صفات اپنانی پڑے گی ،نمبر ایک یہ ہے کہ، اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ ،رشتہ داری کو آپ نبھاتے ہو، یہاں ایک بات اور سنیئے کہ رشتہ داریاں زیادہ تر عورتوں کے ذریعہ ہی کٹتی ہیں ،شوہر تیار ہوتا ہے کہ بہن کی شادی میں دو چار ہزار روپئے کی خدمت کروں ،سارا پلان بناتا ہے یہ آتی ہے اور آہستہ سے آدھا کپ چائے بنا کر کہتی ہے کہ اپنے بھی چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کا کیا ہوگا بچے تو بھوکے مر رہے ہیں اور آپ بڑے آ گئے بہن کو پانچ ہزار روپئے دینے والے،اس طرح رشتہ داریاں توڑنے کا ذریعہ بھی بنتی ہیں ،عورت اگر ان مدرسوں میں آئے گی تو شریعت کا علم حاصل کرے گی ، پھر آپ کو رشتہ داریاں نبھانے کی تعلیم دے گی ، خاندان سے خاندان مل کر رہے گا ،سماج میں اتفاق پیدا ہوگا ،اتحاد پیدا ہوگا یگانگت اور یک جہتی پیدا ہوگی ، ورنہ یہ بگڑتی ہے تو سارے سماج کو لے ڈوبتی ہے،اس لئے اس کا حل اسی میں ہے ان عورتوں کی تعلیم کی فکر کی جائے اللہ تعالی اس مدرسہ کو مبارک فرمائے دن دونی رات چوگنی ترقی نصیب فرمائے امین۔

لندن میں مکاتب نسواں

اور آپ حضرات نے تو بہت دیر کی میں لندن جاتا ہوں وہاں برسوں سے جاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ وہاں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ کے ایک خلیفہ ہیں ،مولانا محمد یوسف صاحب موٹالہ ان کا نام ہے انہوں نے لندن انگلینڈ اور جرمنی پیرس کے الگ الگ شہروں میں یہی بالغان عورتوں کے لئے بہترین تعلیم کا نظم کیا ہے، غیر اقامتی درسگاہوں کا نظم ہے جیسے یہاں کے ذمہ دار جس بیڑے کو لیکر اٹھے ہیں ،وہاں برسوں سے جاری ہیں، میں دیکھتا ہوں کہ محنت کا وہ سلسلہ ماشاء اللہ بہت زیادہ نتائج خیز ہے، وہاں میرا ایک ماموں زاد بھائی ہے بہت بڑی پوسٹ پر ہے اس نے ایک انگریز عورت سے اس کو مسلمان بنا کر شادی کی۔ میں اس کی شادی کے دو تین سال بعد اسکے گھر گیا تو میری بھابی اتنا شاندار قرآن پڑھ رہی تھی کہ میرے گھر میں بھی اتنا شاندار قرآن پڑھتے ہوئے میں نے نہیں سنا اور وہ دین کی باتیں بھی ماشاء اللہ بہت اچھی کر رہی تھی۔

تو میں نے میرے بھائی سے کہا کہ تو کامیاب ہو گیا کہ تیری بیوی تو ماشاء اللہ بہترین قرآن پڑھتی ہے اس کو یہ قرآن کیسے آیا؟ اس نے بتایا کہ بھائی میری امی بالغان عورتوں کے مدرسہ میں جاتی ہے تو میری بیوی کو بھی لیکر جاتی ہے وہاں جا کر اس نے قرآن پاک سیکھا اب میں وہاں ہر سال جاتا ہوں میں دیکھتا ہوں کہ اس کے دو بچے ہو گئے اس کے بچے بھی شاندار قرآن پڑھتے ہیں، یہ نتیجہ ہے اس عورت کے بن

جانے کا اس لئے اس نعمت کی قدر کرو۔

میرے بھائیو! جالنہ شہر میں اللہ تعالی نے یہ مکا تب کی بہت بڑی نعمتیں دی ہیں اس نعمت کی قدر کرو گے تو اللہ تعالی کی طرف سے اس میں برکت ہو گی اللہ تعالی کا شکر ادا کرو ،اور اس کا شکر کیسے ادا کیا جائے گا پیسے دے کر محنت کر کے تو شکر ادا کرنا تو ضروری ہوتا ہی ہے،لیکن اپنی ماں بہنوں کو اس مکتب میں بھیج کر ان کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کریں یہ بھی اس مکتب کی مدد ہے،اللہ تعالی ان مقاصد حسنہ میں کامیابی نصیب فرمائے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی طلب صادق کی بنیاد پر طبیعت کی ناسازگی کی باوجود اتنا بول پایا،حق تعالی شانہ میری اس حاضری کو دین کی حاضری بنائے بِرُ وتقوی نصیب فرمائے امین۔۔۔۔

۔وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولنا محمد وبارک وسلم

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اقتباس

حضرت امام رازیؒ نے مثال دی کہ اللہ تعالیٰ کی مارکیٹ میں ساری چیزیں ملتی ہیں سوائے بندگی کے، اگر بندہ سخاوت کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی سخاوت کرتے ہیں اگر بندہ نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تو نیکیوں کا سمندر ہیں اگر بندہ کسی کے ساتھ رحم وکرم کرتا ہے تو خدا تعالیٰ بھی سب کے ساتھ رحم وکرم کرتا ہے اگر بندہ کسی کو معاف کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی تو معاف کرنے والا ہے ہاں ایک چیز ایسی ہے جو بندے میں تو موجود ہے اللہ تعالیٰ میں نہیں پائی جاسکتی ہے اور وہ ہے بندگی ، یہ بندے میں موجود ہے اللہ تعالیٰ میں موجود نہیں ہے اس لئے کہ بندگی کا مطلب ہوتا ہے غلامی ،تو کیا نعوذ باللہ، اللہ کسی کی غلامی کریگا (جی نہیں) اللہ تعالیٰ کے اندر تمام چیزیں موجود ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو کسی کا غلام نہیں بنا سکتا۔اور جو چیز مارکیٹ میں نایاب ہو،اس کی قیمت ہوا کرتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ عبدیت اور تواضع کی بہت زیادہ قدر فرماتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عبادالرحمٰن کون ہیں

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی اٰلہ واصحابہ الذین اوفوا عہدہ اما بعد، فاعوذ با للہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم، وَعِبَادُ الرَّحمٰنِ الَّذِینَ یَمشُونَ عَلَی الاَرضِ ھَونًا وَاِذَاخَاطَبَھُمُ الجَاھِلُونَ قَالُوا سَلٰمًا، وَالَّذِینَ یَبِیتُونَ لِرَبِّھِم سُجَّدًا وَقِیَامًا،وَالَّذِینَ یَقُولُونَ رَبَّنَا اصرِف عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّم اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا، اِنَّھَا سَآءَ تْ مُستَقَرًّا وَّمُقَامًا،صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین، والحمد للہ رب العالمین

محترم بھائیو بزرگو دوستو۔

چونکہ آج کل سب بیانات اتنے لمبے ہو رہے ہیں کہ بات کرنے کو جی ہی نہیں چاہ رہا تھا لیکن یہ بھی مناسب نہیں سمجھا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی بات کو پیش کرنے میں ناغہ کیا جائے، اور خاص طور پر یہاں رہتے ہوئے تو ناغہ مناسب ہی نہیں، ہاں اتنی

بات ضرور ہے کہ آپ نے ہر پروگرام میں سنا ہے اور جیسے میں انسان ہوں آپ بھی انسان ہیں جیسے میں تھکتا ہوں آپ بھی تھکتے ہونگے ،قبل اس کے کہ آپ پیچھے سے کہیں یا تنہائی میں کہیں کہ مولانا بہت دیر لگا رہے ہیں تو انشاءاللہ ہم وہ بات کہنے کی نوبت ہی نہیں لائیں گے۔

میرے بھائیو!

میں نے سورہ فرقان کے آخری رکوع کی چند آیات کریمہ کی تلاوت کی بہت بہترین مضمون اللہ تعالی ان آیات کریمہ میں بیان فرماتا ہے کہ رحمٰن کے بندے کون بن سکتے ہیں، رحمٰن کی بندگی کرنے والے اور اللہ تعالی کی صحیح معنوں میں بندگی کرنے والے کون بن سکتے ہیں؟ اور عباد الرحمٰن بننے کے لئے ان میں کیا کیا اخلاق اور عادتیں اور کیا کیا صفات ہونی چاہیئے ان سب باتوں کو اللہ تبارک وتعالی سورہ فرقان کے آخری رکوع میں ارشاد فرماتا ہے۔

میں نے اس سے پہلے ایک بات کہی تھی اس کو پھر دہراتا ہوں کہ تمام بندے تکوینی اور جبری طور پر تو اللہ تعالی کے بندے ہیں ہی، عملی اور اختیاری طور پر اللہ تعالی کے بندے کون بن سکتے ہیں، اس کو اللہ تبارک وتعالی اس میں بیان فرماتے ہیں ہم سب خدا تعالی کے بندے بننا چاہتے ہیں کہ نہیں مجھے بتاؤ (جی ہاں) بندے تو سب ہیں لیکن وہ بندے جن کے بارے میں کہا گیا کہ ،فَا دْخُلِی فِی عِبَا دِی وَادْخُلِی جَنَّتِی ۔ (اے پاک نفس میرے بندوں میں داخل ہو جاؤ اور میری جنت میں داخل ہو جاؤ) وہ بندے ہم اور آپ بننا چاہتے ہیں اللہ تعالی قبول فرمائے۔ آمین ۔

عبادالرحمٰن پرشیطان کا تسلط نہیں ہوتا

جولوگ عبادالرحمٰن ہوتے ہیں ان پر شیطان کا تسلط نہیں ہوتا شیطان ان کو بہکا نہیں سکتا قرآن پاک کہتا ہے، اِنَّ عِبَادِی لَیْسَ لَکَ عَلَیْہِمْ سُلْطٰنٌ، کہ میرے کچھ خاص بندے ہیں جن پر شیطان کا کچھ بھی تسلط نہیں ہوتا اس کا ان پر بس نہیں چلتا ہے اور اللہ تعالی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ چیز عطا فرمائی تھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان عمر بن خطاب کے غضب اور غصہ کو دیکھ کر ایک میل دور بھاگتا ہے اسی لئے ہمارے علماء نے لکھا ہے کہ جس کو شیطانی خواب آتے ہو، یا جس کو غسل کی ضرورت پڑ جاتی ہو، تو وہ اپنے پیٹ کے اوپر عمر رضی اللہ عنہ کا نام لکھ دے، شاید اس نام کی برکت سے اس کو وہ شیطانی خواب نہ پڑے شاید بول رہا ہوں اس لئے کہ کوئی نص قطعی سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔

عبادالرحمٰن بننے کا مزا

بہر حال اللہ تعالی کا بندہ بننے میں صحیح مزا یہ ہے کہ خدا تعالی اس کو انتقال کے وقت فَادْخُلِی فِی عِبَادِی، کہکر پکارتا ہے اور امام رازی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالی کو اپنے بندے کی طرف سے سب زیادہ پسند آنے والی چیز عبدیت ہے بندہ نماز بھی پڑھے بندہ روزے بھی رکھے بندہ حج بھی کرے بندہ صدقہ بھی کرے سب کچھ خدا تعالی کو پسند ہے لیکن بندہ بندہ بن کر رہے یہ خدا تعالی کو بہت پسند ہے بندہ اپنے آپ کو غلام بنا کر رکھے بندہ اپنے رب کو اپنا آقا سمجھے یہ اللہ تعالی کو بہت پسند ہے۔

عہد اَلَسْتُ سے یہی عہد مراد ہے

اور اسی عہد کو اللہ تعالی نے عالم ارواح میں پوچھا تھا، اَلَسْتُ بِرَبِّکُم قَالُوا بَلٰی، انسان جب اپنے آپ کو بندہ سمجھتا ہے اپنی انانیت اور اپنی شیخی کو اپنی جاہ وجلال کو اور اپنی دنیوی زیب وزینت کو اور دنیاوی مناصب کو ہیچ سمجھ کر یہ کہتا ہو کہ میں کیسا بھی ہوں لیکن خدا تعالی کا بندہ ہوں، اللہ میرا رب ہے اور میں اس کا بندہ ہوں وہ میرا خالق ہے اور میں اس کی مخلوق ہوں وہ مالک ہے اور میں مملوک ہوں وہ حاکم ہے اور میں محکوم ہوں وہ جابر ہے اور میں مجبور ہوں وہ رازق ہے اور میں مرزوق ہوں، تو اللہ تعالی اس کی اس تواضع کو بے حد پسند فرماتے ہیں۔

عبدیت اللہ کے بازار میں نایاب ہے

اور حضرت امام رازیؒ نے مثال دی ہے کہ اللہ تعالی کی مارکیٹ میں ساری چیزیں ملتی ہیں سوائے بندگی کے، اگر بندہ سخاوت کرتا ہے تو خدا تعالی بھی سخاوت کرتا ہے اگر بندہ نیکی کرتا ہے تو اللہ تعالی تو نیکیوں کا سمندر ہے اگر بندہ کسی کے ساتھ رحم وکرم کرتا ہے تو خدا تعالی بھی سب کے ساتھ رحم وکرم کرتا ہے اگر بندہ کسی کو معاف کرتا ہے تو اللہ تعالی بھی تو معاف کرنے والا ہے، ہاں ایک چیز ایسی ہے جو بندے میں تو موجود ہے اللہ تعالی میں نہیں پائی جاسکتی ہے اور وہ ہے بندگی، یہ بندے میں موجود ہے اللہ تعالی میں موجود نہیں ہے، اس لئے کہ بندگی کا مطلب ہوتا ہے غلامی، تو کیا نعوذ باللہ، اللہ کسی کی غلامی کریگا (جی نہیں) اللہ تعالی کے اندر تمام چیزیں موجود ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو کسی کا غلام نہیں بنا سکتا، اس لئے کہ وَهُوَ خَلَقَكُم اَوَّلَ مَرَّةٍ، اسی نے

ہم سب کو پیدا کیا ہے وہ تو ہمارا آقا ہے جب بندہ کے اندر عبدیت اور تواضع مکمل شکل میں پائی جاتی ہے تو اللہ تعالی کے یہاں اس کی بہت زیادہ قیمت ہوتی ہے۔

نایاب چیز کی قیمت زیادہ ہوتی ہے

اسی بات کو میں آگے بڑھاتا ہوں کہ اللہ تعالی کی مارکیٹ میں ساری چیزیں موجود ہیں سوائے بندگی کے، اور آپ جانتے ہیں کہ اگر مارکیٹ میں کوئی چیز صرف ایک ہی دوکان پر ملتی ہو، اور کہیں نہ ہو تو اسکی قیمت زیادہ ہوتی ہے یا نہیں؟ ارے بولونا (جی ہاں) ارے بھائی کپڑے کا مارکیٹ لگا ہوا ہے لیکن ایک کپڑا جو اس دوکان پر ملتا ہے وہ دوسری دوکانوں پر نہیں ملتا ہے تو اب اس کے دام آسمان کو چھوتے ہیں۔

اور اگر وہ کپڑا دوسری دوکانوں پر بھی ملتا ہے تو آدمی اس کو اتنا زیادہ بھاؤ نہیں دیتا ہے کہ یہاں قیمت زیادہ ہے چلو دوسری دوکان پر چلتے ہیں اللہ تعالی کی مارکیٹ میں ساری چیزیں موجود ہیں صرف صفت بندگی موجود نہیں ہے جب بندہ اپنی اس صفت عبدیت کو پیش کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو منہ مانگے دام میں لے لیتے ہیں بندہ کہے گا کہ اے اللہ میں تیری بندگی اسی شرط پر کروں گا کہ تو مجھے جنت دے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ لے لو۔ ان سب باتوں سے یہی چیز سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ رب العزت کو بندوں کی طرف سے کیا جانے والا عبدیت کا اقرار بہت زیادہ پسند ہے اسی لئے تو اس بندہ کی تمام فرمائشیں مکمل کی جاتی ہے جس میں عبدیت ہوتی ہے۔

پیارے نبی کو بھی لفظ عبد ہی سے پکارا گیا

ایک بات اور سن لو کہ اللہ تعالی کو صفت غلامی اتنی پسند ہے اتنی پسند ہے کہ آپ ﷺ کو لفظ رسول سے اللہ تعالی نے بہت کم پکارا ہے اللہ نے اپنے رسول ﷺ کے لئے بکثرت لفظ عبد کا استعمال کیا ہے، دیکھئے ایک جگہ فرمایا کہ ،وَاِن کُنتُم فِی رَیبٍ مِمَّا نَزَّلنَا عَلٰی عَبدِنَا فَاتُوا بِسُورَۃٍ مِن مِّثلِہٖ ،اور معراج اور اسراء کا واقعہ اتنا شاندار واقعہ ہے جو رسول کی ذات کو ہی زیب دیتا ہے۔ مگر اتنے بڑے واقعہ میں بھی لفظ عبد کا استعمال فرمایا، سُبحَانَ الَّذِی اَسرٰی بِعَبدِہٖ ،اور حضور اکرم ﷺ پر اللہ تعالی نے سب سے بڑا انعام یہ کیا کہ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو قرآن پاک دیا اور یہی آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ تھا اتنے بڑے معجزے کے دیئے جانے کے وقت بھی اللہ تعالی نے لفظ عبد کا استعمال فرمایا کہ، اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَنزَلَ عَلٰی عَبدِہِ الکِتَابَ ،اور سورہ فرقان کا آغاز بھی اسی لفظ عبد کے ذریعہ ہوا، تَبَارَکَ الَّذِی نَزَّلَ الفُرقَانَ عَلٰی عَبدِہٖ لِیَکُونَ لِلعَالَمِینَ نَذِیرًا.

اللہ تعالی نے اپنے رسول ﷺ کو لفظ عبد سے یاد کیا ہے پتہ چلا کہ اللہ تعالی کو اپنے بندے کو عبد کا نام دینا بہت پسند ہے اور ایک حبیب جب اپنے محبوب کو پکارتا ہے تو اپنے پسندیدہ نام سے پکارتا ہے جس نام سے اسکو اچھا لگے اس سے اس کو پکارتا ہے میاں بیوی جب شادی کرتے ہیں تو آپس میں ایک دوسرے سے

پوچھتے ہیں کہ میں تجھے کس نام سے پکاروں جس سے تجھے اچھا لگے گا جس میں بے تکلفی اور مزا بھی ہے تو اللہ تعالی نے اپنے پیارے رسول ﷺ کے لئے عبد کے نام کو بہت زیادہ پسند فرمایا۔

عبدیت والے نام

اور اسی مضمون کو بخاری شریف کی روایت میں اس طرح فرمایا گیا کہ، اَحَبُّ الاَسمَآءِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی عَبدُ اللّٰہِ وَعَبدُ الرَّحمن ، کہ اللہ تعالی دو ناموں کو بہت زیادہ پسند کرتے ہیں، ایک عبداللہ، اور دوسرا عبدالرحمٰن، اس لئے کہ ان دونوں میں عبدیت کا معنی ہے بہرحال ان تمام باتوں سے پتہ چلا کہ عبدیت اللہ تعالی کو بہت پسند ہے اس لئے ہمیں عبدیت اور تواضع اور انکساری کا اختیار کرنا بے انتہاء ضروری ہے۔

آدمؑ کا نمونہ کیسے بن سکتے ہیں؟

اور بندہ جب تک اپنے آپ کو جھکا کر چلتا ہے اور اپنے آپ کو عبدیت والا بناتا ہے تو وہ اس دنیا میں آدم کا نمونہ بن کر رہتا ہے اس لئے کہ سب سے پہلے تواضع اور عبدیت کا کردار حضرت آدمؑ نے پیش کیا قرآن پاک نے آدم اور ابلیس کے دو کردار پیش کئے ہیں آدمؑ کی خوبی ہی یہی تھی کہ انہوں نے اپنے جرم کا اقرار کیا تھا۔ اعتراف کیا تھا اور کہا تھا، رَبَّنَا ظَلَمنَا اَنفُسَنَا وَاِن لَّم تَغفِر لَنَا وَتَرحَمنَا لَنَکُونَنَّ مِنَ الخَاسِرِینَ ، اس عبدیت کے اعتراف نے آدم کو خدا تعالی کا مجتبی

بنا دیا اس غلامی نے حضرت آدمؑ کو خدا تعالی کا مقرب بنا دیا اور انانیت نے ابلیس کو راندۂ درگاہ کر دیا جو کوئی تکبر کرتا ہے وہ ابلیس کا بھائی ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ ہمارے پاس کچھ علم ہے ہمارے پاس بزرگی ہے ہمارے پاس مال و دولت ہے، تو ایسے لوگ دنیا میں صرف آدمی کے نام سے جیتے ہیں اور حقیقت میں وہ ابلیس کے بھائی ہیں اور جس نے انانیت کے سے کام لیا اس کا انجام یہ ہوا کہ وہ دنیا میں بھی ملعون ہے اور آخرت میں بھی ملعون ہے۔

بندہ بن کر رہنے میں مزا ہے

میرے بھائیو!

اس سے پتہ چلتا ہے بندے کو بندہ بن کر رہنے میں جو مزا ہے وہ بندے کو خدا بن کر رہنے میں مزا نہیں ہے، انسان کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو بندہ بنا کر رہے بندہ کا کمال یہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو اللہ تعالی کے سامنے جھکا کر رہے جو بندہ اپنے اللہ کے سامنے اپنے آپ کو جتنا زیادہ جھکا کر چلے گا وہ اتنا ہی زیادہ عبادات و ریاضات میں نیز مجاہدات میں لطف حاصل کرے گا عبادات میں اس کو اتنی زیادہ لذت ملے گی۔

عباد الرحمٰن میں لفظ رحمٰن کیوں لائے؟

اور دیکھو! قرآن مجید نے عباد الرحمٰن میں عباد کی نسبت رحمٰن کی طرف کی۔ حالانکہ اللہ تعالی کے تو بہت سے نام ہیں اللہ تعالی عباد اللہ فرما دیتے یا عباد الغفور

فرماتے عباد الوھاب فرما دیتے،لیکن رحمٰن کا لفظ ذکر کر کے اللہ تعالی بتانا چاہتے ہیں کہ صفت عبدیت بھی ہمارے رحم وکرم ہی سے آسکتی ہے، اگر کسی کے اندر صفت عبدیت ہے تو وہ ہمارے رحم وکرم ہی کی نسبت پر ہے ورنہ یہ کوئی کسبی چیز نہیں ہے کہ جس کو ہرکس وناکس اپنے اندر پیدا کرسکتا ہو، اللہ تعالی جس کو اپنے رحم وکرم سے نواز دے وہی اپنے اندر عبدیت کی صفت پیدا کرسکتا ہے وہی اپنے اندر تواضع پیدا کرسکتا ہے۔اور جو پیدا کرے گا وہ بلند ہو جائے گا: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ :

عباد الرحمٰن کی پہلی صفت بندگی ہے

جن آیات کریمہ کی ہم نے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالی اپنے مخصوص بندوں کی کچھ صفات بیان کرتا ہے سب سے پہلے فرمایا کہ غلامی اور بندگی کس کو کہتے ہیں؟ مومن کی چال ڈھال کیسی ہونی چاہیئے ؟ بندگی مومن کے قال میں بھی اور حال میں بھی اور چال میں بھی ہونی چاہیئے ، تینوں میں بندگی ہونا چاہیئے ، اگر کوئی زور زور سے کہہ رہا ہو کہ ہم خدا تعالی کے بندے ہیں، لیکن اس کی چال بتا رہی ہے کہ خدا ہم ہیں، اس کے اندر متکبرانہ مزاج ہے تو یہ بندگی نہیں ہوئی، اسی لئے قرآن پاک نے پہلے ہی فرمایا کہ عباد الرحمٰن وہ ہیں جن کے ظاہر کا اثر ان کے باطن پر بھی پڑتا ہو، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں اگر کوئی صرف تواضع سے چل رہا ہے، مگر اندر سے حسد ہے، اندر سے تکبر ہے۔ خدا تعالی کی نافرمانی ہے تو اس کو عبدیت نہیں کہیں گے، کیوں؟ اس لئے کہ اندر سے

عبدیت نہیں ہے، اور اگر یہ دعوی کر رہا ہے کہ میں تواضع والا ہوں، اور اکڑ کر چل رہا ہے تو اس کو بھی تواضع نہیں کہیں گے، اس کو عبدیت نہیں کہا جاتا ہے پتہ چلا کہ ظاہر کا اثر باطن پر پڑتا ہے اور اس کا اعتبار ہے۔

کچھ لوگوں کا وسوسہ اور ان کو جواب

اس سے ان لوگوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ اصل تو دل ہے ظاہر کو کیا سدھاریں؟، تو دیکھیئے! قرآن پاک کہتا ہے کہ عباد الرحمٰن وہ ہیں جو ظاہری چال کو بھی ٹھیک بناتے ہیں، اور باطن کو بھی ٹھیک بناتے ہیں، اگر ظاہر کو بنانے کا مسئلہ نہ ہوتا تو قرآن ظاہری چال کو کیوں درست کرنے کا حکم دیتا؟ اور ہمارے استاذ محترم حضرت مولانا ابرار احمد صاحب دھولیویؒ فرماتے تھے کہ جو لوگ اپنا ظاہر نہیں سدھارتے ہیں، اور یہ کہتے ہیں کہ اصل تقوی کا تعلق تو دل سے ہے، تو وہ کھلے وسوسہ میں ہیں، اور وہ مثال دیتے تھے اگر تقوی صرف ظاہر میں ہے تو سننا بھی کان کے اندر والے پردہ سے ہوتا ہے، باہر والے کان سے نہیں، پھر اس کی کیا ضرورت؟ اس کو کاٹ ڈالو، ظاہر اگر کچھ بھی نہیں ہے تو دیکھنے کا تعلق آنکھ کے اندر کی پتلی کرتی ہے، اوپر کی بھویں کاٹ ڈالو، لیکن آدمی اس کو سنوارتا ہے، کان کو صاف کرتا ہے آنکھ کی حفاظت کرتا ہے، اور جب اس کا ظاہر سنور جاتا ہے تو اس کے باطن کو بھی خوشی ہوتی ہے، اس میں تعجب کی کیا بات ہے، دیکھو اگر آپ صاف ہو کر غسل وغیرہ فرما کر بال وال بنا کر باہر نکلو تو روح کو بھی تازگی نصیب ہوتی ہے۔ حالانکہ ہوا صرف ظاہر کو لگی ہے لیکن باطن بھی خوش ہوتا ہے۔ پتہ چلا کہ ظاہر کا بھی اعتبار ہے۔

باطن بنانے کی دلیل

میں تو یوں کہتا ہوں کہ ظاہر کا اثر باطن پر ضرور پڑتا ہے اسی لئے نماز کو مسجد میں مشروع قرار دیا گیا حالانکہ آدمی گھر بیٹھ کر بھی چار رکعت چھ رکعت پڑھ سکتا ہے لیکن کندھوں سے کندھا ملا کر کھڑے رہنے کو کہا گیا اور ایک امام کے پیچھے کھڑے رہنے کو کہا گیا یہ سب کیوں؟ اس لئے کہ جب ظاہر میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے رہیں گے تو اطاعت شعاری، ایک دوسرے کی محبت، اور اتحاد و اتفاق پیدا ہوگا، اور اس کی وجہ سے دل پر اثر پڑیگا، اس لئے اللہ تعالی نے سب سے پہلے انسانوں کو رحمٰن کا بندہ بنانے کے لئے ظاہر کو سنوارنے کی ہدایت دی ہے کہ، وَيَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ، کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر نرمی کے ساتھ چلتے ہیں۔

نرمی سے چلنے کو فرمایا آہستہ نہیں

رحمٰن کے بندے نرمی کے ساتھ چلتے ہیں آہستہ نہیں فرمایا، بلکہ نرمی کے ساتھ چلنے کو فرمایا، بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ بزرگانہ چال یہ ہے کہ بالکل آہستہ آہستہ چلیں، سو یہ غلط ہے، حضرت عمر بن خطابؓ کے بارے میں کنز العمال میں ایک روایت لکھی ہے کہ ایک نوجوان ایسے چل رہا تھا جیسے کہ کوئی بیمار آدمی چل رہا ہو، حضرت عمرؓ نے بلایا اور فرمایا کہ بیمار ہو؟ کہا کہ امیر المومنین بیمار نہیں ہوں، کہا کہ ابھی درہ دکھاؤں گا تو گردن سیدھی ہو جائیگی، یہ کیسے بیماروں کی چال چل رہے ہو، ذرا تیزی کے ساتھ چلو، مردانگی کی چال چلو، کچھ لوگ تفسیر میں لڑکھڑا جاتے ہیں اور کہتے

ہیں کہ آہستہ چلنا مراد ہے، آہستہ چلنا مراد نہیں ہے بلکہ نرمی کے ساتھ چلنا مراد ہے۔

حضور اکرم ﷺ کے چلنے کا انداز

حضور اکرم ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ﷺ جب چلتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ زمین سمٹ رہی ہو، بلکہ کہیں کہیں روایت میں تو آتا ہے، کہ **اِذَا مَشٰی کَاَنَّمَا یَنحَطُ مِن صَبَبٍ**، کہ جب آپ ﷺ چلتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ ڈھلوان کی طرف اتر رہے ہو، اب بتائیے کہ چڑھنے میں دیر لگتی ہے یا اترنے میں (چڑھنے میں) پتہ چلا کہ حضور ﷺ تیزی سے چلتے تھے، آج کل لوگ اسی کو بزرگی سمجھتے ہیں کہ ٹیڑھا چلتے ہیں، مجھے بہت چڑ آتی ہے یہ طریقہ سنت کے خلاف ہے حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ایسا چلتے تھے کہ کوئی اجنبی سمجھ نہیں پاتا تھا کہ اس میں محمد کون ہیں اور صحابہ کون ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضور ﷺ کی عبدیت کا عالم

آپ ﷺ ایسی چال چلتے تھے کہ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ منورہ پہنچے تو جن لوگوں نے آپ ﷺ کو نہیں دیکھا تھا وہ ابوبکر کو محمد ﷺ اور محمد ﷺ کو ابوبکر سمجھ رہے تھے، آپ ﷺ اپنے اندر کوئی امتیاز نہیں رکھتے تھے اس لئے کہ بات وہی ہے کہ خوشبو والے پھول کو کہنا نہیں پڑتا ہے کہ میرے اندر خوشبو ہے، جب حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ لوگ سمجھ نہیں پا رہے ہیں تو سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے چادر آپ

ﷺ کو اڑھائی، پھر لوگ سمجھ گئے کہ محمد ﷺ یہ ہیں اس لئے کہ مخدوم ہی کو چادر اڑھائی جاتی ہے، اسی لئے ہمارے اسلاف اللہ ان کی قبروں کو نور سے منور فرمائے (اٰمین) وہ اپنے اندر بھی کوئی امتیاز نہیں رکھتے تھے، آپ ﷺ کے بارے میں آتا ہے کہ، یَسُوْقَ اَصْحَابَہٗ کہ اپنے صحابہ کو حضور اکرم ﷺ اپنے سے آگے رکھتے تھے ، پیچھے چلتے تھے، اور اللہ معاف فرمائے آج کل تھوڑا بہت کچھ آ گیا تو سوچتا ہے میرے آگے پیچھے کوئی چلے، اسی لئے تو قرآن پاک نے فرمایا کہ ،یَمْشُوْنَ عَلَی الاَرْضِ ھَوْنًا ، کہ مومن زمین پر اکڑ کر نہیں چلتا ہے، مومن تواضع اور انکساری کے ساتھ زمین پر نرمی کے ساتھ مگر تیز قدم جما کر رکھتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ اللہ تعالیٰ کی اس سرزمین پر اکڑ کر چلے۔

ملٹری چال بھی ٹھیک نہیں ہے

آپ حضرات نے دیکھا ہوگا کہ کچھ لوگ کھٹا کھٹ ایسے پیر رکھتے ہیں جیسے کہ ملٹری چال چل رہے ہوں، ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ، لَاتَمْشِ فِی الاَرْضِ مَرَحًا، اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَا لَ طُوْلًا ، کہ تم اکڑ کر مت چلو اور قرآن پاک کیسا خبردار کرتا ہے کہ کتنا بھی اکڑ کر چلو گے زمین تو تمہارے چلنے سے پھٹنے والی نہیں ہے اور کتنا بھی کود کود کر چلو گے تو پہاڑ کی بلندی پر نہیں پہنچ سکتے یہ قرآن کا انداز بیاں ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اکڑ کر اور تکبر کے ساتھ زمین پر مت چلو، اترا کر مت چلو۔ بہر حال اس آیت پاک سے سمجھ میں آیا کہ ملٹری چال بھی ٹھیک نہیں۔

حضرت لقمانؑ کی نصیحت

حضرت لقمانؑ کی کچھ نصیحتیں قرآن پاک نے اکیسویں پارے کے اندر ذکر فرمائی ہیں، بڑی قیمتی نصیحتیں ہیں بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر کام آنے والی نصیحتیں ہیں جن کو اللہ تعالی نے توفیق دی ہو، وہ ان نصیحتوں کو ضرور پڑھ لیں یٰبُنَیَّ، یٰبُنَیَّ کہہ کر جو نصیحتیں کی گئی ہیں ان میں ایک نصیحت یہ ہے کہ وَاقْصِدْ فِی مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ، کہ اے میرے بیٹے چال میں اعتدال کے ساتھ رہنا، نہ بہت زیادہ تیز، نہ بہت زیادہ آہستہ چلنا، بلکہ اعتدال کے ساتھ چلنا درمیانہ انداز سے چلنا تمہاری چال میں اسلامی مزاج ٹپکتا ہو، نہ کہ شریروں کی شرارت چھلکتی ہو، حضرت لقمانؑ جو اپنے وقت کے مشہور حکیم ولی صفت انسان تھے اور بعض لوگوں نے تو ان کو نبی بھی کہا ہے انہوں نے یہ نصیحت فرمائی کہ اپنی چال کو درست رکھو، اور ان کی تمام نصیحتیں بہت قیمتی ہیں۔

نماز کے لئے بھاگ کر آنا ممنوع ہے

اور دیکھو نماز کے اندر تیزی سے بھاگ کر آنے کو بھی آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے، کچھ لوگ گھر سے دیر سے آتے ہیں، اور دیکھا کہ رکوع ہونے والا ہے تو اتنا تیز دوڑتے ہیں ایسا لگتا ہے کہ مسجد گر جائیگی، تو اس طرح بھاگ کر نماز میں شامل ہونا منع ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز سراپا عبدیت کا نام ہے اور بھاگ کر آنے میں عبدیت نہیں رہتی ہے اس لئے منع ہی فرمادیا۔

آپ ﷺ کی تربیت

ایک واقعہ میں آپ کو سناتا ہوں کہ ایک مرتبہ ایک صحابی ذرا دیر سے مسجد میں آئے اور آپ کو معلوم ہے کہ جس کو رکوع مل گیا اس کو رکعت مل گئی، اور رکوع جس کا صحیح اس کی رکعت صحیح، میں تو اس کو برزخ کہا کرتا ہوں اس لئے کہ برزخ بھی جس کی صحیح اس کی تمام منزلیں صحیح، اور سجدے میں تو قبر ہی یاد آتی ہے، تو وہ صحابی رضی اللہ تعالی عنہؓ بھاگتے بھاگتے آئے اور رکوع میں شامل ہو گئے اور آپ کو معلوم ہے کہ بھاگ کر آنے کے بعد سانس چڑھ جاتی ہے تو ان کا سانس پھول گیا آپ ﷺ نے سلام پھیرنے کے بعد فرمایا کہ کون ہیں وہ صاحب جو بھاگ کر آئے تھے۔

یہاں ایک بات سن لو کہ آپ ﷺ کسی کی تربیت فرماتے تھے تو حکمت کے ساتھ فرماتے تھے، اور اس کی حوصلہ افزائی بھی فرماتے تھے، وہ صحابی تو اعلان سن کر گھبرا رہے تھے کہ اب کیا ہوگا، اور وہ بھی بھاگ کر اسی لئے آئے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ایک رکوع زیادہ ملے گا اور جماعت پوری مل جائے گی جب حضور ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو بھاگ کر آیا ہے تو وہ گھبرانے لگے کہ اب کیا ہوگا؟ لیکن اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا، **زَادَکَ اللّٰہُ حِرْصًا**، اللہ تعالی تمہاری تمنا میں اور ان جذبات میں اور اضافہ فرمائے، پہلے دعا دی، اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تمہارا بھاگنا اور دوڑنا میرے ساتھ رکوع میں شامل ہونے کے لئے تھا اور آگے نصیحت فرمائی کہ، **وَلَا تَعُدْ**، بھاگو مت، اب ہم اور آپ ہوتے تو

کیا کہتے کہ شرم نہیں آتی تمہیں کہ اس طرح بھاگتے ہو، اور پتہ نہیں کیا کیا جملے کہتے ، ذرا عقلمندی سے بات کرنی چاہئیے پیار محبت سے سمجھانا چاہئیے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ، زَادَکَ اللّٰهُ حِرُصًا۔ اللہ تعالی تمہاری اس ادا میں اور اضافہ فرمائے۔ اس کے بعد اصلاح فرمائی۔ گویا اس حدیث پاک میں ہمیں امت کی اصلاح کیسے کرنی ہے اس کا طریقہ بھی بیان فرمایا۔

لَاتعُدُ کے تین مطلب ہوسکتے ہیں

اور دیکھو! جیسا کہ قرآن پاک میں الگ الگ قرائتیں ہیں اسی طرح احادیث کے اندر بھی قرائتیں ہیں اب اس جملے کو تین طرح پڑھ سکتے ہیں وَلَا تَعُدْ، ولاتَعْدُ، ،ولا تُعِدْ ، تینوں کے معنی الگ الگ ہیں اور تینوں بھی ماشاء اللہ اپنی اپنی جگہ پر صحیح ہیں ،وَلَاتَـعُـدْ کا مطلب یہ ہوگا کہ اب دوبارہ کبھی ایسی حرکت مت کرنا اس لئے کہ اس سے نماز کا خشوع اور خضوع فوت ہو جاتا ہے اور دوسرے کچھ محدثین نے اس کو پڑھا ہے لاتَعْدُ،اور،، عَـدَا یَعْدُوْ عَدَاوَةً،، کا معنی ہوتا ہے دوڑنا بھاگنا یعنی بھاگا مت کرو۔

اور عربی زبان کا کمال یہ ہے کہ دشمن کو بھی عربی میں، عَـدُوّ ،کہا جاتا ہے اس لئے کہ ایک دشمن دوسرے دشمن کی ٹوہ میں ہی لگا رہتا ہے اس کو مارنے کے لئے اپنا دماغ بھگاتا ہے یا اپنے قدم کو اس کے پیچھے دوڑاتا ہے، اس لئے اس کو بھی عَـدُوٌّ کہا جاتا ہے۔ اور ایک قرأت ہے و لا تُـعِـدْ، کہ تم اپنی نماز دوبارہ مت لوٹاؤ، اس لئے کہ تم نے نماز کا رکوع ہمارے ساتھ پالیا، اب دوبارہ نماز لوٹانے کی ضرورت

نہیں ہے،اوراخیر میں فرمایا کہ ،عَلَیکُمُ السَّکِینَۃُ وَالوَقَارُمَا اَدرَکتُم فَصَلُّوا وَمَا فَاتَکُم فَاتِمُّوا . کہ بالکل سکینت کے ساتھ اور وقار کے ساتھ نماز کے لئے چل کر آیا کرو، بہت بھاگنا بھی نہیں اور بہت تیزی کے ساتھ چلنا بھی نہیں، بلکہ اطمینان کے ساتھ آیا کرو، جو رکعت مل جائے اس کو پڑھ لو، اور جو رکعت چھوٹ جائے اس کو بعد میں پوری کرلو۔ جب نماز کے لئے اطمینان اور وقار سے چلنے کے لئے کہا گیا ہے تو پھر دوسری جگہوں پر اس انداز سے چلنا کہ ہم سے بڑا کوئی نہیں ہے، اور ہمارا مقام بہت اونچا ہے یہ کیسے درست ہوسکتا ہے؟ ہم اس کا تصور ذہنوں سے نکال دیں۔

اکڑ کر چلنے والوں کے ساتھ قبر کا سلوک

تو فرمایا کہ میرے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے ہیں بلکہ اعتدال کے ساتھ چلتے ہیں، اَلَّذِینَ یَمشُونَ عَلَی الاَرضِ ھَونًا ،اور دیکھو حدیث پاک کے اندر آتا ہے، بَا بُ عَذَابِ الْقَبْرِ کے اندر یہ روایت ہے کہ جو لوگ بہت اکڑ اکڑ کر چلتے ہیں جب وہ مر جاتے ہیں تو قبر ان سے کہتی ہے کہ بھول گیا تو میری پشت پر بڑا اکڑ کر چل رہا تھا، اب میں تجھے ایسے دبوچوں گی ایسے دبوچوں گی کہ تیری پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جائیں گی۔

امام مالکؒ کا مقولہ

امام مالکؒ فرماتے ہیں انسان زمین پر اکڑ کر کیسے چلے؟، اَوَّلُــــہ نُطفَۃٌ

وَاٰخِـرُهٗ تُـرَابٌ ، کہ آدمی اکڑ کر کیسے چلتا ہے اس کو تو اپنی ابتداء اور انتہاء دیکھنی چاہئیے ، اول ابتداء میں تو ہم نطفہ تھے ، اور آخری انجام مٹی ہے ، کتنا ہی تن و من جسم ہو ، لیکن قبر کی مٹی اس کو بھی گلا دیتی ہے ، سوائے ان لوگوں کے جن کا تذکرہ حدیث میں آیا ہے ۔

عبادالرحمٰن کی دوسری صفت

عبادالرحمٰن کی دوسری صفت بیان فرمائی کہ جب ان سے نادان لوگ الجھ جاتے ہیں تو یہ لوگ سامنے والے کے ساتھ الجھتے نہیں ہیں ، بلکہ سلام کر کے نکل جاتے ہیں ، اور سامنے والے کے ساتھ الجھنا مسئلہ کو بگاڑ دیتا ہے ، اس کو تو السلام علیکم کر کے چلے جانا چاہئیے کہ بھائی تو جانے اور تیرا کام جانے ، اسی لئے ایسے لوگوں کے ساتھ جن کو آپس میں گفتار کا طریقہ نہ ہو ، ان کے ساتھ زیادہ ہم کلامی باعث شر ہوتی ہے ، ان لوگوں کو بس **السلام علیکم** ہی کہہ کر نکل جانا چاہئے ۔

جاہل آدمی کے ساتھ الجھنے کا نقصان

اسی لئے حدیث پاک میں فرمایا جس کا مفہوم یہ ہے کہ جاہل آدمی کے ساتھ گفتگو کرنا آپ کے ایمان کو بھی ضائع کر سکتا ہے ، ہر ایک کا جواب دینا بھی ضروری نہیں ہے ، اسی لئے ہمارے علماء نے مناظرہ کرنے کی شرط لگائی ہے کہ اگر آپ کسی کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہتے ہیں ۔ آپ کو کوئی قادیانی مل گیا یا کوئی غلط نظریات رکھنے والا مل گیا ، اور آپ کے ساتھ مناظرہ کرنا چاہتا ہے تو پہلے آپ دیکھ

لیجئے کہ اگر آپ دلائل دیں گے تو وہ صحیح بات کو قبول کرے گا یا نہیں، اگر قبول کرتا ہے تو اس کے ساتھ مناظرہ کرنے میں فائدہ ہے، اور مقابلہ ٹھیک ہے، اور اگر وہ اپنی ہی بات پر تلا ہوا ہے، اور آپ کی بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہے، تو اسلام اس طرح کی گفتگو کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے، اس کے ساتھ بحث نہ کرنے سے ایمان کمزور ہو جانے والا نہیں ہے، اور کچھ مفسرین، وَاِذَاخَاطَبَهُمُ الجَاهِلُونَ قَالُوْ ا سَلَامًا کے تحت لکھتے ہیں کہ نیک بندے سلامتی والی بات کہتے ہیں کہ اس کو بھی برا نہ لگے اور اپنی بھی بات چل جائے ،تو رحمٰن کے مخصوص بندوں کی ایک تو چال بیان کی گئی کہ، یَمْشُوْنَ عَلَی الاَرْضِ هَونًا ،زمین پر نرمی سے چلتے ہیں اور دوسری صفت بیان کی گئی کہ وَاِذَاخَاطَبَهُمُ الجَاهِلُونَ قَالُوْ ا سَلَامًا ۔کہ وہ جاہلوں سے نہیں الجھتے ہیں۔

عبادالرحمٰن کی تیسری صفت

اور تیسری صفت یہ بیان کی گئی کہ ،وَالَّذِینَ یَبِیتُونَ لِرَبِّهِم سُجَّدًا وَقِیَامًا کہ رحمٰن کے نیک بندے وہ ہیں جن کی راتیں رکوع اور سجدے میں گزرتی رہتی ہیں جو دن میں اپنے اہل وعیال کے لئے کماتے ہیں اور دن میں اللہ تعالی کے کلمہ کو بلند کرنے کے لئے جہاد کرتے ہیں اور رات میں اللہ تعالی کے سامنے سر جھکا کر اللہ سے لو لگاتے ہیں۔اسی مضمون کو دوسرے مقام پر یوں بیان فرمایا کہ کَانُوا قَلِیْلاً من اللیل مایَهْجَعُونَ وَبالاسحارِ هم یَسْتَغْفِرُوْن، کہ اللہ کے

نیک بندے رات میں کم سوتے ہیں اور صبح اللہ کے سامنے استغفار باتیں کرتے ہیں۔

رات کی نماز کا ذکر کیوں؟

رات کی نماز کا تذکرہ فرمایا اس لئے کہ رات کی نماز میں روحانیت کی ترقی کو جتنا بڑا دخل ہے اتنا کسی بھی نماز کو نہیں ہے اسی لئے بیان فرمایا گیا کہ صَلُّوا بِالَّلیلِ وَالنَّاسُ نِیَام ، اسی لئے بیان فرمایا کہ تَتَجَافٰی جُنُوبُھُم عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا ، کہ رحمٰن کے بندے وہ ہیں جن کے پہلو بستر سے دور رہتے ہیں اور وہ اپنے رب سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں، تو رات کا وقت اللہ تعالی کی عبادت کا وقت ہے، رات کا وقت رکوع اور سجدے کا وقت ہے، اور حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ تہجد کی نماز پہلی امتوں پر بھی فرض قرار دی گئی تھی، اور رات کی نماز کا تذکرہ کرنے کے بعد حضور اکرم ﷺ کو اتنے بڑے عہدے اور مرتبہ کے دینے کا وعدہ کیا ہے جو کسی عمل کے بعد نہیں کیا گیا، ارشاد ہے ،وَمِنَ الَّلیلِ فَتَھَجَّد بِہٖ نَافِلَةً لَکَ ، کہ رات میں اپنے رب کے سامنے کھڑے ہو کر تہجد کی نماز پڑھو، اگر تم رات والی نماز پڑھو گے تو عَسٰی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحمُودًا ، کہ اللہ تعالی تم کو اس کے نتیجہ میں مقام محمود تک پہونچائیگا اللہ تعالی راتوں کی عبادت کے ذریعہ بندوں کو خوب نوازتا ہے، یہ عشرہ بھی راتوں کو جاگنے کا ہے، اس لئے اللہ تعالی کے سامنے روئیں دھوئیں، خدا تعالی سے

اپنی مغفرت طلب کریں، اللہ تعالی سے کار خیر کے جذبات کو بھی طلب کریں کہ اے اللہ تو ہمیں حسن توفیق سے نواز دے۔ آمین، اس لئے اس عشرہ میں خاص طور سے عبادات کرنی چاہئے۔

عشاء اور فجر کی ایک خاص فضیلت

اور حدیث پاک میں فرمایا کہ جس نے عشاء اور فجر جماعت کے ساتھ پڑھ لی تو اس کو رات بھر عبادت کرنے کا ثواب ملے گا اور اپنی ماؤں اور بہنوں کو بھی اس کی ترغیب دینی چاہیئے خوش نصیب ہیں میری وہ مائیں اور بہنیں جنہوں نے اپنے آپ کو اخیر عشرہ میں اعتکاف میں بٹھا دیا ہے یہ بھی سنت ہے جہاں آپ ﷺ اعتکاف فرماتے تھے، وہیں ازواج مطہرات بھی اعتکاف کرتی تھیں عورتوں کے لئے بھی اعتکاف مشروع ہے، یہ الگ بات ہے کہ عورت اپنے گھر کے اس کونہ میں چادر ڈال کر بیٹھ جائیں جہاں وہ ہمیشہ نماز پڑھتی رہتی ہیں، چادر کا تاننا بھی کوئی ضروری نہیں ہے، اور اس کے لئے سب سے پہلی شرط شوہر کی اجازت لینا ہے، اور بھی کچھ باتیں ہیں جو انشاء اللہ بعد میں آپ حضرات کے سامنے آئیگی۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقتباس

جو شخص رشتہ داریاں نہیں نبھاتا ہے بھائی کو بھائی نہیں سمجھتا ماں باپ کے حقوق ادا نہیں کرتا، بہنوں کا حق نہیں دیتا بھانجے بھتیجوں کے ساتھ صحیح معاملہ نہیں کرتا قرآن پاک ان لوگوں پر لعنت بھیجتا ہے جس کو فرمایا کہ: **اُوْلٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْءُ الدَّارِ** : کہ رشتہ داریاں نہ نبھانے والوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے، قرآن پاک باقی ہے، باقی رہے گا، لہذا ان لوگوں پر لعنت بھی ہمیشہ کے لئے باقی رہے گی یہ قرآن پاک کی بددعا ہے اگر کوئی بڑی ہستی انسان کو بددعا دے تو وہ انسان اپنے آپ کو بڑا بدنصیب سمجھتا ہے اور یہاں تو رشتہ داریاں نہ نبھانے والوں کو قرآن پاک خود بددعا دے رہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں رشتہ داری اور اس کی اہمیت

الحمدلله نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريک له ونشهد ان سيدنا ومولانامحمدا عبده ورسوله صلى الله تبارک وتعالى عليه وعلى اٰله واصحابه وازواجه وذرياته واهل بيته واهل طاعته وبارک وسلم تسليما كثيرا: اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ، اَفَمَنْ يَعْلَمُ اَنَّمَا اُنْزِلَ اِلَيْکَ مِنْ رَّبِّکَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَاب اَلَّذِينَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاق وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْءَ الْحِسَاب وقال تعالى وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًااصدق الله العظيم وصدق رسوله النبى الكريم ونحن على ذالک لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين

تمام احکامات پر عمل کرنے کا نام اسلام ہے

محترم بھائیو بزرگواور دوستو!

اسلام صرف پانچ وقت نماز پڑھ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام میں بہت سارے امور ہیں جن کا بجالانا ضروری ہے، ان میں سے ایک حقوق اللہ ہے اور دوسرے حقوق العباد کی ادائیگی ہے جو شخص ان تمام امور کو بجالاتا ہے وہ مکمل طور پر اسلام میں داخل ہے اسلام کسی ایک چیز کے ادا کرنے کا نام نہیں ہے کہ بعض کو ادا کیا جائے اور بعض کو ترک کیا جائے ، یہ کامل اسلام نہیں ہے ،قرآن مجید نے ایمان والوں کو دعوت دیتے ہوئے ایک بات کہی ہے یَـااَیُّهَـاالَّـذِینَ اٰمَنُوا ادۡخُلُو فِی السِّلۡمِ کَآفَّةً،اے ایمان والو! پورے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ اور یہود ونصاری کا طریقہ تم میں نہ ہو کہ بعض احکامات پر عمل کرے اور بعض پر نہ کرے۔

یہود ونصاری کا طریقہ یہی تھا کہ بعض احکامات پر عمل کرتے تھے اور بعض پر عمل نہیں کرتے تھے،جس کا قرآن پاک نے :اَفَتُوۡمِنُوۡنَ بِبَعۡضِ الۡکِتَابِ وَتَکۡفُرُوۡنَ بِبَعۡض کہہ کر رد کیا ہے کہ جو تمہیں اچھا لگتا ہے اس کو مانتے ہو،اور جو تمہاری خواہش کے خلاف ہوتا ہے اس کو نہیں مانتے ہو،اسلام اس طریقہ کو پسند نہیں کرتا۔مثلاً ایک آدمی نماز کا بہت پابند ہے روزہ بھی رکھتا ہے عمرہ بھی کرتا ہے لیکن اس کا تعلق رشتہ داروں کے ساتھ صحیح نہیں ہے،اس کی تجارت اسلامی طریقہ پر نہیں ہے،تو قرآن وحدیث کی روشنی میں ایسا شخص اللہ کے یہاں لعنت کا مستحق بنتا ہے،اس لئے کہ قرآن پاک کہتا ہے:فَـمَـا جَـزَآءُ مَـنۡ یَّـفۡعَلُ ذَالِکَ مِـنۡـکُـمۡ اِلَّا خِـزۡیٌ فِـی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ الۡقِیَامَةِ یُرَدُّوۡنَ اِلٰی اَشَدِّ

الْعَذَابِ : کہ جو بھی شخص شریعت میں بٹوارہ کرتا ہے احکامات کو تقسیم کر دیتا ہے تو ہم اس کو دنیا کی زندگی میں بے عزتی اور رسوائی دیتے ہیں اور آخرت کے دن اس کو سخت عذاب میں لوٹایا جائے گا قرآن کریم کی آیت کریمہ انسان کے دل کو رشتہ داری نبھانے کی دعوت دیتی ہے۔

قرآن پاک کی نظر میں اہل دل

اور قرآن پاک کہتا ہے کہ ہمارے نازل کردہ احکامات سے نصیحت صرف عقلمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں اور عقلمند لوگ کون ہیں؟ قرآن پاک نے ان کی پوری فہرست ہمیں بتلا دی۔ سب سے پہلے فرمایا کہ: اَلَّذِیْنَ یُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا یَنْقُضُوْنَ الْمِیْثَاقَ : عقلمند لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالی کے ساتھ عالم ازل میں کئے ہوئے وعدے کو پورا کرتے ہیں اس کو توڑتے نہیں ہیں: جلالین شریف کے حاشیہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اب تک یاد ہے کہ عالم ازل میں میرے پڑوس میں کون تھا۔ بہرحال تو اس وعدہ کو یاد رکھنا عقلمندی ہے، اور پہلے پارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ اس وعدے کو توڑتے ہیں اللہ تعالی کو ایک نہیں مانتے ہیں دنیا میں آکر دوسروں کو کرتا دھرتا مانتے ہیں، وہ لوگ فاسق ہیں اور آخرت میں خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

رشتہ داری نہ نبھانے والے ملعون ہیں

اور دوسرے نمبر پر قرآن پاک ان لوگوں کو عقلمند کہتا ہے جو رشتہ داریوں کو

نبھاتے ہیں اور رشتہ داروں کے ان حقوق کو ادا کرتے ہیں جن کے ادا کرنے کا اللہ تعالی نے حکم دیا ہے جو شخص رشتہ داریاں نہیں نبھاتا ہے بھائی کو بھائی نہیں سمجھتا ماں باپ کے حقوق ادا نہیں کرتا، بہنوں کا حق نہیں دیتا بھانجے بھتیجوں کے ساتھ صحیح معاملہ نہیں کرتا قرآن پاک ان لوگوں پر لعنت بھیجتا ہے جس کو فرمایا کہ: اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَةُ وَلَھُمْ سُوْءُ الدَّارِ : کہ رشتہ داریاں نہ نبھانے والوں پر اللہ تعالی کی لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے، قرآن پاک باقی ہے، باقی رہے گا، لہذا ان لوگوں پر لعنت بھی ہمیشہ کے لئے باقی رہے گی یہ قرآن پاک کی بد دعا ہے اگر کوئی بڑی ہستی انسان کو بد دعا دے تو وہ انسان اپنے آپ کو بڑا بد نصیب سمجھتا ہے اور یہاں تو رشتہ داریاں نہ نبھانے والوں کو قرآن پاک خود بد دعا دے رہا ہے۔

ایک فضیلت

بلکہ روایت میں آیا ہے کہ: اَلرَّحْمُ مُعَلَّقٌ بَیْنَ عَرْشِ اللّٰہِ یَقُوْلُ مَنْ وَصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ: آپ ﷺ نے فرمایا کہ رشتہ داری اللہ تعالی کے عرش پر لٹکی ہوئی ہے اور وہ دعا کرتی ہے کہ اے اللہ جو مجھ کو جوڑے تو اس کو جوڑ، اور جو مجھ کو توڑ دے تو اس کو توڑ۔ آپ دیکھئے کہ ہمارے آپس میں پھوٹ پڑتی ہے اور تعلق اللہ تعالی سے ٹوٹ جاتا ہے اس کے پیچھے یہی راز پوشیدہ ہے کہ ہم نے کسی رشتہ دار کا حق دبایا ہے اسی لئے اللہ تعالی سے تعلق ٹوٹا۔ جب آپس میں اختلاف ہوتا ہے تو اس کا نتیجہ پھر اس طرح ظاہر ہوتا ہے۔

رزق اور عمر میں برکت

حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ میرے رزق میں برکت ہو اور میری عمر میں برکت ہو تو اس کے لئے بہترین نسخہ یہ ہے کہ وہ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے، ہم میں کون ایسا ہے جس کو ان دونوں چیزوں کی فکر نہ ہو سب اسی کے لئے کوششیں کرتے ہیں انسان اللہ والوں سے اِنہی دو چیزوں میں برکت کے لئے دعائیں کرواتا ہے جب کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرو تمہارے رزق اور تمہاری عمر میں برکت ہوگی، سورہ نساء میں بھی اللہ تعالی نے رشتہ داری کو ادا کرنے کا حکم دیا ہے اور رشتہ داری کو توڑنے سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا، وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِی تَسَآئَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ: اللہ سے ڈرو جس سے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ داریاں توڑنے سے اللہ کے یہاں ڈرتے رہو۔

قاطع رحم کی دعا قبول نہیں ہوتی

وہ جگہیں جہاں دعائیں قبول ہوتی ہیں مثلاً شب قدر، شب برات، ملتزم، میزاب رحمت کے نیچے، میدان عرفات میں جہاں تمام دعائیں قبول ہوتی ہیں اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ایسی مبارک جگہوں پر بھی رشتہ داری توڑنے والے کی دعا قبول نہیں کی جاتی ہے، اللہ تعالی اس کی دعا قبول نہیں کرتے ہیں اس لئے کہ یہ رشتہ داریاں اللہ تعالی نے مقرر کی ہیں اللہ تعالی فرماتے ہیں ہم نے تجھے خاندان کا رشتہ دیا ہے ہم نے تجھ کو اس رشتہ سے جوڑا ہے اگر تو رشتہ داری کو توڑتا ہے تو گویا تو نے ہماری قائم کی ہوئی چیز کو توڑ دیا

اس خاندان میں ہم نے تجھے پیدا کیا تا کہ ان کے حقوق نبھائے اور تو ان پر خرچ بھی نہیں کرتا ہے بلکہ باہر اپنی واہ واہ بتلانے کے لئے خرچ کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے ہمارے انتخاب کو پسند نہیں کیا، یہ بہت سوچنے کی بات ہے۔

انسان کی دو رشتہ داریاں ہیں

قرآن مجید نے احسان جتلاتے ہوئے سورہ فرقان میں ایک جگہ ارشاد فرمایا وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَّصِهْرًا: اللہ کی ذات وہ ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیا، اور اس کے ساتھ دو رشتہ داریاں لگا دی ہیں، ایک نسبی رشتہ لگا دیا ہے، اور ایک سسرالی رشتہ لگایا ہے، اپنے ماں باپ کے جو رشتہ دار ہیں اس کو نسبی رشتہ کہا جاتا ہے، اور دوسرا سسرالی رشتہ ہوتا ہے کہ اگر تو نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کا خاندان تیرا خاندان ہو جائے گا، اس لئے کہ وہ عورت بہت ساری قربانیاں دیتی ہیں کل تک یہ اپنے ساتھ اپنے باپ کا نام لکھا کرتی تھی، جہاں تو نے اس کو قبول کیا یہ اپنے ساتھ تیرا نام لگا دیتی ہے، جب اس کی اتنی بڑی قربانیاں ہیں، تو پھر اس کے خاندان کو اپنا خاندان کیوں نہیں سمجھتا، اور وہ شوہر کے خاندان کو اپنا خاندان سمجھتی ہے، اس لئے اے مرد تیرا بھی فرض ہے کہ تو اس کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرے، میں اس کو تاکیدی انداز سے اس لئے کہہ رہا ہوں کہ قرآن پاک نے اس کو مقامِ امتنان میں ذکر فرمایا ہے قرآن پاک نے اس کو احسان جتلانے کے انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ (لیکن ساتھ میں یہ بھی یاد رکھو کہ سالی اور دیور اور ان کے علاوہ کچھ لوگوں سے پردہ ہے جس کا بیان کسی مناسبت آئے گا انشاءاللہ یا آپ مقامی علماء سے رجوع فرمائیں)

شادی کرنا کوئی گڑا گڑی کا کھیل نہیں ہے بلکہ شادی دو خاندانوں کا میلاپ ہے شادی دو خاندانوں کے آپس کی محبت ہے تو آدمی کو چاہیئے کہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے بعض روایات میں آتا ہے کہ جو شخص رشتہ داریوں کو نہیں نبھاتا اس کی نماز آسمان پر نہیں چڑھتی بلکہ لٹکی ہوئی رہتی ہے۔

خاندان بنانے کا مقصد

رشتہ داریاں اللہ تعالی کی قائم کی ہوئی ہیں اللہ تعالی سورہ حجرات میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:یَآاَیُّھَاالنَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا :اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مذکر اور ایک مؤنث یعنی آدم اور حواء سے پیدا کیا اورس کے بعد تمہیں خاندانوں میں بانٹ دیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان کر اس کا حق ادا کر سکو، اس لئے کہ اگر خاندان ایک ہی ہوتا تو انسان خاندان کے حقوق کیسے ادا کرتا اس لئے اللہ تعالی نے اس کو خاندانوں میں تقسیم کر دیا اور وہ اس لئے بھی تا کہ آپس میں شادیاں وغیرہ ہو سکے، اسی لئے نسل آدمؑ کے شروع میں یہ ترتیب بنائی گئی تھی کہ دوسرے بطن کی لڑکی سے پہلے بطن کا لڑکا نکاح کر سکتا ہے تو یہ خاندان کا بنانا اس لئے ہے تا کہ انسان حقوق کو ادا کر سکے، اللہ تعالی کے یہاں کالا گورا، امیر غریب، ہندوستانی یا لندنی ہونا معیار نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی کے یہاں کامیاب وہ ہے جو متقی اور پرہیز گار ہے اللہ تعالی نے فرمایا کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَ اللہِ اَتقٰکُمْ : کہ تم میں اللہ کے یہاں کامیاب شخص متقی ہے۔

رشتہ داری میں بدلہ نہ چکائیں

یہاں ایک بات یہ بھی سن لیں کہ کچھ لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ رشتہ داری اُنہی لوگوں کے ساتھ نبھانا چاہئیے جو ہمارے ساتھ رشتہ داری نبھاتے ہیں، بعض لوگوں سے کہو کہ بھائی تمہارے بھائی کی بچی کا نکاح ہے تم اس کی مدد کرو، وہ کہتا ہے کہ اس نے میری بچی کی شادی میں کیا دیا تھا کہ میں اس کی مدد کروں بلکہ عورتیں اس سلسلہ میں بہت آگے ہوتی ہیں وہ تو گن کر رکھتی ہیں کہ فلاں نے میری بچی کی شادی میں دس روپئے دیئے تھے میں بھی اس کی شادی میں دس ہی دوں گی، یہ رشتہ داری کو جوڑنا نہیں ہے بلکہ یہ تو بدلہ چکانا ہے دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِی: رشتہ داری کو جوڑنے والا وہ نہیں جو بدلہ کا بدلہ دے، اگر کسی نے ہماری دس روپئے سے مدد کی تو ہم بھی اس کی دس روپئے سے ہی مدد کریں گے یہ رشتہ داری کو جوڑنا نہیں ہے جس نے تمہارے ساتھ رشتہ داری نبھائی اس کے ساتھ تم بھی رشتہ داری نبھاؤ، یہ کوئی کمال کی بات نہیں ہے۔

بلکہ رشتہ داری کو نبھانے والا وہ ہے کہ اس کا رشتہ دار اس کو گالیاں دیتا ہو، اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا ہو، پھر بھی آپ اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں یہ رشتہ داری کو نبھانا ہے، اور یہ سب کے بس کی بات نہیں ہے، برائی کرنے والوں کے ساتھ اچھائی کرنے کے لئے جگر چاہئے، بلکہ اس مقام پر اچھے اچھوں کے دل اکھڑ جاتے ہیں۔ اگر کوئی آپ کو پانی پلاتا ہے اس کو آپ پانی پلائیں یہ کوئی کمال نہیں ہے کمال تو یہ ہے کہ جس نے آپ کی شان میں گستاخی کی اس کو آپ پانی پلائیں، اس کے ساتھ اچھا سلوک کریں، اس کے

ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئیں تب قرآن پاک اس کی فضیلت بیان کرتا ہے کہ: وَمَا يُلَقَّاهَا اِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا : وَمَا يُلَقَّاهَا اِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ، کہ جس نے اس مقام کو پالیا وہ لوگوں کے ساتھ ان کے برے سلوک کے باوجود ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے اور وہ بڑی قسمت والا ہے۔

آپ ﷺ کی شان رسالت

آپ ﷺ نے کتنی بہترین بات ارشاد فرمائی کہ رشتہ داری نبھانے والا وہ نہیں جو بدلہ چکائے بلکہ رشتہ داری کو نبھانے والا تو وہ ہے جو اچھا سلوک نہ ہونے پر بھی اس کے ساتھ اچھا نیکی کا معاملہ کرے، اور یہ بات آپ ﷺ کے شایان شان بھی ہے کہ قیامت تک آنے والی چیزوں کو بیان کر دیا جائے اس لئے کہ آپ ﷺ آخری نبی ہے آپ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

اس لئے آپ ﷺ نے ہمارے اس زمانہ کے حالات کو بیان فرما دیا بلکہ آپ ﷺ نے وہ باتیں بیان فرمائی جو عربوں میں موجود نہیں تھیں جن کا چلن عجم میں تھا لیکن اس کا بیان عرب میں اللہ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے کروایا یہ شان رسالت ہی ہے۔ آج کل ہمارے زمانہ میں ایسا ہو رہا ہے کہ جس نے ہماری پچاس روپئے سے مدد کی تو ہم بھی اس کی اتنی ہی مدد کرتے ہیں، اور جس نے مدد نہیں کی اس کے ساتھ ہم بالکل مدد والا معاملہ نہیں کرتے ہیں، یہ بات قرآن وسنت کی روشنی میں بالکل غلط ہے، ہم ایسے مقامات پر بھی حسن سلوک ہی کا معاملہ کریں جہاں ہمارے ساتھ کسی نے نیک سلوک نہ کیا ہو۔

رشتہ داری کے سلسلہ میں تاکیدی نظریہ

قرآن پاک نے جہاں جہاں والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے وہاں وہاں اللہ تعالی نے رشتہ داروں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے ،اللہ تعالی پہلے پارے کے دسویں رکوع کی ابتدائی آیات میں ارشاد فرماتے ہیں :وَاِذْاَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِی اِسْرَائِیْلَ لَاتَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَاناً وَّذِی الْقُرْبٰی : کہ اے لوگو! ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو،اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔اور دوسرے پارے کے چھٹے رکوع میں فرمایا:لَیْسَ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلَائِکَۃِ وَالْکِتَابِ وَالنَّبِیِّیْنَ وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی ۔اس آیت پاک میں جہاں بہت سی باتیں بیان کی گئی ہیں وہیں ایک بات یہ بھی ہے کہ نیک لوگ وہ ہے جو رشتہ داری کا حق ادا کرتے ہیں،اور سورہ بنی اسرائیل میں بھی اللہ تعالی نے ماں باپ کے احکام کو ذکر کرنے کے فوراً بعد کہا:وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّہٗ وَالْمِسْکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَاتُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا:

پوری آیت اس طرح ہے:وَقَضٰی رَبُّکَ اَنْ لَّاتَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْکِلَاھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیَانِی صَغِیْرًا،رَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِی نُفُوْسِکُمْ اِنْ تَکُوْنُوْا صَالِحِیْنَ فَاِنَّہٗ کَانَ لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا وَاٰتِ ذَاالْقُرْبٰی حَقَّہٗ،الخ ،، یہاں بھی اللہ تعالی نے سب سے پہلے اپنی توحید کا ذکر فرمایا پھر والدین کی فرمانبرداری اور ان کے ساتھ

ہمدردی کا ذکر فرمایا، اور اس کے بعد فرمایا کہ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور پانچویں پارے میں اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْبِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی یہاں بھی وہی مطلب ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

رشتہ داری بے غرض نبھائیں

آدمی آج کے دور میں نام پسند ہو گیا رشتہ داروں میں اس کا نام نہیں ہوتا اس لئے وہ وہاں خرچ نہیں کرتا، اور جہاں اس کے نام کی واہ واہ ہوتی ہے وہاں انسان روپیہ پیسہ لگاتا ہے بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں صاحب کو نہیں دینا ہے ان کے پاس کیا کم ہے؟ اور بہت سے لوگ مختلف قسم کے جملے کہتے ہیں لیکن ان سب کے باوجود ان کا خیال رکھنے کا حکم ہے۔ بلکہ اسلام یہ کہتا ہے کہ زکوۃ جیسے مقدس فریضہ کا سب سے پہلا حقدار آدمی دینے والے کا رشتہ دار ہے، بشرطیکہ ڈائیریکٹ خون نہ ملتا ہو، مثلاً باپ دادا وغیرہ کو نہیں دے سکتا، اسی طرح بیٹا پوتا پر پوتا وغیرہ کو نہیں دے سکتا، ہاں جہاں خون علیحدہ ہو جائے وہاں دے سکتا ہے، مثلاً بہن کو دے سکتا ہے، بھائی کو دے سکتا ہے، اسی طرح بھانجے اور بھتیجے کو دے سکتا ہے۔

زکوۃ کے اولاً مستحق رشتہ دار ہیں

اور یہ رشتہ دار اگر غریب ہیں تو زکوۃ کے سب سے پہلے حقدار ہیں، اسلام نے ترتیب وار بتلایا ہے کہ سب سے پہلے رشتہ داروں میں زکوۃ دی جائے گی اور رشتہ داروں

میں جو زیادہ قریب ہیں ان کو پہلے دیا جائے گا، اور اگر رشتہ دار سب مالدار ہیں وہ زکوۃ کے مستحق نہیں ہیں تو اب پڑوسیوں کا نمبر آئے گا اس کے بعد محلے میں جو مستحق ہیں ان کا نمبر آئے گا ان کے بعد آپ کے گاؤں یا شہر والوں کا نمبر آئے گا بلکہ صاحب ہدایہ نے ایک بات لکھی ہے کہ اگر بستی میں غریب لوگ ہیں اور ان کی ضرورتیں پوری نہیں ہو رہی ہیں اب اگر کوئی باہر زکوۃ بھیجتا ہے تو اس کی زکوۃ ادا نہیں ہوگی۔

رشتہ داری نبھانے والا رسوانہیں ہوتا

اور الحمد للہ مجھے ایک زبردست بات یاد آ رہی ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت خدیجۃ الکبری اسلام میں داخل نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے جناب نبی اکرم ﷺ کو تسلی دی تھی اس لئے کہ حضور ﷺ کو نبوت تو چالیس سال کی عمر میں ملی جب کہ نکاح پچیس سال کی عمر میں ہی ہوا تھا حضور اکرم ﷺ تلاش حق میں غار حرا کے چکر لگاتے تھے: وَكَانَ يَتَحَنَّثُ فِي غَارِ حِرَاءِ کے الفاظ وارد ہیں جب حضور اکرم ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو فرشتہ کو پہلی بار دیکھا تھا اس لئے سردی بھی لگ رہی تھی اور گرمی بھی ہو رہی تھی جب پسینہ نکلے اور ٹھنڈی ہوا بھی لگے تو سردی ہو جاتی ہے اور جب کوئی مصیبت آتی ہے تو آدمی کی فطرت ہے کہ اس مصیبت کا تذکرہ آدمی سب سے پہلے اپنی بیوی کے پاس کرتا ہے تو حضور اکرم ﷺ نے سب سے پہلے اپنی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ سے فرمایا کہ: زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي : مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ۔

اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کا بدن مبارک کپکپا رہا تھا۔ حضرت خدیجہؓ نے پوچھا میرے آقا کیا بات ہے آج آپ اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ایسا لگتا ہے کہ میری ذات ختم ہو جائیگی، اصل بات میں آپ کو بتلانا چاہتا

ہوں حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ: كَلَّا وَاللّٰهِ لَا يُخْزِيكَ اللّٰهُ اَبَدًا ،اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتُكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِينُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ کہ: اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالی آپ کو رسوانہیں فرمائے گا اس لئے کہ آپ رشتہ داروں کا حق ادا کرتے ہیں۔ دیکھو حضرت خدیجہؓ ابھی ایمان نہیں لائی ہیں لیکن وہ بھی مانتی ہیں کہ جو رشتہ داروں کا حق ادا کرتا ہے اللہ تعالی اس کو رسوانہیں کرتا حضرت خدیجہؓ کو پہلے ہی سے دین سے لگاؤ تھا، انہوں نے ورقہ بن نوفل سے سن رکھا تھا وہ آسمانی کتابوں کو پڑھتے تھے کہ جو صلہ رحمی کرتا ہے وہ کبھی رسوانہیں ہوتا اس لئے انہوں نے یقین سے کہا اور خدیجہ وہ ام المؤمنین ہے جنکے بطن مبارکہ سے اللہ تعالی نے جنت کی سردار حضرت فاطمہؓ کو پیدا فرمایا وہ فرماتی ہیں کہ جو رشتہ داری کا حق ادا کرے وہ کبھی رسوانہیں ہوسکتا۔

وحی بھاری ہوتی ہے

اور وحی کوئی معمولی چیز نہیں ہے ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ میری ران پر سر رکھ کر سو رہے تھے اس وقت وحی نازل ہوئی تو مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میری ران ٹکڑے ٹکڑے ہو کر چور ہو جائیگی یہ وحی ہے جس کے بارے میں قرآن پاک نے کہا کہ: لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ : کہ اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کرتے تو وہ پہاڑ چورا چورا ہو جاتا ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور وحی نازل ہوئی تو وہ اونٹنی اس طرح بیٹھ گئی کہ ایسا لگ رہا تھا کہ وہ اونٹنی زمین میں دھنس جائے گی۔

مشرک والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم

میرے بھائیو! قرآن کہتا ہے کہ اگر کسی کے ماں باپ مشرک ہوں تب بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے اکیسویں پارے کی آیت ہے: وَاِنْ جَاهَدَاکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِی مَالَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْم فَلاَ تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا اس آیت پاک کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی کے والدین مشرک ہوں اور وہ اولاد کو اللہ تعالی کی نافرمانی کا حکم دیں تو ان کی بات نہیں مانی جائیگی لیکن ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا جائے گا۔ ہم لوگ اپنی زندگی کا موازنہ کریں کہ ہم لوگ قرآن پاک کی ان آیات پر اترتے ہیں یا نہیں۔

غیر رشتہ دار سے قطع تعلق نادرست

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ جو رشتہ دار ہمارے گن گاتا رہتا ہو، اور جو رشتہ دار ہمارے گھر کے چکر لگاتا رہتا ہو، وہ تو بہت اچھا ہے اور جس رشتہ دار نے ہمارا حق ادا نہیں کیا ہم اس کو بھول جاتے ہیں، ہم اپنے معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے لیکن پھر بھی رشتہ داروں سے اس کی لڑائی جاری رہتی ہے، سگے بھائی بہنوں میں بات بند ہو جاتی ہے، بھائی کی اپنے بھائی کے ساتھ نہیں بنتی ،اور بات بند ہو جاتی ہے جب کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان جس کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں، اس کے ساتھ بھی تین دن سے زیادہ بات بند کرنے کی اجازت نہیں ہے، جب دوسروں کے ساتھ بات بند کرنا جائز نہیں تو رشتہ داروں کے ساتھ بات بند کرنا کیسے جائز ہوگا؟

رشتہ داری نبھانے میں دوگنا اجر ہے

رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے میں ڈبل ثواب ملتا ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں زیادہ اجر ملتا ہے، ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کے دروازہ پر زینب نام کی ایک عورت کوئی مسئلہ پوچھنے کے لئے، آئی، حضرت بلال ؓ تشریف لائے تو حضرت بلال ؓ سے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ سے کہد یجئے کہ یہاں زینب کھڑی ہوئی ہے۔ اور اس زمانے میں زینب نام کی بہت سی عورتیں تھیں حضور ﷺ کی بیوی کا نام بھی زینب تھا اور حضور ﷺ کی بیٹی کا نام بھی زینب تھا، اور بھی زینب نام کی عورتیں ہونگی، حضور ﷺ نے فرمایا پوچھو کونسی زینب ہے، حضرت بلال ؓ پوچھنے گئے تو انہوں نے کہا کہ میں عبداللہ بن مسعود ؓ کی بیوی ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ پوچھو کیوں آئی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں فتویٰ لینے آئی ہوں، فرمایا کہ کیا مسئلہ ہے؟ کہا کہ مجھے نفل صدقہ نکالنا ہے، اور میرے شوہر بھی اس کے مستحق ہے تو کیا میں اپنے شوہر کو نفل صدقہ دے سکتی ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ دے سکتی ہے اور دینا بھی چاہئیے اور اس میں تجھ کو ڈبل ثواب ملے گا، ایک رشتہ داری کا ثواب ملے گا (نفل صدقہ کہہ رہا ہوں صدقہ واجبہ یعنی زکوٰۃ، صدقہ فطر نہیں چلے گا) جب شوہر کو دینا افضل ہے جبکہ دونوں کا نفع مشترک ہے، شوہر کو دیگی تو وہ بیوی کو ہی کھلائے گا اور بیوی کو دیا جائے تو وہ اپنے شوہر کو ہی دیگی جب ان کو دینا افضل ہے تو دوسرے رشتہ داروں کو دینا اس سے بھی افضل ہوگا، اس لئے کہ وہاں تو کسی نفع کی امید ہی نہیں۔

اپنے نام کے لئے خرچ نہ کریں

اور میرے بھائیو! کبھی ہم یہ نہ سوچیں کہ میں خرچ کروں گا تو میرا نام ہوگا جب کوئی اس طرح اپنی شہرت سوچ کر خرچ کرے تو اللہ تعالی کے یہاں اس کا ثواب ختم ہو جاتا ہے اور دکھلانے کے لئے خرچ کرنا منافقین کی صفت ہے اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ اَلَّذِینَ یُنفِقُونَ اَموَالَھُم رِئَاءَ النَّاسِ، کہ یہ منافق لوگ دکھلاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں، اس لئے ہمیں دکھلاوے سے بچنا چاہئیے۔

اور میں پھر کہتا ہوں کہ رشتہ داروں کے ساتھ ہمیں اچھا سلوک کرنا ہوگا ان کی دیکھ بھال کرنی ہوگی ان کی خوشی غمی کا خیال رکھنا ہوگا وہ اگر نخرے کریں تو ان کے ناز نخرے بھی برداشت کرنے ہونگے اگر اس مقام کو ہمیں پانا ہے جس مقام پر اللہ تعالی نے جنت کے وعدے رکھے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض رشتہ دار ایسے ہوتے ہیں آپ ان پر خرچ بھی کریں گے آپ کا وہ پیسہ بھی لیجائیں گے اور آپ کو گالیاں بھی دیں گے کہ اتنا ہی دیا تھوڑا ہی دیا اور ایسا ہی دیا ویسا نہیں دیا وغیرہ وغیرہ لیکن جس نے ان باتوں کو برداشت کیا اور ان سے رشتہ نہیں توڑا تو ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن پاک کہتا ہے کہ: اُولَئِکَ لَھُم عُقبَی الدَّارِ : اِنہی لوگوں کے لئے جنت کا گھر ہے۔

ہمیں رشتہ داریاں نبھانی ہوگی

ہمیں رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک اختیار کرنا ہوگا آج کل ہمارے معاشرہ میں اتنا تناؤ بڑھ جاتا ہے کہ کبھی کبھی غصہ میں کہدیا جاتا ہے کہ میرے جنازے

میں بھی نہیں آنا، کسی اور کو نہیں اپنے بھائی کو اپنی بہن کو کہہ دیتا ہے معمولی دنیا کی وجہ سے رشتہ داری میں خرابی پیدا کی جاتی ہے دنیا تو ایسی ہے ہی کہ اس میں جھگڑے ہونگے اور صلح بھی ہوگی، جلد بازی میں ہم کوئی فیصلہ نہ کریں، رشتہ داریوں کو نبھانے کی فکر کریں، آپ نے پہلے دیکھا ہوگا کہ لوگ کتنا رشتہ داری کو اہمیت دیتے تھے اور دور کی رشتہ داریوں کو بھی ملاتے تھے، اللہ تعالی نے ان کی روزی میں کیسی برکت دی تھی، وہ دن بھر میں پانچ روپئے کماتے تھے، لیکن سکون کی زندگی بسر کرتے تھے، بیل گاڑا لے کر آٹھ آٹھ دن وہ رشتہ داروں سے ملاقات کرتے تھے، مگر افسوس کہ آج سب فون پر ہی ہو رہا ہے کوئی بیمار ہوا، اسکی عیادت فون پر، کوئی مر گیا اس کی تعزیت فون پر، کسی کے یہاں بچہ بچی پیدا ہوئی اس کی مبارکباد فون پر دیدی ہمارا سب کام فون پر ہی ہو رہا ہے جس کی وجہ سے رشتہ داری نبھانے سے ہم کوسوں دور جا رہے ہیں۔

آپ کی تنخواہ ہوتی ہے اس تنخواہ میں سے گھر کے بڑے بوڑھوں کو سو دو سو روپئے نکال دو اگرچہ یہ رقم زیادہ نہیں ہے، مگر ان کے دل بہت بڑے ہو جائیں گے کہ ہمارے بیٹے نے اپنی تنخواہ پر ہمیں یاد رکھا، اپنے دادا دادی نانا نانی کو نہیں بھولا، باپ کے ملنے جلنے والوں کو کبھی چائے پلا دو، ان کے بھی دل سے سے دعا نکلے گی کہ فلاں صاحب کا بیٹا واقع میں بیٹا ہے، اور وہ آپ کے والد سے کہیں گے کہ واقع میں آپ نے اولاد بنائی ہے، بہت ساری چیزیں دیکھنے میں بہت چھوٹی ہوتی ہیں مگر وہ ہمیشہ یاد رکھی جاتی ہیں، ان میں سے مذکورہ بالا چیزیں بھی ہیں اور ان میں سے یہ بات بھی ہے کہ کسی کی خوشی غمی میں ہم راست شرکت کریں۔

دیکھو میرے بھائیو!

اگر کسی سے آپ کی دشمنی ہو لیکن اگر آپ اس کے گھر کسی غمی یا خوشی کے وقت چلے گئے تو یاد رکھئے وہ بہت زیادہ احساس کرے گا، یہ چیزیں اپنے اندر بہت زیادہ تاثیر رکھتی ہے مصیبت میں کام آنا خود اپنے لئے بھی بہت بڑی سعادت کی بات ہے، وہ آپ کو زندگی بھر یاد رکھے گا۔

مصیبت میں جو کام آتے ہیں

زندگی میں وہ سدا یاد آتے ہیں

میرے بھائیو! آج بھی اگر ہم رشتہ داریاں نبھائیں گے ہر ایک کو اس کا حق دیں گے تو اللہ تعالیٰ ہماری زندگی کو بھی سکون والا بنائیں گے ہماری معاشرت کو پاکیزہ بنائیں گے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمارے خاندانوں میں میل جول محبت مودت عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم الله الرحمن الرحیم

اقتباس

اللہ کے بندے اللہ کی کتاب کا سہارا لے کر اللہ
کے بندوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں جو کوئی داعی اور مبلغ
قرآن پاک کے بغیر دعوت دے گا اس کی دعوت
کامیاب نہیں ہوگی، اس لئے کہ قرآن ایک قانون ہے،
ایک دستور ہے جس کو آگے کرنا ہوگا، اسی کو آگے بڑھا ہونا
گا، قرآن پاک نے پندرہوں پارے میں ارشاد فرمایا کہ:
اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِى لِلَّتِى هِىَ اَقْوَمُ : کہ قرآن
سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا ہے اور قرآن پاک مضبوط
چیز ہے اس کے ذریعہ دو گے تو دعوت بھی مضبوط ہوگی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن پاک رشد و ہدایت کی کتاب ہے

الحمده نحمده ونستعينه ونستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا ها دی له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريک له ، ونشهد ان سيدنا ومولانامحمدا عبده ورسوله صلى الله تبا رک وتعالى عليه وعلى اٰله واصحابه وازواجه وذريا ته واهل بيته واهل طا عته وبا رک وسلم تسليما كثيرا، اما بعد فاعوذ با لله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم ،اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْـدِى لِـلَّتِـى هِىَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ اَنَّ لَهُـمْ اَجْرًا كَبِيرًا وَاَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤمِنُونَ بِا لْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا صدق الله العظيم وصدق رسوله النبى الكريم ونحن على ذالک لمن الشاهدين والشاكرين والحمد لله رب العالمين :

ہدایت کا سلسلہ جاری رہے گا

معزز بھائیو بزرگو اور دوستو!

جب کوئی بڑی ہستی کسی شخص کو کسی قوم کی طرف اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتی ہے تو اس کے ساتھ کچھ قوانین اور احکامات دیئے جاتے ہیں اور وہ شخص اس قوم میں جا کر اُنہی ہدایات کے مطابق عمل کرتا ہے جب اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو روئے زمین پر اتارا تو ساتھ میں یہ بھی کہہ دیا کہ: اِهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيْعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدَاىَ فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ : کہ تم سب زمین میں جاؤ جب تم زمین میں جاؤ گے تو تمہاری طرف وقتاً فوقتاً ہدایت کا سلسلہ جاری رہے گا اس لئے کہ اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ انسان کے ساتھ شیطان کی دشمنی ہے اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ آدم اور آدم کی اولاد کو شیطان بہلانے پھسلانے اور صحیح راستہ سے بھٹکانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اس لئے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ہماری طرف سے تھوڑی تھوڑی مدت پر ہدایت کا سلسلہ چلتا رہے گا۔

ہدایت کے دو سلسلے ہیں

اللہ تعالی نے اس عالم کی اصلاح کے لئے ہدایت کے دو سلسلے جاری فرمائے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مخصوص اور برگزیدہ بندوں کو بھیجتا ہے اور ان بندوں کے ساتھ احکام اور کچھ قوانین کتاب یا صحیفے کی شکل میں آسمان سے نازل فرماتا ہے لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بندوں کی ہدایت کے لئے اللہ تعالی

کی کتاب نہیں آتی صرف نبی آتا ہے۔

نبی اور رسول میں یہی فرق ہے کہ نبی اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالی کی طرف سے دنیا میں ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہو، لیکن اس کو کوئی مستقل کتاب اور دستور حیات نہ دیا گیا ہو، بلکہ وہ اپنے سے پہلے والے نبی اور رسول کے قانون کے مطابق اپنی قوم کی رہبری کرتا ہو، اور ایسا بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے، اسی لئے رسولوں کی تعداد بہت کم ہے، اور نبیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، اور رسول اس کو کہتے ہیں جو اللہ تعالی کی طرف سے کسی قوم کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا ہو، اور اس کو اللہ تعالی نے مستقل کوئی نئی شریعت اور نئی کتاب بھی دی ہو، اور اگر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی حضرت عیسیٰ حضرت داؤد علیہم السلام کو مستقل کتابیں دی ہیں جن کو ہم توراۃ، انجیل اور زبور کے نام سے جانتے ہیں، اور پھر اخیر میں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو قرآن پاک کی شکل میں ہدایت نامہ ملا، اور ان کے علاوہ حضرت ابراہیم اور حضرت شیث اور حضرت آدم علیہم السلام کو ہدایت نامے ملے، اور بعض انبیاء کرام کو اللہ تعالی نے گزشتہ انبیاء کے نقش قدم پر چلنے اور اسی کے مطابق اپنی قوم کی رہبری کا حکم فرمایا تھا۔ لیکن کبھی بھی اللہ تعالی نے کسی قوم کو اس دنیا میں پیاسا نہیں رکھا جو بھی قوم صحیح راستہ سے بھٹکی فوراً اللہ تعالی کی طرف سے نمائندہ آتا ہے، اور پھر وہ اپنی قوم کو جہنم سے بچا کر جنت میں لیجانے کی کوشش کرتا ہے۔

بہر حال جنت کی طرف لیجانے کا ایک راستہ تو رجال اللہ کا ہے یعنی اللہ اپنے بندوں کو بھیج کر ہدایت کا کام کرواتے ہیں، اور ایک طریقہ ہے کتاب اللہ کا، یعنی اللہ تعالی کتاب نازل فرما کر ہدایت کا سلسلہ جاری فرماتے ہیں، ایسا تو بہت ہوا ہے کہ کتاب نہ آئی ہو لیکن

ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی سمجھانے والا نہ آیا ہو، اس سے پتہ چلا کہ صرف کتاب انسان کی ہدایت کے لئے کافی نہیں ہے، بلکہ اس کے ساتھ سمجھانے والا بھی ضروری ہے، اگر صرف کتاب سے دین سمجھ میں آجاتا تو اللہ تعالی کعبۃ اللہ کے غلاف پر آیتیں نازل فرمادیتے اور لوگ اس کو حاصل کر لیتے لیکن یہ طریقہ مؤثر نہیں ہے اس لئے اللہ تعالی نے اس اسلوب کو نہیں اختیار فرمایا بلکہ اسلامی تاریخ کا علم رکھنے والے جانتے ہیں پہلے نبی آیا بعد میں کتاب آئی پہلے محمد رسول اللہ آئے بعد میں قرآن آیا۔

انبیاء معصوم ہوتے ہیں

قرآن پاک کو نازل کرنے سے پہلے اللہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو صاف ستھرا، امانت دار پاک دامن بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا تاکہ کل جب یہی محمد رسول اللہ دنیا والوں کے سامنے نبوت کا دعوی کرے اور قرآن پاک کو ان کے سامنے پیش کرے تو یہ دنیا اس کو انوکھی چیز سمجھ کر نہ ٹھکرا دے۔ بلکہ اس کو قبول کرے اسی لئے بچپن ہی سے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے آپ ﷺ کی حفاظت کروائی گئی، اور تمام انبیاء کرام کو اللہ تعالی نبوت سے پہلے بھی اور نبوت کے بعد بھی تما صغیرہ کبیرہ گناہوں سے پاک صاف رکھتا ہے۔

اور میرے بھائیو! اللہ تعالی نے جناب نبی اکرم ﷺ کی کیسی حفاظت فرمائی، اس کا اندازہ آپ کو ایک واقعہ سن کر ہوگا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں چھوٹا تھا میرے چچا مجھ کو کسی پروگرام میں لے گئے وہاں گانا بجانا شروع ہونے ہی والا تھا کہ اللہ تعالی نے مجھ پر ایسی نیند طاری فرمادی کہ مجھ کو کچھ پتہ ہی نہیں چلا اور جب پورا فنکشن ختم ہوا تب میری

آنکھ کھلی۔ دیکھا آپ نے کہ اللہ تعالی نے کس انداز سے آپ کو اس گناہ سے بچا لیا کہ نبی کے کان میں گانے کی آواز بھی نہیں جانے دی، نبی کا ستر بھی کسی کے سامنے ظاہر نہیں کیا حتی کہ نبی ﷺ جب استنجا کرنا چاہتے تھے تو چاروں طرف سے درخت وغیرہ آکر حمام اور بیت الخلاء بن جاتے تھے بلکہ نبی کے استنجے کو دکھانا بھی اللہ تعالی نے گوارہ نہیں کیا اسی لئے جب نبی استنجا فرماتے تھے تو زمین اس کو اپنے اندر نگل لیا کرتی تھی۔

بیک وقت بہت سارے انبیاء

پہلے زمانہ میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک وقت میں ایک سے زائد انبیاء ہوا کرتے تھے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ جب حضرت لوط علیہ السلام نبی تھے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی نبی تھے آپ نے سنا ہوگا کہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم لواطت کی شکار تھی وہ لوگ بدفعلی کیا کرتے تھے مرد اپنی ضرورت مرد سے ہی پوری کیا کرتا تھا اللہ تعالی نے ان پر عذاب نازل کرنے کے لئے فرشتے بھیجے تو ان فرشتوں سے فرمایا کہ درمیان میں ہمارے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مکان ہے ان کو اولاد کی خوشخبری دیتے ہوئے جانا۔ چونکہ ابھی تک حضرت سارہ علیہا السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی ہے ان کے یہاں کوئی اولاد نہیں تھی، اس لئے ان کے یہاں حضرت اسحاق کی پیدائش کی خوشخبری دینا تھی تو فرشتوں سے فرمایا کہ جاتے جاتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں حضرت اسحاق علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری دیتے جانا۔ اس سے سمجھ میں آتا ہے کہ دونوں کا زمانہ ایک تھا۔

امت محمدیہ ﷺ کی خصوصیت

لیکن اللہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت کے ساتھ رحم وکرم کا معاملہ فرمایا اور عجیب عنایت کا معاملہ فرمایا کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی آیا اور نہ قیامت تک کوئی نبی آئے گا نبیوں والا کام نبیوں والی محنت اس امت پر ڈالدی گئی ،اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ:عُلَمَآءُ اُمَّتِی کَاَنْبِیَاءِ بَنِی اِسْرَائِیْل ،میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے علماء کی طرح ہیں ،اس امت کے علماء کی فضیلت کو بیان کرنے کی وجہ یہی ہے کہ نبیوں کی ذمہ داری علماء کے اوپر دالدی گئی بنی اسرائیل کے انبیاء جو کام کرتے تھے محمد رسول اللہ کی امت کے علماء وہ کام کریں گے۔اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکاشفات میں لکھا ہے کہ اللہ تعالی قیامت کے دن علماء کرام کو عرش پر بٹھائے گا سبحان اللہ۔یہ اس امت کے علماء کا مقام ہے۔

ملک کا بھی قانون ہوتا ہے

بہر حال۔اللہ کے بندوں کی ہدایت کے لئے رجال اللہ آتے ہیں ان کے ساتھ کچھ قوانین ہوا کرتے ہیں جب بھی کوئی قوم بنتی ہے یا کوئی ملک بنتا ہے تو سب سے پہلے وہ اپنے قوانین مرتب کرتا ہے ہندوستان میں بھی جب ۱۹۴۷ء میں قانون بنانے کی ضرورت پڑی تو مولانا ابوالکلام آزادؒ نے ایک بہترین دستور بنا کر دیا۔علماء کی ذات سے کبھی کوئی بے نیاز نہیں ہوسکتا اور ابھی بھی لائبریریوں میں یہ بات محفوظ ہے کہ جب رات میں بارہ بجے ہندوستان آزاد ہوا تو اس زمانہ میں ہریجن نامی ایک اخبار نکلا کرتا تھا اس

اخبار میں گاندھی جی نے سرخ قلم سے یہ لکھ کردیا تھا کہ اگر ہندوستان کی ترقی چاہتے ہوتو ہندوستان کو اسلام کے خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب ؓ کے طریقہ پر چلاؤ، اگر تم ہندوستان کو حضرت عمر بن خطاب ؓ کے قانون پر چلاؤ گے تو ہندوستان ترقی کی راہوں پر چلتا رہے گا۔

قرآن کے بغیر دعوت نہیں ہوسکتی

بہرحال ۔اللہ کے بندے اللہ کی کتاب کا سہارا لے کر اللہ کے بندوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں، جوکوئی داعی اور مبلغ قرآن پاک کے بغیر دعوت دے گا اس کی دعوت کامیاب ہونے والی نہیں، اس لئے کہ قرآن پاک ایک قانون ہے ایک دستور ہے جس کو آگے کرنا ہوگا اسی کو بڑھانا ہوگا قرآن پاک نے پندرہوں پارے میں ارشادفرمایا کہ: اِنَّ هٰـذَا الۡقُرۡاٰنَ يَهۡدِىۡ لِلَّتِىۡ هِىَ اَقۡوَمُ : کہ قرآن سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے اورقرآن پاک مضبوط چیز ہے، اس کے ذریعہ دعوت دو گے تو وہ دعوت بھی مضبوط ہوگی۔

قرآن پاک کے لئے ہمارا انتخاب ہوا ہے

اورقرآن پاک اپنے ماننے والوں کو دنیا میں بھی خوشخبری سناتا ہے:اَنَّ لَهُمۡ اَجۡرًا كَبِيۡرًا : کہ ان ماننے والوں کے لئے بہت بڑا اجر ہے،قرآن پاک کی خدمت کے لئے اللہ تعالی نے اس امت کا انتخاب کیا ہے، دنیا میں کسی بھی شخص کو بڑا بنانے کے دو طریقے ہیں ایک ہے الیکشن ،اور دوسرا ہے سلیکشن ،الیکشن اس کو کہتے ہیں جس میں سروں کو تولا جاتا ہے اوراس کے بعد کوئی ایک منتخب ہوتا ہے، اس کو الیکشن کہتے ہیں اوراس کے

بعد صدر کی حیثیت سے کسی ایک کو چنا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں سلیکشن اور جس کا سلیکشن ہوتا ہے لوگ اس پر پورا اعتماد کرتے ہیں، اور اس کو اپنا ذمہ دار تسلیم کرتے ہیں، اور جس کا سلیکشن ہوتا ہے اس کا بھی فرض ہوتا ہے کہ قوم کے اعتماد پر اترے، قوم کے بھروسہ کو ٹھیس پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ اللہ تعالی نے اس مقدس قرآن پاک کی خدمت کے لئے ہمارا سلیکشن فرمایا ہے، الیکشن نہیں فرمایا، قرآن پاک اس اعزاز کو بائیسویں پارے میں یوں بیان کرتا ہے: ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتَابَ الَّذِینَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا: کہ ہم نے اپنے بندوں میں سے چند بندوں کو اپنی کتاب کی خدمت کے لئے منتخب کیا اور چن لیا اور اللہ تعالی نے ایک اور مقام پر فرمایا کہ: اَللّٰہُ یَصْطَفِی مِنَ الْمَلائِکَۃِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ: اللہ تعالی نے اس امت کو چن لیا ہے ہر وہ آدمی جس کا تعلق قرآن پاک سے ہو، اور جس کو اللہ تعالی نے قرآن والے گھر میں پیدا فرمایا ہے ان کو اللہ تعالی نے قرآن پاک کی خدمت کے لئے چنا ہے، اب اس کا یہ کام ہے کہ وہ دل و دماغ سے سوچے کہ میں نے اس انتخاب کا کتنا حق ادا کیا؟ کیا میں قرآن پاک کی خدمت پر اترا یا نہیں؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اللہ تعالی کی مرضی کے خلاف چلا جاؤں، کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھ سے قرآن پاک کی خدمت کا حق ادا نہ ہو، اللہ تعالی نے تو میرے اوپر اعتماد کیا اور مجھ کو کتاب عطا فرمائی میں جزیرۃ العرب سے کو سوں دور ہوں، اور یہاں اللہ تعالی نے مجھے قرآن دیا مجھ سے اس کا حق ادا ہونا چاہیئے۔

بے طلب عہدہ میں برکت ہوتی ہے

اسی لئے بیان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی قوم کسی کو اپنی طرف سے منتخب کر کے کرسی پر بٹھاتی ہے تو اللہ تعالی کی طرف سے اس کی مدد کی جاتی ہے اور جب کوئی بندہ عہدہ

کا مطالبہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے صدر بنا دو، مجھے فلاں عہدہ دیدو تو حدیث میں جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ :عہدہ خود سے مانگنے والے کو گویا بغیر چھری کے ذبح کر دیا جاتا ہے۔اور جب کسی شخص کا انتخاب قوم خود کرتی ہے اس کو منصب پر بٹھاتی ہے،تو اللہ تعالی کی طرف سے اس کی مدد کی جاتی ہے۔اس امت کو اللہ نے خیر الامم بنایا اور ہم نے اس خیر امت کے عہدہ کا مطالبہ نہیں کیا تھا بلکہ خود اللہ تعالی نے ہمیں یہ عہدہ عطا فرمایا ہے،اس لئے اگر ہم اس عہدے کو سنبھالتے ہیں تو اس میں اللہ تعالی کی طرف سے خوب مدد اور برکت ہوگی۔

انسان حامل قرآن ہے

قرآن پاک وہ امانت ہے جس کو آسمانوں اور زمینوں پر پیش کیا گیا تھا لیکن سب نے انکار کیا انسان نے اس امانت کو قبول کیا جس کے بارے میں قرآن پاک کہتا ہے:اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ: کہ اس قرآن کو دنیا کی مخلوقات نے اٹھانے سے انکار کر دیا لیکن انسان نے اس کو اٹھا لیا مجھے ایک روایت یاد آرہی ہے کہ اُحد نامی ایک پہاڑ ہے جہاں غزوہ اُحد ہوا تھا جو عرب کا سب سے بڑا پہاڑ ہے جب اس پہاڑ پر جناب نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کھڑے تھے تو وہ پہاڑ ہلنے لگا اس لئے کہ اس پہاڑ پر قرآن پاک کے حاملین کھڑے ہیں اس کے اوپر لرزہ طاری ہو گیا تھا اتنا عظیم ہے یہ قرآن۔سبحان اللہ

اللہ تعالی کی شکایت

لیکن انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کتاب مقدس کو سمجھے، اور اپنی زندگی کا ایک ایک قدم اسی کتاب مقدس کے طریقے پر چلائے ،لیکن آج انسانیت نے قرآن پاک کو پس پشت ڈالدیا ہے، اللہ تعالی نے اس کی شکایت کی ہے کہ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ : کہ میرے بندوں کو میں نعمتیں دے رہا ہوں لیکن میرے بندے ناشکری ہی کرتے ہیں ،ایسے ہی اللہ تعالی ایک جگہ شکایت کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے بندوں کو اس قرآن پاک کے لئے منتخب کیا لیکن ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو قرآن پاک پر عمل نہ کر کے اپنا ہی بگاڑ رہے ہیں جس کو فرمایا :فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ان بندوں میں سے بعض لوگ درمیانی راہ پر چل رہے ہیں:وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ اور کچھ لوگ نیکیوں کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں :مِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ: اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو قرآن پاک کے احکامات پر عمل نہ کر کے اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

تلاوت عمل کے لئے ہو

اور دیکھو! تلاوت کا معنی صرف پڑھنا نہیں ہوتا عربی زبان میں تلاوت کا معنی ہوتا ہے ایک کے بعد دوسری چیز کا آنا تلاوت کو تلاوت اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے بعد عمل کا نمبر آتا ہے اسی لئے اللہ تعالی نے فرمایا:اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا

الصَّلٰوۃَ اس آیت پاک میں تلاوت کے بعد اقامت صلوۃ کا تذکرہ ہے، اور اس کے بعد اسی آیت میں فرمایا کہ: وَاَنۡفَقُوا مِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً: کہ وہ ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے چپکے چپکے اور کھلم کھلا خرچ کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے خوشخبری ہے کہ: يَرۡجُوۡنَ تِجَارَةً لَّنۡ تَبُوۡرَ : کہ یہ ایسی تجارت ہے جس میں کوئی گھاٹا نہیں آئے گا۔قرآن پاک اعلان کررہا ہے کہ جس نے اپنی زندگی میں تین چیزیں بسالی وہ کبھی گھاٹا نہیں کھائے گا۔نمبر ایک قرآن پاک کی تلاوت کرنا۔نمبر دو، نماز قائم کرنا۔نمبر تین، اللہ تعالی کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرنا، جس نے یہ تینوں چیزیں ادا کی اس کی ایمانی تجارت میں کبھی گھاٹا نہیں ہوگا بلکہ قرآن پاک آگے کہتا ہے کہ: لِيُوَفِّيَهُمۡ اُجُوۡرَهُمۡ وَيَزِيۡدَهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ: کہ بدلہ تو پورا ملے گا ہی لیکن اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے اور زیادہ دے گا۔

میرے بھائیو! کبھی ذرا سوچیں کہ ہم کہاں اس قابل تھے کہ اتنی بڑی کتاب کو اٹھائیں یہ تو محض اللہ کا انتخاب ہے کہ اس نے ہمارے ہاتھوں کو اس قابل بنایا کہ ہماری زبان پر پانی کی طرح اس قرآن کو جاری فرمایا، ہمارے جامعہ اکل کوا میں ایک طالب علم ہے جس نے چار ماہ کی قلیل مدت میں قرآن پاک حفظ کیا ہے، اور اس نے ڈھائی ہزار حدیثیں بھی یاد کی ہیں وہ بچہ جس کو اس کی مادری زبان صحیح بولنا نہیں آتی ہے لیکن اس کی زبان پر قرآن پاک پانی کی طرح جاری ہو جاتا ہے کہ بڑے بڑے لوگ حیران رہ جاتے ہیں، اور اللہ تعالی مدارس اسلامیہ کو ایسے بچے عنایت فرما کر یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ ہم نے ان بچوں کے دماغ کو بہت تیز بنایا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ تم ایسے بچوں کا ستعمال صحیح کرتے ہو یا نہیں؟ لہذا

ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ان بچوں کا صحیح استعمال کریں اور ان کی صحیح رہنمائی کریں۔

گجراتی قوم کا عمل

الحمد للہ اس بات کہنے میں کوئی تردد اور تأمل نہیں ہے کہ ہماری گجراتی قوم نے اپنے آپ کو اس کتاب کے ساتھ برابر لگائے رکھا ہے، اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالی نے یوروپ جیسے ملک میں بھی قرآن پاک کے پڑھنے والے آپ ہی کے گھروں میں پیدا فرمائے ،اور ہمارے پیچھے ہمارے باپ داداؤں کی محنت ہے جنہوں نے ہمارا یہ ذہن بنایا کہ جہاں بھی جاؤ سب سے پہلے اسلامی علوم کی فکر کریں ،اور ان سب باتوں کی روشنی میں یہ بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے کہ اسلام اس وقت دنیا میں اور زیادہ ترقی کررہا ہے اس کو کوئی نہیں مٹا سکتا ، کتنے ہی لوگوں کو ختم کروگے کتنی ہی مسجدیں گراؤ گے، اور کتنا ہی اس قرآن پر پابندی لگاؤگے یہ قرآن تو چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں محفوظ ہے تراویح میں کسی حافظ کی مجال نہیں کہ واو کے بجائے فا پڑھ دے، قرآن پاک کی حفاظت تو آسمان سے ہورہی ہے، کسی میں اس کو مٹانے کی مجال نہیں، قرآن پاک نے بہت پہلے اس کا وعدہ فرمایا ہے: يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْ نُوْرَاللّٰهِ بِاَ فْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ: کہ یہ لوگ اللہ کے نور کو اپنی پھونک کے ذریعہ مٹانا چاہتے ہیں لیکن اللہ اپنے اس نور کو پورا کر کے رہے گا۔

اپنی نسل کو قرآن پاک سے جوڑیئے

میں یہ عرض کررہا ہوں کہ ہمارے باپ داداؤں نے محنت کر کے اس قرآن

کریم کو ہم تک پہنچایا ہم بھی اپنے گھر کا ماحول ایسا بنائیں کہ ہماری نسل اس قرآن پاک سے محبت کرنے والی بنے ،اگر آپ نے اپنی اولاد کو قرآن پاک سے جوڑ لیا تو آپ کو اپنی نسل کی فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ،جس نے اپنی نسل کا ذہن دینی بنا لیا ان کے دماغ میں صحابہ کرام کی محبت پیدا کردی ،تو چاہے اس پر کتنے ہی مغرب کے طوفان چلے ،اس کا کوئی بال بانکا بھی نہیں کرسکتا ،الحمد للہ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہندوستان جیسے ملک میں عمامہ باندھ کر مسلمان کمپنی میں جاتا ہے اور اس کو سب لوگ رشک کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔

کامیاب شخص

اور جو اپنے آپ کو قرآن پاک سے جوڑ لیتا ہے وہ کامیاب ہو جاتا ہے اس کی ایک سادہ مثال لے لو ،لکڑی کی رحال جس پر قرآن پاک رکھا جاتا ہے وہ تو لکڑی ہے لیکن اس لکڑی نے اپنے آپ کو قرآن پاک سے جوڑا تو لوگ اس کا بھی ادب کرتے ہیں اس کو بھی خوشبو لگاتے ہیں اس کو اوپر رکھتے ہیں کپڑے کا جزدان جس میں قرآن پاک رکھا جاتا ہے اس کو بھی ادب واحترام سے لوگ چھوتے ہیں بلکہ ایک کاغذ جس پر قرآن لکھا جاتا ہے اس کا بھی احترام کیا جاتا ہے اور اس کی بھی حفاظت کیجاتی ہے حالانکہ یہ سب چیزیں بے جان ہیں انسان اگر اس قرآن سے جڑ جائیگا تو اس کے احترام کا اندازہ ہم نہیں لگا سکتے اللہ تعالی اس کو خوب ترقی عطا فرمائیں گے۔

رمضان کا پیغام

اور میرے بھائیو! رمضان میں جہاں بہت سے پیغامات ہیں وہیں ایک پیغام یہ بھی ہے کہ قرآن پاک کے احکام اور اس کے فرامین پر عمل کیا جائے رمضان میں قرآن پاک کی تعلیم حاصل کرو، پھر اس پر عمل کرو، اس کے بعد دیکھو زندگی جینے میں کیسا مزا آتا ہے، زندگی میں ایسا مزا آتا ہے کہ آدمی ہر وقت یوں محسوس کرتا ہے کہ اللہ تعالی مجھ سے کلام فرما رہے ہیں، انسان اگر قرآن پاک کو محبت کی نگاہ سے بھی دیکھتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بڑی کامیابی ہے۔ اللہ تعالی ہم تمام کا رشتہ قرآن پاک سے مضبوط فرمائے آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غصہ سے پرہیز کیجئے

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی رسولہ الکریم .

اما بعد:

غصہ برداشت کرنے کی فضیلت

محترم بھائیو، بزرگو، اور دوستو!

انسان دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ سلوک کرتا ہے، دوران سلوک جب اس کے ساتھ اس کے مزاج کے خلاف کوئی بات پیش آجاتی ہے تو اس کو غصہ آتا ہے، اس غصہ کو انسان عمل میں لاتا ہے اور اس غصہ کے مطابق عمل کرتا ہے تو آپس میں جھگڑوں اور فساد پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے آپ ﷺ نے غصہ پی جانے اور برداشت کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

غصہ پینے کا طریقہ

لیکن ایک سوال ہے کہ غصہ انسان کی فطری چیز ہے کبھی کبھی انسان غصہ پینا چاہتا ہے پھر بھی وہ نہیں پی پاتا، اور وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے۔ تو غصہ پینے کا کیا طریقہ ہے؟ حضور ﷺ نے اس کا بھی علاج بیان فرمایا ہے، چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ کسی جگہ سے گزر رہے تھے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ دو آدمی

آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہہ رہے ہیں اور ان میں سے ایک آدمی کو حضور ﷺ نے دیکھا کہ اس کی آنکھیں بالکل لال ہورہی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک کلمہ بتلاتا ہوں جو بھی شخص اس کو پڑھ لے اس کا غصہ ختم ہو جائے گا تو ان صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ ضرور بتلایئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ کہدے **اللھم انی اعوذبک من الشیطان الرجیم** جس ترجمہ یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔

غصہ کو شیطان سے کیا تعلق؟

حدیث پاک میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب غصہ آئے تو انسان کو چاہیئے کہ شیطان کے شر سے پناہ مانگے سوال یہ ہے کہ غصہ کو شیطان سے کیا تعلق ہے کہ غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے شیطان کے شر سے پناہ مانگی جا رہی ہے؟ جواب یہ ہے کہ غصہ شیطان کا ہی اثر ہے اور غصہ وہی دلاتا ہے اسی لئے شیطان سب سے زیادہ لوگوں کے جھگڑے پر خوش ہوتا ہے لوگ آپس میں ایک دوسرے کا قتل کریں، لوگ آپس میں ایک دسرے کو گالی گلوچ کریں شیطان ان سب باتوں سے خوش ہوتا ہے، اس لئے کہ شیطان کی مراد اِنہی چیزوں سے پوری ہوتی ہے اور جب غصہ کے وقت انسان شیطان کے شر سے حفاظت چاہتا ہے تو اس وقت اللہ تعالی اس کو اپنی پناہ میں لے لیتے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ شیطان آگ سے بنا ہے اور غصہ کا تعلق بھی آگ سے ہے، اسی لئے آگ کا کلر بھی لال ہوتا ہے اور انسان بھی غصہ میں لال ہو جاتا ہے بہر حال شیطان کے غصہ کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالی کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

غصہ ختم کرنے کا دوسرا طریقہ

اور اگر اللھم انی اعوذبک من الشیطان الرجیم پڑھ لینے کے باوجود غصہ پر کنٹرول نہ ہو تو دوسرا ایک طریقہ بھی اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان جا کر وضو کر لے، اس لئے کہ وضو شیطان کے اثر کو دور کر دیتا ہے، اور دیکھو غصہ میں گرمی ہے اور وضو میں ٹھنڈک ہے، اسی لئے ڈاکٹر لوگ کہتے ہیں کہ جس کا مزاج بہت تیز ہوتا ہے اس کو بی پی کی بیماری بھی بہت جلد ہو جاتی ہے، اور جن کو بی پی کی بیماری ہے ڈاکٹر لوگ ان کو جہاں دوائی دیتے ہیں، وہیں اس بات کی تاکید بھی کر دیتے ہیں کہ کسی بات کا ٹینشن مت لینا۔

اور اس کی فیملی کو بھی کہا جاتا ہے کہ اس کو ٹینشن والی باتیں نہ بتلانا، اس لئے کہ اگر ٹینشن آئے گا تو اس کا غصہ بھڑکے گا، اور جب غصہ آتا ہے تو خون بہت تیزی سے دوڑتا ہے، اسی لئے آپ نے دیکھا ہوگا کہ سردی کے موسم میں بہنے والی چیزیں بھی جم جاتی ہیں اور گرمی کے موسم میں جمنے والی چیزیں بھی بہہ جاتی ہیں اور غصہ میں گرمی ہے پتہ چلا کہ جب انسان غصہ میں آتا ہے تو اس کا خون بہت تیزی سے بہنے لگتا ہے، اور جب خون تیزی کے ساتھ بہتا ہے تو اس بات کا خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی رگ نہ پھٹ جائے اسی لئے بعض دفعہ لوگوں کی زندگی باقی رہتی ہے تو اللہ تعالی اس رگ کے پریشر کو ناک کے راستے خون کے ذریعہ بہا دیتا ہے، اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی نکسیر پھوٹ گئی یہ تو گرمی کی وجہ سے پھوٹی، اسی لئے نکسیر عموماً گرمی میں ہی پھوٹا کرتی ہے سردی میں یہ مرض بہت کم ہوتا ہے۔

اور پانی بھی جب تیز رفتار سے چلتا ہے تو پائپ کو پھاڑ دیتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ کی کمال فراست کو داد دینی چاہیئے کہ جہاں آپ ﷺ نبی تھے وہیں بہت بڑے ڈاکٹر بھی تھے کہ آپ ﷺ نے اس بات کا اندازہ لگالیا کہ آدمی جب غصہ میں آئے گا تو اس کی رگیں پھٹنے کے قریب ہونگی اور اس کی رگوں میں خون تیزی کے ساتھ بہے گا، اس لئے ایسے موقعہ پر اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے خون کو ٹھنڈا کیا جائے، اور ٹھنڈا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو وضو کرنے کا حکم دیا جائے۔ تا کہ عبادت بھی ہو جائے اور اس کا علاج بھی ہو جائے، اس لئے پرانے لوگوں کو آپ دیکھئے کہ جب کسی کی نکسیر پھوٹتی ہے تو وہ اس کے سر پر پانی ڈالتے ہیں تا کہ وہ پانی اس کو ٹھنڈک پہنچائے، اور اس کے خون کی رفتار کم ہو جائے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے چودہ سو سال پہلے یہ علاج تجویز فرمایا کہ جب غصہ آئے تو وضو کر لے اس لئے کہ آدمی جب وضو کرے گا تو اس کے اندر ٹھنڈک پیدا ہو جائیگی۔ **جزی اللہ عنا نبینا محمدا ماھو اھلہ صلی اللہ علیہ وسلم**

غصہ کم کرنے کا تیسرا طریقہ

اور غصہ کم کرنے کا تیسرا طریقہ جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ آدمی اپنی حالت بدل دے، اگر آدمی بیٹھا ہوا ہے اور اس کو غصہ آ گیا تو وہ کھڑا ہو جائے یا لیٹ جائے غصہ کی حالت میں انسان ایک ہی حالت پر رہے تو ممکن ہے وہ کسی کو مار دیگا حالت بدلتا ہے تو حالت بدلنے کی بنا پر اس کے اندر صبر پیدا ہو گا۔ سبحان اللہ اس طرح دقیق سے دقیق باتیں اسلام بیان کرتا ہے۔ اور ان سب باتوں کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جس پر غصہ آ رہا ہے آپ اس کو معاف کر دیں۔

واقعہ

امام زین العابدینؒ ایک بہت بڑے امام گزرے ہیں ان کا سلسلہ نسب حضور پاک ﷺ کے خاندان سے جا کر ملتا ہے جن کو اہل بیت کہتے ہیں تو ان کی باندی ایک مرتبہ ان کے لئے وضو کا پانی ڈال رہی تھی، اور امام زین العابدینؒ وضو فرما رہے تھے، اس دوران باندی کے ہاتھ سے لوٹا گر گیا، اور امام زین العابدینؒ کو معمولی چوٹ آ گئی، تو وہ غصہ ہو گئے، اور باندی کی طرف دیکھنے لگے، اس باندی نے فوراً قرآن پاک کی آیت پڑھی: وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ : کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو غصہ پی جاتے ہیں وہ لوگ شریعت کو ماننے والے تھے انہوں نے فوراً کہا كَظَمْتُ غَيْظِي : میں اپنا غصہ پی گیا، باندی بھی بہت ہوشیار تھی اس لئے کہ وہ کسی اور کی نہیں امام زین العابدینؒ کی باندی تھی، اس نے دل میں سوچا کہ میں نے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی تو اس کا اتنا اچھا اثر ہوا، اس نے اسی آیت کا آگے کا ایک اور قطعہ پیش کیا: وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ : کہ اللہ کے نیک بندے وہ ہوتے ہیں جو لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں، اس باندی نے اشارہ کیا کہ مجھے معاف بھی کر دو، اس لئے کہ انسان غصہ تو پی جاتا ہے لیکن دو چار دن بعد یا کسی وقت اس کو یاد آ گیا تو ہو سکتا ہے دوبارہ غصہ آئے یا اس کا طعنہ مارے، اس لئے کہا کہ مجھے معاف کر دو، یعنی اس بات کو دل سے نکال دو، اتنا کہنا تھا کہ امام زین العابدینؒ نے فرمایا قد عفوتُ ، میں نے تجھ کو معاف کر دیا وہ بہت ہوشیار تھی اس نے اسی آیت کا آگے کا جملہ پیش کیا کہ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ : کہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، آپ

نے میری خاطر غصہ پی لیا مجھ کو معاف بھی کیا اب مجھ پر احسان بھی کیجئے اور اس وقت احسان کا تقاضا یہ تھا کہ مجھ کو آزاد کردو، فوراً امام زین العابدینؒ نے فرمایا کہ قَدُ اَحُسَنُتُ اِلَیُکِ میں نے تیری طرف احسان کیا اور اے باندی تجھے آزاد کیا، انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ اس کی قیمت بہت زیادہ ہے انہوں نے فوراً اس پر احسان کیا اس واقعہ سے چند سبق ملتے ہیں سب سے پہلے تو یہ ہے کہ اس وقت کی عورتیں بھی حافظہ ہوا کرتی تھیں اسی لئے تو باندی یکے بعد دیگرے قرآن پاک کی آیتیں پڑھ رہی تھی، دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے اسلاف قرآن پاک کو سب سے مقدم رکھا کرتے تھے۔

قرآن سب سے مقدم

ہمارے اسلاف قرآن پاک کو سب سے مقدم رکھا کرتے تھے چاہے معاملہ کتنا ہی خطرناک کیوں نہ ہو، جب ان کے سامنے قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی تھی تو وہ فوراً خاموش ہو جاتے تھے، ہماری طرح نہیں کہ ہمارے سامنے کتنا ہی قرآن پاک کے احکامات سنائے جائیں ہم کہتے ہیں کہ بات تو صحیح ہے مگر عورتیں نہیں مان رہی ہیں، امام زین العابدینؒ نے فوراً عمل کیا، حالانکہ باندی کی قیمت معمولی نہیں ہوتی ہے، انہوں نے عملی انداز میں قرآن پاک کو اپنایا تھا، حضرت عمر بن خطاب ؓ کو دیکھئے !ایک مرتبہ آپ منبر پر مہر کے سلسلہ میں وعظ فرمارہے تھے، ایک بڑھیا نے کہا کہ آپ کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے اس لئے قرآن پاک دوسری بات کہتا ہے۔ حضرت عمرؓ فوراً منبر سے اتر گئے کہ قرآن پاک کی بات ہی صحیح ہے۔ شریعت بہت آسان ہے

ہمیں نبھانا آنا چاہیئے حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہے کہ جب اللہ کے رسول ﷺ کو دو چیزوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ ﷺ آسان چیز کو اختیار فرماتے، شرط یہ ہے کہ اس چیز کے اختیار کرنے میں اللہ تعالی کی ناراضگی لازم نہ آتی ہو۔ جب حضور ﷺ کا نظریہ یہ ہے تو ظاہر سی بات ہے آپ کی شریعت بھی آسان ہی ہوگی۔

اپنی ذات کا بدلہ نہ لیں

غصہ آنا فطری بات ہے لیکن جب آپ کو غصہ آئے تو بدلہ لینے کا مت سوچئے کہ چاہے اب کچھ بھی ہو جائے چاہے مجھے مکان کیوں نہ بیچنا پڑے میں اس کو سبق سکھا کے رہوں گا، اس طرح نہ سوچیں اسلام نے بدلہ نہ لینے کی تعلیم دی ہے، علماء نے لکھا ہے کہ جو کامل انسان ہوتا ہے وہ کبھی اپنی ذات کا بدلہ نہیں لیتا، اَلْوَلِیُّ لَایَکُوْنُ مُنْتَقِمًا لِنَفْسِہٖ کہ ولی کبھی اپنی ذات کا بدلہ نہیں لیتا حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت جناب نبی اکرم ﷺ پر کچرا ڈالا کرتی تھی، لیکن آپ ﷺ کبھی اس کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا کرتے تھے، ایک مرتبہ پتہ چلا کہ وہ عورت بیمار ہے تو اللہ کے رسول ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔

بلندی اخلاق کا اثر

اخلاق جب بلند ہوتے ہیں تو کہیں نہ کہیں اس کا اثر پڑتا ہے ایک مرتبہ ایک یہودی بچہ بیمار ہو گیا، اور یہود مسلمانوں کے کٹر دشمن ہوتے ہیں، آپ ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، اور صرف خیریت نہیں پوچھی بلکہ اس کو کلمہ کی تلقین فرمائی، اس بچہ نے اپنے باپ کی طرف دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے

کہنے کے مطابق کلمہ پڑھو یا نہیں؟ اس کے باپ نے اجازت دی، اور اس نے کلمہ پڑھ لیا اور جنت میں داخل ہو گیا اسلام یہ نہیں سکھاتا ہے کہ آپ مسلمان کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اچھا سلوک نہ کریں بلکہ آپ ﷺ کے بارے میں خود آتا ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیا، لیکن جب دین کے خلاف کوئی بات ہو جاتی تو حضور ﷺ اتنا غصہ ہو جاتے کہ کسی میں ہمت نہیں ہوتی تھی کہ کچھ کہے۔

خوشی اور غمی اللہ کے لئے ہو

اللہ کے رسول ﷺ کا غصہ اللہ کے لئے ہوا کرتا تھا، امام بخاریؒ نے ایک روایت ذکر کی ہے کہ: **اٰیَۃُ الْاِیْمَانِ اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ** کہ اللہ کا حکم ٹوٹے تو غصہ آئے، اللہ کا حکم ٹوٹتے ہوئے آدمی کو غصہ نہ آئے تو اس کا مطلب یہ ہے اس کا ایمان کمزور ہے اس کو میں مثال سے سمجھاتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں بچے ناجائز ضد کرتے ہیں، اور ماں باپ خوشی سے ان کی مرادیں پوری کرتے ہیں بیٹا باپ کے سامنے حدود اللہ کو توڑتا ہے بیٹا باپ کے سامنے غلط لباس کا استعمال کرتا ہے، باپ کے سامنے ڈاڑھی منڈھاتا ہے، لیکن روکنے والا کوئی نہیں یہاں تو غصہ کا مقام ہے، لیکن آپ غصہ نہیں کر رہے ہیں اپنی بھی آخرت خراب، اور اس کی بھی خراب، خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ کے لئے غصہ آنا چاہیئے۔

واقعہ

میں آپ کو ایک واقعہ سنا تا ہوں حضرت علیؓ کسی غزوہ میں ایک پہلوان پر چڑھ بیٹھے، اس دوران اس نے حضرت علیؓ کے چہرہ انور پر تھوک دیا آپؓ اس کے اوپر سے اٹھ گئے اور فرمایا کہ اب تک میرا غصہ اللہ کے لئے تھا اب چونکہ اس نے میرے اوپر تھوک دیا ہے، اگر اب تجھ کو ماروں گا تو کہیں ذاتی انتقام کا شائبہ پیدا نہ ہو، اس لئے میں اٹھ گیا، جنگ میں دشمن کو مات دینا معمولی کام نہیں اور بطور خاص اس وقت جب کہ اس کو پچھاڑ دیا ہو، یہ اللہ والا ہی کرسکتا ہے پتہ چلا کہ اللہ کے لئے غصہ کرنا چاہئیے، نہ کہ اپنی ذات کے لئے۔

آپ ﷺ کا بلند مقام

اور ایک بات بتلاتا چلوں کہ آج جمعہ کا دن ہے، اور جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد درود شریف کی ایک خاص فضیلت ہے، حدیث پاک میں ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد اپنی جگہ بیٹھ کر اسی مرتبہ یہ درود شریف پڑھے تو اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے، اور وہ درود شریف یہ ہے: **اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا**: میرے بھائیو! اس دنیا میں اللہ تعالی کے بعد سب سے بڑی ہستی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے، بلکہ اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو اس دنیا کا وجود بھی نہ ہوتا جس کو کسی نے کہا ہے کہ **لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ** کہ اے محمد ﷺ اگر آپ نہ

ہوتے تو اللہ تعالی اس دنیا کو وجود نہ بخشتا، پتہ چلا کہ اس پوری کائنات کا مدار المھام آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ ہمارے اکابرین نے اس درود پاک کو اپنی زندگی میں باقی رکھا ہے، اور مدارس اسلامیہ میں الحمد للہ آج بھی اس پر عمل ہے، میں نے جامعہ اکل کوا اور اس کی فروعات میں دیکھا کہ جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد طلباء اپنی جگہوں سے نہیں ہٹتے ہیں جب تک وہ یہ درود شریف نہ پڑھ لیں، یہ تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ ہے، روایت پاک میں آتا ہے کہ جب کوئی بندہ نبی پاک جناب محمد رسول اللہ ﷺ پر درود شریف بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے باپ کے نام کے ساتھ اس کا نام دربار رسالت میں پہنچاتا ہے اور وہ فرشتہ حضور ﷺ سے کہتا ہے کہ فلاں نام کا آپ کا یہ امتی ہے اور اس کے ابا کا نام یہ ہے اس نے آپ پر درود بھیجا ہے، جتنی مرتبہ درود پڑھو گے اتنی مرتبہ تعلق مضبوط ہوگا اور جب تعلق مضبوط ہوگا تو نبی کریم ﷺ والی صفات ہمارے اندر آئے گی آپ ﷺ کے اخلاق ہماری زندگیوں میں آئیں گے۔

اگرچہ آپ ﷺ سب سے اخیر میں اس دنیا میں تشریف لائے لیکن ان کا وجود سب سے پہلے ہوا ہے چنانچہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کُنتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَینَ المَاءِ وَالطِّینِ، کہ میری نبوت کا اعلان ہو چکا تھا جب کہ ابھی آدم علیہ السلام مٹی اور گارے کے ہی درمیان تھے، دیکھئے صدر جلسہ سب سے اخیر میں آتا ہے لیکن اس کا انتخاب سب سے پہلے ہو جاتا ہے، تو آپ ﷺ اس کائنات کے صدر ہے۔

انبیاء کرام سے عہد

اور اللہ تعالی نے جناب نبی اکرم ﷺ کی رسالت کو تسلیم کرنے کے سلسلہ میں تمام انبیاء کرام سے ایک عہد لیا ہے، قرآن پاک نے اس کو سمجھایا ہے، ارشاد ہے: **وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ:** کہ اے انبیاء کی جماعت! ایک نبی آئے گا اگر وہ تمہارے دور میں بھی آئے تو تم اپنی اپنی رسالت کو چھوڑ کر ان کی پیروی کرنا۔

شان رسالت کا تقدس

اللہ تعالی نے حضور اکرم ﷺ کے مقام اور مرتبہ کو اتنا بلند فرمایا کہ کوئی آپ ﷺ کا استاذ بنے اور آپ ﷺ کسی کے شاگرد بنے اس کو بھی اللہ تعالی نے گوارہ نہیں فرمایا اسی لئے آپ ﷺ کو اُمی ہی رکھا، اسی لئے روایت میں آتا ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام جناب نبی کریم ﷺ کے پاس مکالمہ کرنے کے لئے آئے تو دو زانو بیٹھے اور اللہ تعالی نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دو زانو بیٹھنے کا حکم اس لئے دیا کہ تا کہ دنیا والوں کے سامنے جناب نبی اکرم ﷺ کی عظمت اور آپ ﷺ کے مقام اور مرتبہ کو بتلایا جائے۔

بلکہ حفاظت قرآن کے سلسلہ میں بھی اللہ تعالی نے جناب نبی اکرم ﷺ کا اتنا خیال فرمایا کہ جب قرآن پاک نازل ہوتا تھا تو آپ ﷺ آیت کے نازل

ہونے کے بعد اس کو بار بار دہراتے تھے تاکہ ذہن سے نہ نکل جائے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں اس قرآن کی ہم حفاظت کرنے والے ہیں اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَه ، اور ایک جگہ فرمایا کہ سَنُقْرِءُ کَ فَلَا تَنْسٰی اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ، ان دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ اس قرآن کو نہیں بھولیں گے اس لئے کہ ہم آپ کو پڑھانے والے ہیں۔ سبحان اللہ، اتنا بلند مقام ہے ہمارے نبی ﷺ کا اور اسی بلند و بالا مقام کو ظاہر کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو معراج کروائی، بیت المقدس لے گئے، وہاں تمام انبیاء کرام موجود تھے، آپ ﷺ نے ان سب کی امامت فرمائی، سبحان اللہ، یہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا مقام، اور اللہ تعالیٰ نے اس امامت کے ذریعہ یہ پیغام دیا کہ تمہارے اصل امام یہی ہے، امام الانبیاء ہے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ ﷺ رسولوں اور نبیوں کے لئے شاہد ہیں

قرآن مجید میں بیان کیا گیا کہ تمام انبیاء کرام کی توثیق آپ ﷺ کی گواہی پر موقوف ہوگی جب تمام قومیں اپنے اپنے انبیا و رسل کو جھٹلا دیں گی اور کہیں گی کہ:

مَاجَاءَ نَا بَشِیْر وَّلَا نَذِیر.

کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اس وقت میرے اور آپ کے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ ان کی رسالت اور نبوت کی گواہی دیں گے اور ان کی تصدیق ہو جائے گی۔

معراج کا تحفہ

اور آپ ﷺ کی عظمت پر مشتمل ایک بات آپ کو بتلا دوں کہ جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے نذرانہ پیش کیا اس لئے کہ یہ اصول ہے کہ جب انسان کسی بڑے کے دربار میں جاتا ہے تو نذرانہ پیش کرتا ہے اللہ کے رسول ﷺ نے بھی نذرانہ پیش کیا اور کہا: اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ : کہ تمام جانی اور مالی عبادتیں اللہ کے لئے ہیں اللہ تعالی نے جواب میں ارشاد فرمایا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ کہ اے نبی تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہو، اللہ تعالی نے یہ تحفہ دیا اللہ کے رسول ﷺ تو رحمۃ اللعالمین تھے گوارہ نہیں فرمایا کہ اس وقت میری امت محروم رہے اس لئے فوراً کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہ ہم پر بھی سلامتی ہو، اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو، چاہے وہ نیک بندے اس امت کے ہو یا پچھلی امت کے ہو۔

واقعہ

بہت سارے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین نے حضور پاک ﷺ کی خدمت کی ،ان میں سے ایک صحابی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے اخلاق سب سے اچھے تھے حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْ اَحْسَنِ

النَّاسِ خُلُقًا: اور حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو کسی کام سے بھیجا کہ انس جاؤ اور فلاں کام کر کے آؤ، حضرت انس ؓ نے پیار بھرے انداز میں فرمایا کہ میں نہیں جاؤں گا، اور دل میں یہ بات تھی میں حضور ﷺ کا کام ضرور کروں گا اور انکار کا منشا یہ تھا کہ آپ ﷺ بار بار پیار کے انداز میں مجھ سے کہتے رہے کہ جاؤ کام کر کے آؤ۔

بہر حال حضرت انس ؓ اس کام کے لئے گئے اور چھوٹے بچوں کی عادت ہوتی ہے کہ جس کام کے لئے ان کو بھیجا جاتا ہے وہ نہیں کرتے ہیں بلکہ کسی اور کام میں لگ جاتے ہیں، ہم نے انڈیا میں دیکھا کہ ماں باپ اپنے بچوں کو اسکول بھیجتے ہیں اور وہ تالاب پر چلے جاتے ہیں، حضرت انس ؓ جب کام کے لئے نکلے تو مدینہ کی گلی میں چند بچے راستہ میں کھیل رہے تھے، حضرت انس ؓ بھی ان کے ساتھ کھیل میں لگ گئے اِدھر اللہ کے رسول ﷺ انتظار فرماتے رہے کہ انس اب آئیں گے جب آئیں گے، تھوڑی دیر بعد خود حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے تو دیکھا کہ انس ؓ تو گلی میں بچوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔

ہم اور آپ کے جیسا ہوتا تو پتہ نہیں کیا کیا کہدیتا کم از کم اتنا تو ضرور کہتا کہ تم کام کے لائق نہیں ہو، حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ میرے قریب آئے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر پھرایا میں نے سوچا کہ یہ کون ہے جو میرے کندھے پر ہاتھ پھرا رہے ہیں، کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ کے رسول ﷺ میرے پیچھے کھڑے مسکرا رہے ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ انس ؓ میں نے تو تمہیں کام کے لئے

بھیجا تھا تم تو کھیل میں مصروف ہو گئے جاؤ ابھی کام کر کے آؤ۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی نو یا دس سال تک خدمت کی لیکن جب مجھ سے غلطی ہو جاتی تو کبھی آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں نہیں کیا؟ اور یہ کام کیوں کیا؟ ہم اپنی زندگیوں کو دیکھیں کہ اگر ہمارے گھر کے اندر تھوڑا ابھی نمک زیادہ گر جاتا ہے تو ہم غصہ ہو جاتے ہیں مسجد میں ذرا سی دیر ہو جاتی ہے تو مقتدی آسمان وزمین ایک کر لیتے ہیں، صحابہ کرام تو حضور ﷺ کی ڈانٹ پر خوش ہوتے تھے اس کے باوجود آپ ﷺ نے نہیں ڈانٹا عربی کی کہاوت ہے: ضَرْبُ الْحَبِیْبِ مِثْل اَکْلِ الزَّبِیْبِ محبوب کی مار کشمش کے مانند ہے۔

امت کو تعلیم دینا مقصود ہے

آپ دیکھئے کہ پیارے نبی ﷺ کا انداز کتنا پیارا تھا کہ آپ ﷺ نے حضرت انسؓ کو نہیں ڈانٹا اور اس کے ذریعہ آپ ﷺ امت کو یہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ اپنے اندر معاف کرنے کا جذبہ پیدا کیا جائے، اگر کوئی استاذ ہے تو اس کو چاہئیے کہ اپنے شاگردوں کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرے، اپنے اندر نرمی پیدا کرنی چاہئیے، اور آگے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں کبھی کبھی حضور ﷺ کی منشاء کے خلاف کام کرتا تھا لیکن آپ ﷺ کچھ نہیں فرماتے تھے حضور ﷺ حکم کچھ اور فرماتے تھے اور میں اپنے بچپن کی وجہ سے کچھ اور ہی کام کر لیا کرتا تھا لیکن آپ ﷺ نے مجھ کو کچھ نہیں کہا۔

نرم مزاج اختیار کریں

ہمیں چاہیئے کہ ہم نرم مزاجی اختیار کریں جو شخص غصہ برداشت کر لیتا ہے اس کو اللہ تعالی کا تقرب حاصل ہوتا ہے، اور غصہ پی جانا ولی ہونے کی علامت ہے جہاں انسان نمازوں کی پابندی سے ذکرواذکار سے قرآن پاک کی تلاوت سے اللہ کا ولی بن سکتا ہے، وہیں پر معاملات کو اس میں بہت بڑا دخل ہے اس کے بغیر انسان ولایت کے معیار کو نہیں پہونچ سکتا، ولایت کا معیار معاملات ہیں، اور اللہ تعالی بھی نرم مزاجی کو پسند کرتے ہیں، غصیالہ مزاج اللہ تعالی کو پسند نہیں ہے۔

قدرت کے باوجود معاف کرنا افضل ہے

ایک تو ہوتا ہے کسی بڑے نے آپ کے ساتھ زیادتی کی اور اس سے آپ بدلہ نہیں لے سکتے، اس لئے آپ نے معاف کر دیا اس لئے کہ آپ کے اندر بدلہ لینے کی طاقت نہیں ہے، تو اس طرح معاف کرنا کوئی بہت بڑی بات نہیں ہے، ثواب تو اس کا بھی ملے گا، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بدلہ لینے کی بھرپور طاقت ہے اس کے باوجود آپ اس کو معاف کر دیں، تو یہ بہت بڑی فضیلت کی بات ہے، جیسے اللہ تعالی بدلہ لینے پر قادر ہے لیکن اس کے باجود معاف کرنے کو پسند کرتا ہے، اس مضمون کو اللہ تعالی نے چھٹے پارے میں ارشاد فرمایا کہ: وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا قَدِيْرًا کہ اللہ کی ذات معاف کرنے والی ہے قدرت رکھنے والی ہے، اس آیت پاک میں اللہ تعالی نے قدرت والی صفت کو ذکر فرما کر یہی تعلیم

دی ہے کہ قدرت رکھتے ہوئے معاف کرنا بڑے جگر گردے کی بات ہے۔اور جس کو یہ گر مل گیا تو اس نے دنیا و آخرت کی بڑے کامیابی کو حاصل کی، بہت بڑی سعادت کی بات ہے، ہم سب لوگوں کو یہ مزاج اپنانا چاہیئے۔

معاف کرنے کی فضیلت

اور غصہ پینے اور معاف کرنے کی حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے چنانچہ ارشاد فرمایا جناب نبی اکرم ﷺ نے کہ جس نے غصہ پی لیا اور قدرت ہونے کے باوجود اس کو معاف کر دیا تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس کو حوروں میں اختیار دیں گے، اور فرمائیں گے کہ یہ جنت کی حوریں ہیں ان میں سے جس کو چاہو لے لو۔

واقعہ

ایک بزرگ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ ایک آدمی ہمیشہ آپ کو برا ہی کہتا ہے، ان اللہ والوں نے کہا کہ اللہ اس کو نیک بدلہ دے، اس نے کہا کہ اس نے آپ کے ساتھ کوئی احسان نہیں کیا کہ آپ اس کو دعا دے رہے ہو، فرمایا کہ وہ احسان ہی تو کر رہا ہے کہ میری برائی کر کے اپنے کھاتے کی نیکیاں میرے کھاتے میں جمع کر رہا ہے۔ دیکھا آپ نے کہ غیبت چغلی ان سب چیزوں سے انسان کی نیکیاں جائع ہو جاتی ہیں، اللہ تعالی ہم سب لوگوں کو جناب نبی اکرم ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

عجیب وغریب واقعہ

نسائی شریف کی ایک روایت میں وارد ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کسی غریب کا نام لئے بغیر اس کی مدد کرتے تھے، ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے ایک صحابی ؓ ایسے تھے کہ ان کی حالت بتا رہی تھی یہ بہت غریب ہے، پھٹے پرانے کپڑے تھے وغیرہ وغیرہ، ان کی مدد کا ایک طریقہ یہ تھا کہ حضور ﷺ اعلان فرماتے کہ تم لوگ اس شخص کی مدد کرو، اور اس طرح کرنے میں اس کے دل کو تکلیف ہوسکتی تھی، اس لئے کہ عزتِ نفس سب کو پیاری ہے، اس لئے اللہ کے رسول ﷺ نے چاہا کہ ان کی مدد بھی کی جائے اور عزت نفس پر کوئی داغ دھبہ بھی نہ آئے، اس دوران اللہ کے رسول ﷺ نے خطبہ روک دیا اور ان صحابی سے کہا کہ: **قُمْ فَصَلِّ** : کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھو، اس لئے کہ تم نے نماز نہیں پڑھی (تحیۃ المسجد وغیرہ) یہ تعجب والی بات تھی، اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا خطبہ روک دینا ہی کوئی معمولی بات نہیں تھی، اور ان کو نماز پڑھنے کے لئے کہنا قابل تعجب تھا، سب لوگ ان کی طرف دیکھنے لگے، اور ان کی نماز ہونے تک اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے خطبہ کو روکے رکھا، اور جیسے ہی ان کی نماز ہوگئی حضور ﷺ نے خطبہ کا مضمون بدل دیا، اور پہلے خطبہ کسی اور مضمون پر تھا، ان کی نماز کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے غریبوں مسکینوں اور یتیموں کی مدد پر خطبہ دینا شروع کر دیا، صحابہ کرام سمجھ گئے کہ حضور ﷺ ہم سے کیا فرمانا چاہتے ہیں جیسے ہی نماز پوری ہوئی صحابہ کرام نے اتنا چندہ دینا شروع کر دیا کہ ان صحابی کے سامنے پورا ڈھیر جمع ہوگیا، آپ ﷺ کی عقلمندی دیکھئے

کہ آپ ﷺ نے ان کا نام نہیں لیا اگر آپ ﷺ ان کا نام لیتے تو ان کو تکلیف ہوتی ، کتنے اچھے انداز سے اللہ کے رسول ﷺ نے دونوں کام انجام دیئے ۔ اسی لئے ایک بات مجھے یاد آرہی ہے کہ آپ جس کو زکوۃ کا مال دے رہے ہو اس کو یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ یہ زکوۃ کا مال ہے بلکہ اس کو ہدیہ کہہ کر بھی دینا جائز ہے، اس لئے کہ اگر زکوۃ کا نام لیں گے تو اس کو دلی تکلیف ہوگی ۔ ہم لوگوں کو ایک دوسرے کا اکرام کرنا چاہئیے ۔

حیا کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کے ساتھ اللہ کے رسول ﷺ کا گزر ہوا تو ایک شخص اپنی قوم میں حیاء کے عنوان پر تقریر کر رہا تھا کہ آدمی کو چاہئیے کہ وہ حیاء اختیار کرے، یہ سن کر اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ بھی کوئی نصیحت کرنے کی چیز ہے؟ مطلب یہ ہے کہ شرم و حیاء تو ایمان کا ایک شعبہ ہے، وہ ایمان کی طرح ہر وقت سامنے ہونا چاہئیے ۔

اللہ تعالی سے حیاء کا مطلب

بیہقی شریف کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اِسۡتَحۡیُوا اللّٰہِ حَقَّ الۡحَیَآءِ ، اللہ تعالی سے ایسی شرم کرو جیسا اس سے شرم کرنے کا حق ہے، صحابہ کرام نے کہا اِنَّا نَسۡتَحۡیِی مِنَ اللّٰہِ یَانَبِیَّ اللّٰہِ کہ اے اللہ کے رسول ﷺ ہم تو اللہ سے شرماتے ہیں اور اس کا شکر ادا کرتے ہیں، حضور

ﷺ نے فرمایا تم جو شرم سمجھ رہے ہو وہ نہیں بلکہ اللہ تعالی سے حیاء کا یہ مطلب ہے کہ یہ سر اللہ تعالی کے علاوہ کسی اور کے آگے نا جھکے، اس سر کو شرک سے پاک رکھا جائے بلکہ اسلام نے اس بات کو بھی پسند نہیں کیا کہ آپ کسی کو جھک کر سلام کرے توحید اسلام کی بنیادی چیز ہے جس کی حفاظت اپنی جان سے بھی زیادہ ضروری ہے۔

سجدہ صرف اللہ کے لئے ہے

اسلام کے تاجدار جن کے صدقہ طفیل میں اس دنیا کا وجود ہوا، ان کے سامنے بھی اسلام نے سر جھکانے کی اجازت نہیں دی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے ایک مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی بادشاہ اپنے دربار میں آتا ہے تو دوسری قومیں اس کا جھک کر استقبال کرتی ہیں آپ تو بادشاہوں کے بادشاہ ہیں کیوں نہ ہم آپ کو جھک کر سلام کریں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اس بات کی بالکل اجازت نہیں دیتا میرے بھائیو! ہمارے سر اتنے سستے نہیں ہیں کہ کسی کے بھی سامنے جھک جائے، ہمارا سر صرف اور صرف اللہ کے آگے ہی جھکے گا اور یہی اس کی جگہ ہے اور یہی اس کا حق ہے۔ غیر اللہ کے سامنے سر ٹیکنا بڑا شرک ہے۔

ریاء کاری سے بچیئے

اور ایک ہے چھوٹا شرک یعنی کسی عمل کو غیر اللہ کے لئے کرنا، جس کو ریاء

کاری کہا جاتا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُم اَلشِّرکُ الْاَصْغَر کہ میں تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر کا خوف رکھتا ہوں، نیز اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شرک تمہاری رگوں میں ایسے دوڑے گا جیسے کہ چیونٹی دوڑتی ہے، اور پتہ بھی نہیں چلتا کہ چیونٹی چل رہی ہے یا نہیں۔ ایک اور حدیث میں جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: من صلی وراء فقد اشرک: جس نے کسی کو دکھلانے کے لئے لمبی لمبی نمازیں پڑھیں اس نے شرک کیا۔ اس لئے ہم جتنے اعمال کریں خالص اللہ ہی کے لئے کریں۔

ریاء کاری کا انجام

قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں کو بلایا جائے گا، شہید کو بلایا جائے گا اللہ تعالی اس سے پوچھیں گے کہ میں نے تجھ کو دنیا میں طاقت دی تھی تو نے اس کا کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ اے اللہ میں نے تیرے راستہ میں جہاد کیا لوگوں کو مارا، اللہ تعالی فرمائیں گے یہ سب تو نے اس لئے کیا تا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں، اور جس کے لئے تو نے کیا وہ تجھے مل گیا یعنی تو بہادر کہلایا گیا، اور اس کو جہنم میں ڈالدیا جائے گا، اسی طرح ایک عالم کو بلایا جائے گا اور اس سے اللہ تعالی پوچھیں گے کہ بتا تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ اے اللہ میں نے تیرے علم کو سیکھا، اللہ فرمائیں گے تو نے اس لئے علم سیکھا تا کہ لوگ تجھے علامہ کہیں، اور تو علامہ کہدیا گیا اب تیرا ٹھکانہ بھی جہنم ہے۔ پھر ایک سخی کو بلایا جائے گا اس سے بھی اللہ تعالی پوچھیں گے کہ میں

تجھے مال دیا تھا، تو نے اس کا کیا کیا؟ وہ کہے گا کہ اے اللہ میں نے تیرے راستہ میں اس مال کو خرچ کیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس لئے تو نے خرچ کیا تھا تا کہ لوگ تجھے سخی کہیں، وہ تجھے دنیا میں کہدیا گیا، اب تیرا ٹھکانہ جہنم ہے اس لئے میرے بھائیو! ہم صرف اپنے اعمال اللہ ہی کے لئے کریں۔

ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اَلْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ شُعْبَۃً اَفْضَلُھَا قَوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وَاَدْنَاھَا اِمَاطَۃُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَۃ وَالْحَیَاءُ شُعْبَۃ مِّنَ الْاِیْمَانِ کہ ایمان کے ستر سے زائد شعبے ہیں ان میں سب افضل لاالہ الااللہ کہنا ہے اور ادنی درجہ یہ ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ چیز ہٹا دینا اور حیاء کا ایمان کا شعبہ ہے اس حدیث پاک سے پتہ چلا کہ حیاء ایمان کا شعبہ ہے، لہذا حیاء کا اختیار کرنا بے حد ضروری ہے، آج کل بے حیائی کا ماحول عام ہوتا جا رہا ہے، جہاں دیکھو، بغیر کسی شرم وحیاء کے عورتیں گھوم رہی ہیں مردوں میں بے شرمی غالب آ گئی، میرے بھائیو یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔

اللہ سے حیا کیجئے

اور لگے ہاتھ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ انسان سب کے سامنے کوئی غلط کام کرنے سے شرماتا ہے، اور وہی غلطی تنہائی میں جا کر کرتا ہے یاد رکھو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنا اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کے خلاف ہے، جب اللہ تعالیٰ سے حیاء ہوگی تو

انسان تنہائی میں بھی غلط کاموں سے بچے گا، جلوت اور خلوت ہر جگہ وہ اپنے آپ کو تمام گناہوں سے پاک رکھے گا، اسی لئے ہمارے اسلاف کے بارے میں آتا ہے کہ جلوت اور خلوت ہر جگہ باادب رہا کرتے تھے کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرماتے کہ اللہ تعالی سے حیا آتی ہے کہ پیر پھیلائیں۔

حیاء کیسے پیدا ہوگی

اور حیاء کیسے پیدا ہوگی؟ چنانچہ جنید بغدادیؒ جن کو سید الطائفہ کہا جاتا ہے، ان کے بارے میں آتا ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا کہ حضرت! حیاء کیسے پیدا ہوتی ہے، تو فرمایا کہ آدمی دو کام کرلے، اس کے اندر حیاء پیدا ہوجائیگی، ایک یہ کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کا شکرادا کرے، دوسرے یہ کہ ان نعمتوں کے مقابلہ میں اپنی طرف سے ہونے والے شکر میں کمی کا احساس کرے یعنی یہ سوچے کہ اے اللہ مجھے تیرا جس طرح اس نعمت پر شکرادا کرنا چاہئیے تھا میں نہیں کرسکا۔

قرآن پاک اللہ تعالی کی نعمتیں یاددلاتا ہے

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے محدث گزرے ہیں جن کے واسطے سے کئی صدیوں کے بعد ہندوستان میں علم حدیث پہنچا، انہوں نے الفوز الکبیر نام سے ایک کتاب لکھی ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ قرآن پاک نے اپنے علوم کو پانچ قسموں میں تقسیم کیا ہے، ان میں سے ایک التذکیر بِالاءِ اللّٰہ ہے یعنی قرآن پاک اکثر وبیشتر اللہ تعالی کی نعمتوں کو یاددلاتا ہے مثلاً: یَـٰٓأَیُّهَا النَّاسُ

اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کہ اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو، جس نے تم کو پیدا کیا اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، اور فرمایا کہ: وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ ، کہ یاد کرو اس وقت کو جب تم آپس میں دشمن تھے، اللہ تعالی نے تمہارے دلوں کو جوڑا، اور تم بھائی بھائی بن گئے، اسی طرح فرمایا کہ: اَلَمْ نَجْعَلْ لَهٗ عَيْنَيْنِ وَلِسَانًا وَّشَفَتَيْنِ وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ کہ ہم نے انسان کو دو آنکھیں دیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ دیئے۔ دیکھا آپ نے کہ قرآن پاک کیسے اپنی نعمتیں یاد دلاتا ہے اور ان نعمتوں کو یاد دلانے کا مقصد یہی ہے کہ انسان بیدار ہو جائے، کہ اے بندے ذرا اتنا تو سوچ کہ میں تجھ پر اپنی نعمتیں برسا رہا ہوں لیکن تیرے اندر شکر کی کمی ہے، جب آدمی اس طرح سوچے گا کہ واقعی اللہ تعالی مجھ پر رحمتیں نازل فرما رہا ہے اور مجھے جس طرح اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیئے میں نہیں کر رہا ہوں تو اس کو احساس ہوگا اور یہ احساس اس کی زندگی میں حیاء پیدا کرے گا، اور جب زندگی میں حیا آتی ہے تو اس پر معرفت کے دروازے کھل جاتے ہیں اس پر انوارات کی بارش ہوتی ہے اللہ تعالی ہم سب کو اپنی زندگی شریعت کے مطابق گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے فرامین خدا و رسول پر عمل کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اقتباس

قرآن پاک میں سورہ نساء میں فرمایا کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کہ عورتوں کے ساتھ اچھائی کے ساتھ رہو، ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ، حضور ﷺ نے اپنے وصال کے وقت جو وصیتیں فرمائی تھیں ان میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ عورتوں کے معاملہ میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا بلکہ قرآن پاک نے یہاں تک کہا کہ اگر تمہیں تمہاری بیوی کی کوئی عادت ناپسند ہے تو اس کو برداشت کرو، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی اس کے پیٹ سے وقت کا امام بخاری پیدا کرے جو اپنے وقت کے بڑے امام بنیں گے اور زمانہ کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہونگی، وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ اللہ تعالی نے تمہارے لئے جو اولاد طے کی ہے اس کو تم تلاش کرتے رہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام میں عورت کا مقام ومرتبہ

الحمدہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھا دی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ ، ونشھد ان سیدنا ومولانامحمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تبارک وتعالی علیہ وعلی اٰلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واھل بیتہ واھل طاعتہ وبارک وسلم تسلیما کثیرا کثیرا، اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ، اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوا مِنْ اَمْوَالِھِمْ فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَات حَافِظَات لِّلْغَیْبِ بِمَاحَفِظَ اللّٰہ وَالّٰتِی تَخَافُوْنَ نُشُوزَھُنَّ فَعِظُوھُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوھُنَّ فَاِنْ اَطَعْنَکُمْ فَلا تَبْغُوا عَلَیْھِنَّ سَبِیْلاً وقال تعالی وَلَھُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَیْھِنَّ بِا لْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃً وَاللّٰہُ عَزِیْز حَکِیم وقال تعالی وَعَاشِرُوْھُنَّ بِا لْمَعْرُوفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوا شَیْئًاوَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْرًا کَثِیْرًا صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک لمن الشاھدین والشاکرین والحمد للہ رب العالمین .

عورت انسان کی فطرت ہے

محترم بھائیو بزرگو اور دوستو!

اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور تمام نعمتوں سے سرفراز فرمایا ، بہترین نعمتیں اور جنت کا گھر دیا لیکن اللہ تعالی نے انسان کی فطرت میں یہ بات پیدا فرمائی ہے کہ جب تک اس کو زندگی کا ساتھی میسر نہ ہو، اس کو دیواریں کاٹنے کو دوڑتی ہیں، اس کو زندگی کا مزا اور لطف محسوس نہیں ہوتا، انسان کو انسان اسی لئے کہا جاتا ہے کہ عربی زبان میں انسان کے معنی ہوتے ہیں ایک دوسرے سے محبت کرنے والا ، ایک دوسرے سے انس حاصل کرنے والا۔

پتہ چلا کہ انسان معاشرہ کے اندر رہ کر ہی زندگی کا مزا حاصل کرسکتا ہے، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی جنت میں اکیلا پن اور وحشت محسوس ہونے لگی، حضرت آدم علیہ السلام کو تنہائی کی وجہ سے بے چینی محسوس ہورہی تھی ،تو اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام سے ہی آپ کی بیوی بنا کر سیدتنا حضرت حواء علیہا السلام کو پیدا فرمایا تا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی زندگی کو لطف کے ساتھ گزار سکے، اس منظر کو قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا ہے کہ:

وَقُلْنَا يَآ آدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا :

کہ اے آدمؑ تم اور تمہاری بیوی جنت میں رہو، اور جہاں سے تمہارا جی چاہے فراوانی کے ساتھ کھاؤ مگر ایک درخت کو ہاتھ نہ لگانا واقعہ مکمل آپ جانتے ہیں، میں تو اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ عورت کے بغیر صحیح معنوں میں زندگی نہیں ہوتی ہے اس کو اپنی زندگی ادھوری معلوم ہوتی ہے، اسی لئے تو حضرت آدم علیہ السلام کا جنت جیسے مقام میں بھی تنہا دل نہیں لگا۔

شادی آدھا ایمان ہے

اور جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا صاحب مشکوۃ نے اس روایت کو نقل فرمایا ہے کہ: مَنْ تزوَّجَ فقدِ استکملَ شطرَ الاِیمانَ: جس نے نکاح کیا اس نے اپنا آدھا ایمان پورا کرلیا، پتہ چلا کہ شادی کے بغیر ایمان بھی مکمل نہیں ہوتا، جس نے شرعی طور پر نکاح کیا اس نے گویا اپنا آدھا ایمان مکمل کیا، اسی لئے جہاں نوجوانوں کا مجمع ہوتا تھا نبی اکرم ﷺ فرماتے تھے: یَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَ ةَ فَالْیَتزَوَّجُ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحصَنُ لِلْفَرَجِ : کہ اے نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے وہ شخص جو بیوی کو کھلا پلا سکتا ہو، اس کا خرچ برداشت کر سکتا ہو، اس کے کپڑے اور مکان کا انتظام کر سکتا ہو، اسے چاہیئے کہ وہ جلدی شادی کرلے، اس لئے کہ شادی نگاہ اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے، اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس بیوی کو کھلانے پلانے مکان اور کپڑے کا نظم نہ ہو، اس کو چاہیئے کہ روزہ رکھے، اس لئے کہ روزے سے خواہشات دب جاتی ہیں۔

عورت اللہ تعالی کی نشانی ہے

آیات قرآنی سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ عورت اللہ تعالی کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے، اور اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے، اس لئے کہ قرآن کے انداز بیاں کے مطابق عورت اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت ہے، اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں وَمِنْ اٰیَاتِہٖ اَنْ خلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوا اِلَیْھَا : جس کا ترجمہ

یہ ہے کہ اللہ تعالی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہاری بیوی کو تم ہی سے پیدا فرمایا تا کہ تم سکون حاصل کرسکو۔

لیکن عورت کی کچھ کمزوریاں فطری ہیں، عورت کو اللہ رب العزت نے بائیں پسلی سے پیدا کیا، اور پسلی ٹیڑھی ہوتی ہے، اور ٹیڑھی چیز کو سیدھا کرنے جاؤ گے تو وہ ٹوٹ جائے گی، یہ چند کمزوریاں اللہ تعالی نے عورت کے اندر رکھی ہے، آپ چاہو کہ ہماری بیوی رابعہ بصریہ بن جائے تو یہ بہت دور کی بات ہے، انسان کا کمال ہے کہ اس کے ٹیڑھے پن کو باقی رکھتے ہوئے اس کے ساتھ صحیح معنی میں زندگی گزارے۔ وہ کسی چیز پر غصہ ہو جائے تو کچھ زیادہ ہی غصہ ہو جائے گی کسی چیز پر راضی ہو جائے تو اسی میں خوش رہے گی وغیرہ وغیرہ ، جو فطرتاً کمزور ہونے کی دلیل ہے۔

مرد اور عورت الگ الگ نہیں ہے

اور اللہ تعالی نے عورت کو بائیں پسلی سے پیدا فرما کر شوہر کے دماغ کو بھی سیدھا کیا کہ کہیں کوئی انسان عورت کو گھٹیا نہ سمجھے، بلکہ یہ سوچے کہ اس کی بیوی اسکی ٹیڑھی پسلی سے بنی ہے، وہ کوئی الگ مخلوق نہیں ہے، بلکہ وہ اسی کے اندر سے پیدا ہوئی ہے، قرآن پاک نے اس فلسفہ کو دو مقام پر ذکر فرمایا، سورہ ال عمران میں اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں :فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّی لَا اُضِیعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی :اور پانچویں پارے میں فرمایا:بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ :ان دونوں آیتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ مرد اور عورت الگ الگ نہیں ہیں بلکہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ ہیں اس کو یوں سمجھو کہ بدن کے دو ہاتھ ہیں ایک سیدھا ہاتھ ہے، اور ایک بایاں ہاتھ ہے، لیکن

سیدھے ہاتھ میں طاقت زیادہ ہے، اور بائیں ہاتھ میں کم ہے، معلوم ہوا کہ مرد اگر سیدھا ہاتھ ہے تو عورت بایاں ہاتھ ہے لیکن اسی بدن کا حصہ ہے۔ مرد کو اللہ تعالی نے کچھ خوبیاں ایسی ضروردی ہیں جن کی وجہ سے وہ عورت سے افضل ہوجاتا ہے۔ لیکن عورت کا بھی ایک مقام ہے۔ جس کو اسلام نے مختلف مواقع پر بیان فرمایا ہے۔

خطبہ نکاح میں تقوی کا حکم کیوں؟

اسلام میں عورت کا مقام اور مرتبہ بہت بڑا ہے، اس کا اندازہ اس بات سے ہوگا کہ خطبہ نکاح میں یہ آیت تلاوت کی جاتی ہے جس میں اللہ سے ڈرنے کا حکم ہے، اور وہ اس لئے کہ بتلایا گیا کہ ایک عورت تمہارے نکاح میں آرہی ہے، اس کا خیال رکھنا ہوگا اس کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا ہوگا، وہ آیت یہ ہے،، یَـاَیُّھَـا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّکُمُ الَّـذِی خَـلَـقَـکُـمْ مِّـنْ نَفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَا لًا کَثِیْـرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِی تَسَآءَ لُونَ بِہٖ وَالْاَرْحَام اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا: ترجمہ : اے لوگو اللہ تعالی سے ڈرو جس نے تم سب کو ایک جان سے پیدا کیا اور مرد سے اس کی بیوی کو پیدا کیا، اور ان دونوں کے ذریعہ بہت سے مرد اور عورتوں کو پیدا کیا ،اور اللہ سے ڈرو جس سے تم قرابت داری کا واسطہ دے کر مانگتے ہو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ یہاں بندہ مومن کو یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا بات ہے کہ نکاح تو خوشی کا موقعہ ہے، اور اسلام انسانی مزاج کی رعایت کرتا ہے خوشی کے وقت خوشی کے احکام دیتا ہے، اور غم کے وقت آنسو بہانے کے بھی اجازت ہے، لیکن شادی میں خوشی منانے کا حکم دینے کے بجائے ڈرنے کا حکم صادر فرمایا ایسا کیوں؟ علماء مفسرین نے اس کا جواب یوں دیا ہے

کہ نکاح کے وقت ڈرنے کا حکم دے کر دراصل اس کی ہونے والی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے کہ اللہ نے ان عورتوں کو تمہارے پاس بطور امانت دیا ہے، ان کے ساتھ برا سلوک نہ کرنا، ان کے سلسلہ میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہنا کہیں ایسا نہ ہو کہ ماں باپ کی عظمت میں مغلوب ہو کر بیوی کو اس کے جائز حقوق سے بھی محروم کردو، اور کہیں ایسا بھی نہ ہو کہ بیوی کی محبت میں مغلوب ہو کر ماں باپ کا تقدس ان کا ادب واحترام ختم کردو، اس لئے اس وقت خاص طور پر ڈرنے کا حکم فرمایا، اور بتلایا کہ اب تمہارے پاس اللہ تعالی سے ڈرتے رہنے کا وقت آ گیا ہے اب تک تم اکیلے تھے، اب تمہارے دونوں طرف دو ڈگر ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک کی تلاش میں دوسرے کا حق ضائع کردو، اس لئے بطور خاص ڈرنے کا حکم فرمایا۔

خواتین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید

قرآن پاک نے سورہ نساء میں نصیحت کی کہ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ،، کہ عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، حضور اکرم ﷺ نے اپنے وصال کے وقت جہاں بہت ساری وصیتیں فرمائی ہیں ان میں سے ایک وصیت یہ بھی تھی کہ عورتوں کے سلسلہ میں اللہ تعالی سے ڈرتے رہو، اسلام کا مزاج تو ایسا ہے کہ اگر بیوی کی کوئی عادت تمہیں ناپسند ہے تو اس پر صبر کرو، ممکن ہے اللہ تعالی اس کے بدلہ اس کی کوکھ میں تمہارے لئے وقت کا امام بخاری پیدا فرمادے۔ کیونکہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے بشرطیکہ صبر اللہ کیلئے ہو تو خود اللہ نے فرمایا ہیکہ ان اللہ مع الصابرین بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

عورتیں اپنے آپ کو مثالی بنائیں

اور عورتوں سے بھی کہا گیا کہ عوت جب بہو بن کر آئے تو اس کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو ایک مثالی عورت بنائے ،اپنے ساس سسر کو اپنے ماں باپ کا درجہ دے ،اور ساس سسر اس کو اپنی بیٹی کا درجہ دیں ،آج کل میاں بیوی کے جتنے مسائل ہیں ،تقریباً تمام کا تعلق اسی طرح کے جھگڑوں سے ہوتا ہے ،اپنائیت سے یہ تمام مسائل حل ہو جائیں گے ،اور عورت کا سب سے بڑا زیور یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کی فرمانبردار ہو ،جو عورت جتنا زیادہ اپنے شوہر کی اطاعت کرے گی اللہ تعالی کے دربار میں وہ اتنی ہی مقبول بندی ہوگی۔ قرآن پاک نے عورتوں کی ایک صفت بیان فرمائی ،،**حَافِظَات لِّلْغَيْبِ** ،،یعنی کہ عورتیں شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے تمام امور کی حفاظت کرتی ہیں ،اور گھر کا پورا کام بھی سنبھالتی ہیں یہ عورت کا مرد پر بہت بڑا احسان ہے۔

عورتوں کے بھی حقوق ہیں

قرآن پاک نے کہا: **وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِی عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوف** ،،جتنے حقوق اسلام نے مردوں کو دیئے ہیں اتنے ہی حقوق عورتوں کو بھی دیئے ہیں ،ہمارے علماء کرام سے بھی کہوں گا جہاں مردوں کے حقوق عورتوں پر ہم بتلاتے ہیں وہیں مردوں پر عورتوں کے کیا کیا حقوق ہیں ان کو بھی بیان کریں۔ اسلام نے عورتوں کو بہت حقوق دیئے ہیں خود نبی پاک ﷺ چاندنی رات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لیکر نکلتے تھے اور دوڑ لگاتے تھے ،ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ،حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں ہڈی چوستی تو

آپ ﷺ فرماتے کہ عائشہ ؓ میرے لئے بچا کر رکھنا ، یہ وہ طریقے ہیں جن پر عمل کرنے سے میاں بیوی کی آپسی محبت قائم رہے گی۔

بیوی سے محبت تقوی ہے

حضرت قاری صدیق صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اپنے ملفوظات میں فرمایا کہ سب سے بڑا متقی وہ ہے جس کے دل میں بیوی کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہو، کسی نے پوچھا کہ حضرت! اس کی کیا وجہ ہے؟ تو فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی سے جتنی زیادہ محبت کرے گا وہ اتنا کم دوسری عورتوں کو دیکھے گا ، اس لئے جناب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ رکھتا ہے اس کو اس کا بھی ثواب ملے گا۔اور ایک مرتبہ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! عورت کے ساتھ حسن سلوک سے ثواب کیوں ملتا ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی انسان اپنے جذبات کی تسکین کے لئے کسی پرائی عورت کے ساتھ اچھا سلوک کرتا تو گناہ ہوتا ،اس نے اللہ سے ڈر کر شرعی طریقہ پر نکاح کر کے بیوی کے منہ میں لقمہ رکھا تو اس کو اس کا ثواب بھی ملے گا۔

میراث میں عورت کا حصہ

اسلام نے میراث کے باب میں بھی عورت کا خیال رکھا ہے کہ اس کو میراث ملے گی ، اس کو مرد کے مقابلہ میں سنگل دیا جائے گا ،یعنی اگر کسی کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے اور اس کی عورت بھی نہیں ہے،تو مال کے تین حصے کیئے جائیں گے،لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ دیا جائے گا،سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام نے عورت کو میراث میں مرد

کے مقابلہ میں سنگل کیوں دیا، برابر کیوں نہیں دیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ عورت کو مال کی ضرورت نہیں ہے، اگر وہ بیوی ہے تو اس کا خرچ اس کا شوہر اٹھائے گا، اگر وہ ماں ہے تو اس کے بیٹے اس کی دیکھ بھال کریں گے، اگر وہ بہن ہے تو بھائیوں کے ذمہ اس کا حق ہوگا، بلکہ بھائی کو جو دو حصے ملے ہیں وہ جلدی ختم ہو جائیں گے، اس لئے کہ اس کے پیچھے اخراجات ہیں، گھر چلانا ہے، اسکول کی فیس ہے وغیرہ وغیرہ، لیکن بہن کو جو ایک حصہ ملا ہے وہ باقی رہ جائے گا اس لئے کہ اس کو کچھ خرچ کرنا ہی نہیں ہے۔

زمزم ایک خاتون کی قربانی کا نتیجہ

اسلام نے عورت کو کتنا بڑا مقام و مرتبہ دیا آج ہی میں نے مستورات کے اجتماع میں کہا کہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کے راستے میں جاتے ہوئے صرف السلام علیکم کہا تھا، اور ایک سوال کیا تھا کہ کیا آپ اللہ کے حکم سے جا رہے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میں اللہ تعالی کے حکم سے جا رہا ہوں۔تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا آپ خوشی سے جایئے اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، اللہ تعالی نے ان کو ایک لڑکا عنایت فرمایا جس نام اسماعیل رکھا گیا، انہی دونوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں اللہ تعالی نے وہاں سے زمزم کا کنواں نمودار فرمایا جس سے لوگ زمزم پیتے ہیں، اور اپنے اپنے گھروں کے لئے بھی لیکر آتے ہیں، لیکن الحمد للہ کبھی وہاں کا پانی ختم نہیں ہوتا۔ یہ کیا ہے؟ ایک خاتون کی قربانی ہے جس کا پھل اللہ رب العزت نے کتنا عمدہ عطا فرمایا، ورنہ دنیا کے تمام کنویں سوکھ جاتے ہیں، ان کا پانی ختم ہو جاتا ہے، اور اس پانی کا مقام بھی بہت اونچا ہے، نبی پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ، مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا

شُـرِبَ لَـهٗ ،، کہ زمزم پیتے وقت جونیت کی جائے اللہ تعالی اس کو پورا کرتے ہیں، اسی طرح عورت کا مقام اور اس کا مرتبہ اس بات بھی سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت ہاجرہ علیہ السلام نے پانی کی تلاش میں صفا اور مروہ پر سات مرتبہ دوڑ لگائی تھی، اللہ تعالی کو اس خاتون کا دوڑ لگانا اتنا پسند آیا کہ ہر حاجی اور عمرہ کرنے والے کے لئے اللہ تعالی نے اس دوڑ کو لازم قرار دیا کہ جب تک دوڑ نہیں لگاؤ گے تمہارا حج مکمل نہیں ہوگا، تمہارا عمرہ پورا نہیں ہوگا ،اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے بطن مبارکہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے یہ وہی اسماعیل علیہ السلام ہے جن کی نسل میں میرے اور آپ کے پیارے آقا جناب محمد رسول اللہ پیدا ہوئے۔

مرد حضرات ذہن سازی کا کام کریں

ان عورتوں کی تربیت اور ان کا ذہن بنانا مردوں کا کام ہے، اس لئے مرد عورت پر روپیہ خرچ کرتا ہے اور اصول ہے کہ: اَلْاِنْسَـانُ عَبْـدُ الْاِحْسَـان ،، انسان احسان کا غلام ہوتا ہے، انسان محسن کے احسان کے نیچے دبا رہتا ہے، مرد اس کے لئے خریدی کرتا ہے اس کا علاج معالجہ کرتا ہے، اب اگر وہ اس کو نماز روزے کی تاکید کرے گا تو عورت فوراً اس کی بات کو مان لے گی، مگر یہ سب ہم کو کہاں آتا ہے ہم اپنی طاقت کا صحیح استعمال کریں ،جب کسی عورت کا ذہن دینی بن جاتا ہے تو اللہ تعالی اس کی اولاد میں بڑے بڑے صلحاء پیدا فرماتے ہیں، وہ دونوں خاندانوں کے لئے اصلاح کا ذریعہ بنتی ہے، اور میرے بھائیو ہم اپنے گھر میں پیار محبت سے پیش آئیں عورتوں پر ہرگز ظلم نہ کریں، اگر وہ نافرمان بن جائے تو اس کو پیار اور محبت سے دین کی باتیں سمجھاؤ، دیکھو! اللہ تعالی نے عورتوں کو نرم دل

پیدا کیا ہے، آپ نے اس کے ساتھ کتنی ہی زیادتی کی ہو، لیکن ایک جملہ اس کو پیار بھرا کہہ دو تو فوراً نرم ہو جائے گی۔ عورتوں کو دھمکیاں دینے سے اللہ تعالی ناراض ہو جاتے ہیں، اپنے بچوں کے سامنے جھگڑا کرنے سے بچوں کا ذہن بھی جھگڑالو بن جاتا ہے، اس لئے جھگڑے وغیرہ سب بالائے طاق رکھیں، خوشی خوشی زندگی گزاریں، جھگڑے کے لئے ہمارے پاس تائم ہی کہاں ہے؟ اللہ کے دین کا کام ہمیں کرنا ہے، اب کچھ وقت نکال کر ہم گھر آئیں اور اس میں بھی جھگڑا کریں تو سکون کہاں ملے گا؟ اس لئے مل جل کر رہیں ایک دوسرے کو سمجھنے کی کوشش کریں ایک کو غصہ آئے تو دوسرا خاموش رہے، اس کا جواب نہ دے، مثلاً شوہر کو غصہ آیا تو بیوی خاموش رہے، اور بیوی کو غصہ آیا تو شوہر خاموش رہے ان شاء اللہ زندگیاں سکون وعافیت کے ساتھ گزریں گی۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالی ہم سب کو سکون عافیت والی زندگیاں عطا فرمائیں آمین۔

وصلی اللہ وسلم علی سیدنا ومولانا محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین